Title – Gulzar-E-Ashrafi

Creator – Qutub Uddin Ahmad

Publisher – Matba Naami (Lucknow).

Date – 1912

Pages – 104

Subjects – Tasawwuf ; Urdu Shayari – Tasawwuf Manzoom.

بسم الله الرحمن الرحیم نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کے لائق وہی خلاق ہے
کیسے کیسے گل کھلائے ہیں ہزار
انکے تار سے نہیں وہ دور ہے
گلبن و اشجار نسرین نسترن
کیا کرے نرگس یہاں دیدہ دری
کیا کرے سوسن زبان اپنی دراز
شاخ گل پر ہو گئیں بلبل ہزار
ہر چمن میں گل فشانی اسکی ہے
رنگ نارنگی سے وہ آزادہ ہے
برگ سے باد صبا لیکر سبق
گل بنا گلچین بنا بلبل بنا
جو ہوئے محو تماشائے چمن
اسطرح شداد بھی کافر مرا

جس سے تازہ گلشن آفاق ہے
واہ کیا صناع ہے رنگین نگار
لیکن آنکھوں میں نہیں وہ نور ہے
ہیں حقیقت میں یہ سب غنچہ دہن
چرخ ہے یاں عقل چرخ چنبری
یاں عنادل ہیں عنادل سے گداز
پر نہ پایا یار کوئی ایکبار
معرفت کی سب نشانی اسکی ہے
باغ یکتائی میں وہ شمشاد ہے
کھولتی ہے معرفت کا ہر ورق
طوق زیب گردن صلصل بنا
خار سے انکا پڑا سابقہ ہے
ڈوب کر فرعون بھی آخر مرا

اسکی صنعت کی ہے سب جلوہ گری
بلبلوں کو کر دیا شیدائے گل
تاکہ اپنے میں وہ دیکھے روئے جان
ہو حقیقت کا اگر رمز آشکار
جب حقیقت کی نہیں پائی بہار
اس خیابان سے گئے گل لوٹ کر
کیا صبا میں بوئے عطر آمیز ہے
اس میں ہر اوراق نخل بوستان
بیکلی کا گل کبھی پاتا ہے بار
ہر ورق سے غلغل توحید ہے
عندلیب خوشنوا وقت سحر
کام پشہ نے کیا نمرود کا
جیسے جو بویا ملا اسکو وہ پھل

کیا زمین کیا گنبد مینا
چھپ گئی ہے صورت
دیدۂ دل میں یہ بینا
اور ہی دنیا میں ہو جا
ہو گیا گلشن میں لا
پر نہ کچھ غنچہ سے نکلا
سبزہ سبزہ معرفت
ہاتھ مل مل ہو گئے
گاہ بلبل پر ہے ہجران
شاخ نوتائی ملی
راز گلچین سے وہ کہنا
مغز کھا کر اڑ گیا
خوب پائی سب نے یاد

اسکی قدرت کا ہی کیا روشن چراغ / وہ ید بیضا ہوا موسیٰ کا داغ
جب کیا نور تجلی نے ظہور / تو تنیا سے چشم آیا کوہ طور

قہر کا جو گاہ دکھلایا عمل / اژدہا بن کر عصا آیا نکل
پڑ گئی حرمت کی جو اسکی نظر / ہو گیا فولاد کا پانی جگر

دی سلیمان کے تئین انگشتری / تابع فرمان ہوئے جن و پری
حسن یوسف کو دیا دنیا سے خوب / چاہ مین جسکی گیا یعقوب ڈوب

حضرت ادریس کے تدریس سے / رد ہوئے تلبیس سب ابلیس کے
نوح اپنی قوم پر تھا نوحہ گر / صبر کا ایوب نے چکھا ثمر

بطن ماہی مین ہوئے یونس اسیر / اسکا خود مونس ہوا رب قدیر
کارخانہ کیا ہی اک نیرنگ ہی / یہ جہان کیا تختۂ ارژنگ ہی

کرتے تھے مردہ کو زندہ جو مسیح / تھا نفخت فیہ کا نکتہ صریح
حضرت آدم سے او اس دم تلک / کیسے خوبان ہو گئے زیر فلک

راز اسکا کچھ نہین ظاہر ہوا / ہو گیا وہ گنگ جو ماہر ہوا
روز روشن مین چھپا ہی وہ یا دیکھ / کل مین جا کر قدرت اللہ دیکھ

مست وحدت ہو گئے پی پی کے مل / شور بلبل کا سنو قلقل کا غل
غور سے کیجے اگر دل مین خیال / ہی یہ سب کچھ مظہر ایزد تعال

کوئی نوری یا کوئی ناری ہوا / جسکے حق مین حکم جو جاری ہوا
اپنے اپنے فہم کی ہی قیل و قال / ہو رہا ہی کل جہان محو خیال

گو قلم لاوے زبان اپنی ہزار / کر نہین سکتا ہی وہ اسمین قرار
ریگ دریا اون کا بھی ہی عد و دہر / حمد رب ذرات تا محدود دہر

اس بھنور مین کشتیان آئین ہزار / کوئی تختہ پر نہین پہونچا کنار
جسکے حق مین آیت لولاک ہی / اسکا لا احصی کلام پاک ہی

پھر کوئی یہ موشگافی کیا کرے / مسئلہ ہی اختلافی کیا کرے
جب ہوا منظور ایمان کا ظہور / کفر کی ظلمت ہوئی دنیا سے دور

تب محمد مصطفی پیدا ہوئے
جسکے اوپر تن و جان شیدا ہوئے

## نعت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

ساقیا مجھ کو پلا جام طہور / تا لکھون مین نعت محبوب غفور
وہ محمد اولین و آخرین / وہ محمد رحمۃ للعالمین

وہ محمد مخزن خلق عظیم / وہ محمد مونس رب کریم
وہ محمد خسرو جن و بشر / وہ محمد سرمۂ زاغ البصر

وہ محمد شافع روز جزا / وہ محمد شاہ تسلیم و رضا
وہ محمد آفتاب چرخ دین / وہ محمد صاحب تمکین متین

وہ محمد ہی اصول ہر فروع / وہ محمد جس سے لطفہ ہی شروع
وہ محمد منتہی عرش حق / وہ محمد رہ نورد نہ طبق

وہ محمد باعث ہر جز و کل / وہ محمد سو حبیب گلزار گل
وہ محمد اشفق از صد با پدر / وہ محمد چارۂ درد جگر

وہ محمد ہی انیس خاص حق / وہ محمد مورد اخلاص حق
وہ محمد ساقی آب حیات / وہ محمد گوہر بحر نجات

وہ محمد راکب یکران براق
وہ محمد عارج نیلی رواق
وہ محمد تکیہ گاہ انس و جان
وہ محمد شمع راہ گمرہان

وہ محمد جان وہ جانان دین
وہ محمد شان وہ بانان دین
وہ محمد جان ایمان جان تن
وہ محمد کان احسان کان من

وہ محمد ناصب ارکان راست
وہ محمد بانی ایوان راست
وہ محمد مظہر روزہ نماز
وہ محمد مصدر حج و حجاز

وہ محمد جس سے عالم کا ظہور
وہ محمد موجب حور و قصور
وہ محمد مالک ہشت خلد
وہ محمد سالک گلگشت خلد

وہ محمد قاسم نار و نعیم
وہ محمد فارق نیک و لئیم
وہ محمد اولیاؤن کا کلاہ
وہ محمد صاحب اکلیل جاہ

انبیاؤن کا محمد تاج ہے
جسکا مقدم معرج معراج ہے

## بیان معراج آنحضرت علیہ السلام

ایک شب وہ خسرو گردون نشین
بادل بیدار تھا راحت گزین
نور افگن ماہ تھا تا دور دور
ذرہ ذرہ کو تھا غرا ئین ظہور

کیا زمین کیا آسمان پر نور تھا
باغ عالم نور سے معمور تھا
کھل گئے ہر ایک ابواب فلک
محو نظارہ ہوئے جن و ملک

ہشت جنت ہو گئین آراستہ
صف بصف حورین کھڑی تھی خاستہ
ہاتھ میں رضوان لیے کوثر کا جام
تھا براہ آمد خیر الانام

ہو گئے قدوسیان محو نشاط
چشم اختر کا بچھاتے تھے بساط
آمد آمد کا ہوا جس وقت غل
ایستادہ ہو گئین ارواح کل

ہو چلے آراستہ جب نہ فلک
چاند کو تاروں نے دکھلائی چمک
حکم حق آیا کہ ای روح الامین
خلد سے لیکر براق نازنین

کر چکا کل میں فرشتون کے گذر
جا در محبوب کے گھر پیشتر
کہہ بلاتا ہے تمہیں جان آفرین
وصل کا مشتاق ہوا ای نازنین

عقل کل آئے یہ سب سنکر سخن
خلد سے لیکر براق برق تن
پہلے کا حضرت کو پہونچایا پیام
جوں سن آیا تھا سنایا وہ کلام

عرض کی جا کر کہ ای محبوب حق
جا کھڑے مشتاق ہے رب فلق
آ چکے در پر ہے استادہ براق
کیجیے سیاحی نیلی رواق

برق رو ہے تیز رو ہے باد پا
نازنین زہرہ جبین ہے خوشنما
ماہ طلعت پیکر پروین براق
آتشین کردار زرین زین براق

چشم جادو چشم آہو تند رو
مو سیہ باریک بین خورشید رو
جب مجھے راکب نبی آفتاب
ماہ نو آیا نکل بن کر رکاب

عقل کل بڑھکر بکا یہ طرفہ را
لوگ کہتے ہیں کہ خوش خوش تھا فرا
واہنے بائین فرشتون کا پرا
بیچ میں وہ سرور خیر الورا

راہ میں نور تجلی کا تھا فرش
روشنی جسکی گئی ہے تا بعرش
شاہ وہ افضل جو تھا آفاق سے
دم میں گذرا گنبد نہ طاق سے

شکل مہ ہوتا تھا روشن جس طرف
مہر سے ذرونکو ملتا تھا شرف
حرص تھی آدم کو اسکے دید کی
دیکھ کر اسکو خوشی تھی عید کی

تھا سلیمان عاشق زلف دوتا
مو بمو وہ تھا گرفتار بلا

منتظر یونس کھڑا تھا دید کا
پر نہ پایا نور ماہ عید کا

خضر تھا جو تشنۂ دیدار یار
تھا لب آب بقا سے ہمکنار

نوح تھا از بس غریق بحر غم
چاک کر ڈالا گریبان الم

یوسف مصری سے کچھ آتی نبات
چاہ سے پائی لب آب حیات

چرخ روشن تھا رخ پر نور سے
مشتعل وہ بھی تجلی طور سے

بولے چل آگے کہ تو دمساز ہے
کس لیے قاصر پر پرواز ہے

اک سر مو بھی اگر اوپر چلوں
آتش ہیبت سے جلکر خاک ہوں

رہ گئے وہ دونوں اندیشہ نور
میہمان وانسے چلا مشتاق نور

اُدْنُ مِنِّی کا وہاں آیا خطاب
راز اَوْ اَدْنیٰ کا بھی پایا حساب

مل گیا دریا سے دریا کا حباب
گوہر مقصود ہاتھ آیا شتاب

کاشف اسرار ما اوحیٰ ہوئے
واقف اسرار او ادنیٰ ہوئے

کون طالب کون تھا مطلوب واہ
کون عاشق کون تھا محبوب واہ

اے حمایت یہ نہ کر اسرار فاش
چھوڑ اسکو کر دے مضمون تلاش

راز جانان فاش کرنا ہے جنون
ہاتھ سے اپنے نکر تو اپنا خون

میم انکی دور کی جس نے اگر
درمیان میں اسکی ٹوٹے گی کمر

شمس انکی میم سے طالع ہوا
شش جہت اُس نور سے لامع ہوا

یہ مسافت دور اور تعجیل یہ
طول و فرسخ سعت تکمیل یہ

ایک ہی چشمک میں ہو کل ہو گیا
اختلاط بلبل و گل ہو گیا

ہو نبی تم پر درود و سلام
بر تمامی آل و اصحاب کرام

جبکہ دیکھی اسکی زلف عنبرین
پہنچ سے آئی نکل جان حزین

صورت ماہی وہ گو تڑپا کیا
آخرش بحر کرم سے جا ملا

تھا بہت یعقوب کی آنکھ میں
نور پایا دیدۂ ادراک میں

لیکے درس او دیں لے دیدار کا
تھا ثنا خوان سید الابرار کا

تھا خیال شاہ والا جو بلند
دانہ پروین بنا اُسکا سپند

وہ گیا سدرہ تک اس انداز سے
طائر سدرہ رکا پرواز سے

عرض کی سنکر کہ اے شہباز خیر
شہپر تمکین نہیں ہے تاب طیر

کر کے طی پردے کئی رفرف ملا
اپنی جا پہونچا کے پھر رخصت ہوا

نور حق کا ابر آیا گھیر کر
عرش تک حضرت کو لایا پھیر کر

نام کو پردہ رہا قوسین کا
مدعا حاصل ہوا طرفین کا

پھر ہوا نیسان کرم سے صدف
دُرِّ دریائے امید آیا بکف

لگ گئی بس ہی رہ تاریک ہے
راز مخفی نکتۂ باریک ہے

کون عاشق تھا وہاں شوریدہ سر
کون تھا قوسین سے نزدیک تر

یا دیکھو قصۂ منصور ہے
حال سرمد کا بھی کچھ مشہور ہے

دال ہے قرآن وصف حال پر
میم جسکی حلقۂ طوق کمر

گر نہوتی میم وہ برقع ماہ
ماہ دکھلاتا فلک پر نکل آہ

کاخ گردوں نے جب آئی خاک پر
بستر اطہر تھا یونہیں گرم تر

شوق سے طالب کا وہ گرداب
جلد یوں مطلوب کا آنا عجب

جوش تیرا یہ حمایت کب تلک
یہ کلام و یہ حکایت کب تلک

## منقبت آل اطہار و ائمہ کبار

لکھ قلم اوصاف آل مصطفی
تا کرے مقبول رب تیری دعا
وہ جناب فاطمہ خیر النسا
زوج ہے جسکا جناب مرتضی

عاجز انکے وصف سے تقریر ہے
جسکے حق میں آیۂ تطہیر ہے
بضعۃ منی ہے انکی شان میں
انکے ہیں اوصاف خود قرآن میں

لخت جان احمد مختار ہیں
نو عروس خلد کے سردار ہیں
انکی کشتی پر چڑھو ایمان سے
پار ہونا حشر کے طوفان سے

جو کریگا گفتگو اس باب میں
وہ پڑیگا نقص کے گرداب میں
انسے دو مشتق ہوے نور نظر
وہ محمد کے ہوے لخت جگر

وہ تھے دونوں مصطفی کی ومثال
صورت و سیرت میں با جاہ کمال
وہ ہیں سردار جوانان بہشت
پارۂ جان نبی نیکو سرشت

عقل کل انکا ہوا خدمتگزار
دوش پیغمبر کے دونوں ہیں سوار
ہے قلم حیران انکی شان سے
باہر انکا وصف ہے امکان سے

سید سجاد زین العابدین
رونق دین بادشاہ عابدین
پھر محمد باقر نیکو خصال
تھے سراپا مظہر لطف و کمال

جعفر صادق صداقت کیش تھے
ہم گنہگاروں کے خیر اندیش تھے
علم میں کیا اہل استعداد تھے
بو حنیفہ کے وہی استاد تھے

موسی کاظم تھے فخر کاظمین
پیشوائے اولیائے کاملین
صاحب تسلیم مقبول خدا
گوہر بحر رضا موسی رضا

معدن تقوی ہدات و متقی
وہ محمد با تقی ابن علی
مسند شفقت نقابت سجدہ گاہ
وہ علی شاہ نقی پاک از گناہ

احسن الاخلاق ثانی حسن
وہ امام عسکری شاہ زمن
منتظر حجت و قائم بیگمان
وہ محمد مہدی آخر زمان

آسمان دین کے ہیں بارہ برج
نجم ایمان کا ہو جن سے عروج
چاردہ سے کیوں نہ ہو دل باغ باغ
خانۂ دین کے ہیں وہ روشن چراغ

چاردہ پیر اور بارہ امام
سیکڑوں رحمت ہزاروں ہوں سلام

## تعریف اصحاب سید المرسلین رضوان اللہ علیہم اجمعین

رونق ایمان تو دکھلائے قلم
منقبت اصحاب کی اب کر رقم
ساقیا مجھ کو پلادے جام صاف
تا رہے باقی نہ دل میں اختلاف

پہلے ہیں صدیق یار مومنین
جانشین مصطفی ارکان دین
عشق سے حضرت کے ہو کر بیقرار
کر دیا تھا مال کل اپنا نثار

دوسرے حضرت عمر مرد صحیح
داد گر انصاف کی نجم رفیع
قامع بنیان ظلم و اعتساف
قاتل کفار ہنگام مصاف

تیسرے اصحاب عثمان غنی
ہے حیا میں جنکی باعث روشنی
واہ کیا نام حیا ہے نام سے
جامع قرآن خوش انجام سے

ہیں چہارم شیر حق دلدل سوار
جسکا ہے کرار شاہ ذو الفقار
چار یاری میں ہے عثمانی انھین
حوض کوثر کی ہے سقائی انھین

یار غار مصطفی ہیں چار یار
چار انکے اوصاف ہیں بیشمار
چار دفتر میں ہی نام چار یار
چار سے عقدے کے ہوے سو شکار

چار کا چار و طرف ہے شور غل | باغ عالم میں ہیں چار و چار گل | چار سے محکم بنائے چار حد | چار کا صد وصف کرتا ہے احد

ابر رحمت سے ہیں سیراب وہ | جملہ احباب نبی اصحاب وہ

## صفت ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

پیشوائے دین ہوئے پھر چار یار | چار وہ تھے پیروان یار چار | بو حنیفہؒ شافعیؒ مالکؒ بنام | احمد حنبلؒ آخر میں ہیں حق تھے امام

اُنسے روشن ہے چراغ اجتہاد | کیا پھلا پھولا ہے باغ اجتہاد | شارع شرع مقدس میں یہ چار | چار سے باہر ہیں جو وہ سب ہیں خوار

اُنسے ہے تازہ ہدایت کا شجر | اُنسے بدعت کا نہیں باقی اثر | چار یہ ایوان دین کے ہیں ستون | وصف اُنکا کہاں تک میں کہوں

مشعلِ آنہا مضیٔ الیٰ بادِیا | رحمتِ حق باد تا یوم المعاد

## مناجات مؤلف بدرگاہ باری بکمال تضرع وزاری

ساقیا مجھ کو پلا جام صفا | تا اٹھاؤں پیش حق دست دعا | یا الٰہی یا الٰہی یا اِلٰہ | بسکہ ہے سر پر مرے بار گناہ

غرق بحر معصیت ہوں سر بسر | نفس ظالم نے کیا زیر و زبر | رات دن در پیش فکر خورد و نوش | کچھ نہیں مجھکو کیا عقبیٰ کا ہوش

بیس میں غافل تھا تیس و اب چالیس میں | قہر ہے غفلت کا ہوں سائے میں | پردۂ غفلت اٹھا اے دلربا | تا ترا دیکھوں جمال با صفا

بخش دے میرے گنہ پروردگار | تو بڑا غفار ہے آمرزگار | بحر رحمت ہے خدا تیرا عمیق | گو کہ ہم ہیں قعر عصیاں میں غریق

ریگ سے زائد ہماری ہے خطا | پر ہے تیرا بحر رحمت کا بڑا | موج مارے وہ اگر غفران کا | دور ہو سب میل خس عصیان کا

دامنِ امید میرا بھر الٰہ | ہے صدف خالی تو پر دُر کر الٰہ | مجھ کو دے توفیق طاعت یا الٰہ | تا نہ سرزد مجھ سے ہو تیرا گناہ

میرے جرم ناسزا سے درگذر | مجھ کو دے توفیق توبہ سر بسر | دل میں ہو نور تجلی کا ظہور | ہو مجھے الفت کا آنکھوں میں سرور

نفس امارہ ہے ناکارہ شریر | اژدہا خونخوار مکارہ شریر | ایک عالم کو لیا اُسنے نگل | پر بجاتا ہے شکم مثل دہل

عالمی را لقمہ کرد و درکشید | معدہ اش نعرہ زنان ہل من مزید | پیٹ اس مردود کا بھرتا نہیں | تا نہ ہو تیری مدد مرتا نہیں

فضل کا اپنے عنایت کر عصا | تا کروں میں مار کر اسکو صفا | چھوڑ کر دستار تسبیح ریا | یاد تیری میں کروں رب العلا

دل سے میں تیرا کروں ذکر جلی | دیکھ کر گل دل سے جاوے بیکلی | معرفت کا دل میں بھر جاوے سرور | زال دنیا سے رہوں میں دور دور

بیسوا غدار مکارہ ہے یہ
مجھ کو لے اس سے بچا رب غفور
روز و شب ہی پیش روزی کی تلاش
عرض کی تجھ سے اے فریادرس
عاجزی پر کر مری یارب نظر
جب تلک باقی رہے یہ زندگی
پیر کامل کا نشان مجھ کو بتا
سید اشرف کدورت دھوئیے
یا الٰہی کر عطا خُلق عظیم
نیک مردونکی دکھا دے مجھ کو راہ
ہون نہایت مین گرفتار بدی
صرف عمرم شد بحث نحو و صرف
تجھ کو آگاہی ہے سب احوال سے
عاجزی سے کر رہا ہون گفتگو
مین ترے در کا گدا ہون بینوا
دشمنونکو جلد کر خانہ خراب
گردش افلاک سے محفوظ رکھ
نیک طینت وہ عزیز از جان ہے
ہر طرح سے رکھ تو اسکو شادکام
بحر وحدت مین وہ کر جائے عبور
عازم امر صلاحیت ہے وہ

ایک ناہنجار عیارہ ہے یہ
وہ رہین آمین کہ ہین اہل غرور
مانع طاعت ہوا افکار معاش
داد دے میری کہ تو ہی دادرس
تو مرا فریادرس ہے دادگر
مین کرون تیری خدایا بندگی
تا ہو اُسکے فیض سے میرا بھلا
جملہ مذمومہ خصائل کھوئیے
عاجزی و انکساری یا کریم
تا بوجہ نیک ہو میرا نباہ
یان تلک ہی منفعل تیرہ صدی
از اصول عشق خوانم یکدو حرف
راز دل سے لو سب اقوال سے
ہی فقط مد نظر لا تقنطوا
جلد کر میری خدا حاجت روا
صورت برگ خزان مثل حباب
اسکے دل کو ہر طرح محفوظ رکھ
وہ عزیز اشرف تصوف دان ہے
رکھ اُسے آباد تا یوم القیام
در مکنون معانی ہو ظہور
ہر طرح سے حسن النیت ہے وہ

ایک عالم کو فریب اسنے دیا
کر عطا اے رب مجھے رزق حلال
بخشدے اسکے کوئی ایسے علاج
جز ترے کس سے کرون فریاد مین
شر اخوان الشیاطین سے بچا
کوئی کامل کی ملے صحبت مجھے
سید اشرف سا کہان ملتا ہے پیر
دین و دنیا مین ہون مین شاد و شاد
بندگی تیری کرون ہو کر رجوع
نور سے سینہ مرا پُر نور کر
کام اپنا جو ہی بد اسلوب ہے
عارفونکے رمز سے آگاہ کر
تیرے غصے کے نہین قابل ہون مین
اب مری حاجت روائی کر خدا
دوستونکو رکھ ہمارے شاد شاد
جو ہوا اس نظم کا باعث آکہ
ہو نہ کچھ آزار اُسکو یا الٰہ
دور کر اُسکا جو کچھ آزار ہو
اُسکو اپنا مومن کامل بنا
ہے صدف مین دہر کے در یتیم
کیجیو محسود ہم دونون کو تو

ساتھ میرا سنے وفا کس کے کیا
اپنے لطف و فضل سے اے ذوالجلال
تا کہ حاصل خود بخود ہو احتیاج
چاہتا ہون اپنی تجھسے داد مین
اے مرے فریادرس رب العلا
تا ہو تیرے وصل کی رغبت مجھے
جو کہ رہتا ہے ہمیشہ دستگیر
ہو نہ کوئی فکر جز ذکر معاد
با خضوع خاطر و قلب خشوع
دل سے میرے فکر دنیا دور کر
ایسے مرنے سے تو مرنا خوب ہے
اپنے درویشون مین ہم کو شاد کر
تیری خفگی کا نہین حامل ہون مین
جلد یہ مشکلکشائی کر خدا
خانۂ آنہا ہمہ آباد باد
اُسکو رکھ روشن مثال مہر و ماہ
حفظ مین اپنی تو رکھ اُسکو نگاہ
شافی برحق نہ وہ بیمار ہو
خانۂ انوار اُسکا دل بنا
اُسکو رکھ با آبرو رب الکریم
پر نہ حاسد کیجیو یارب کبھو

عجز سے کرتا ہوں میں التجا | کہ مری مقبول یارب یہ دعا
تا کہ کھل جاوے در مقصد تمام | از طفیل حضرت خیر الانام
از طفیل حضرت پیران چشت | از طفیل جملہ مردان بہشت

اپنے لطف و فضل سے ای ذوالمنن | پر اثر کردے تو یہ میرا سخن
از طفیل آل و اصحاب رسول | کر خدایا یہ دعا میری قبول
یہ دعائیں کر خدایا مستجاب | عرض ہے تجھ سے یہی باچشم پر آب

## سبب تالیف این اوراق منظوم بہ تکلیف اصحاب علوم

ساقیا مجھ کو پلا گلگوں شراب | تا لکھوں میں موجب نظم کتاب
اب سنو ای دوستو یہ داستان | حال کچھ کرتا ہوں میں اپنا بیان
نقد حال خویش پر اگرچہ ہم | ہم زدنیا ہم بعقبی بیخبر ہیم
ہے چمن میں یہ جو اب تو نونہال | ہو گیا ایام طفلی کو زوال
علم سے پہنچے نہ کچھ تحصیل کی | ہر طرح اوقات کی تذلیل کی
ہوش جب آیا مجھے بیہوش ہم | دیکھ کر دل میں اٹھا جوش الم
پھر دفع غم کیا گلگشت باغ | اور بھی گل نے دیا لالے کو داغ
دیکھ کر شمشاد ناشادی ہوئی | سرو قامت سے نہ آزادی ہوئی
دیکھ گل پیدا ہوئی اک بیکلی | دیکھ کر غنچہ کھلا سوز دلی
ہائے ضائع ہونے کی اوقات کیں | خاکبازی میں سبھی برباد کیں
کیا ہوا ہیہات صد ہیہات کے | روز کب آتے ہیں پھر اوقات کے
ہاتھ مل مل کر لگا کرنے ملال | آگیا تب خواب میں اسکا خیال
پنبہ غفلت لیے سویا بہت | عالم ناسوت میں رویا بہت
چاہیے علم و ہنر کی گفتگو | جستجو کر جستجو کر جستجو
گو نہ تو عالم نہ کچھ ہے اہل فن | پر گدایانہ ہی جو شانہ سخن
کچھ نہ تھا مجھ کو خیال اجتہاد | رکھ بزرگوں سے تو اپنا اعتقاد
دیکھ تو انکی کتابوں کو بغور | کچھ مزہ پاویگا انسے اور اور
اصل میں بس ہو گی آگاہی تجھے | ہو گی فی الدارین بس شاہی تجھے
خاطر موزوں سے تب آیا خیال | کچھ سخن کا کیجیے اب اشتغال
اپنی استعداد سے ہو کر خجل | مشورہ کرتا رہا اپنے ہی دل
کوئی استاد سخن پایا نہیں | اور بھی خاطر ہوئی اندوہگیں
ہو نبی بخش آج جسکا نیکنام | کچھ دنوں تک میں تھا انسے ہمکلام
کچھ سنا اور کچھ سنایا بیت چند | ہمکو اس فن کی ہوئی خواہش بلند
دل مرا انسے بہت مانوس ہے | عہد کا اپنے وہ جالینوس ہے
ساکن ٹانڈہ ہے وہ نیکو صفات | بات ہے جسکی کہ ہے شیریں نبات
شوق موزونی مجھے وافر ہوا | عقل کامل بھی ہوئی کچھ رہنما
رہنما ہو کر مرا ذہن سلیم | بحر موزوں سے لیے در یتیم
گو کہ میں اپنے سخن سے تھا خفیف | دیکھ کر خوش ہوئے عزیزان شریف
داستان اپنی نہ کر طول طویل | جد امجد کا تو کر ذکر جمیل
تا سخنگو یوں نہ پاوے جواب | تا سخن دشوار ہے نظم کتاب
گو ہوے اس بات کو چندیں برس | مجھ کو رہتا تھا تردد پیش و پس
کس طرح اسکا کروں میں انتظام | واقعہ دشوار ہے نظم کلام

مشورہ مجھ کو نہیں اُستاد سے
ہاتف غیبی سے ہیں کہ سخن
علم کی تحصیل کا تھا اسکو ہوش
کچھ و قوت گئی ہوا تھا ناگہان
بعد صحت کے کیا حاصل علوم
اولیا و نسے بھی کچھ اعراض تھا
تب لطائف اشرفی لیکر شتاب
فارسی میں خوب تھا ری وہ کی
یون کہا مجھ سے کہ سن اے باتمیز
ہوئے ہوگی نیک یا تحریر یہ
گو کہ میں کرتا گیا اسمین درنگ
صفحہ قرطاس پر یا بنگ و تالہ
جس گھڑی میرے قلم میں قفل لگا
سید اشرف کا حال منتخب
ذکر ہیں جسکے ہے رحمت کا نزول
پیر میرے معتقد آتے تھے پاس
کیجیے [illegible] صاحب کا کلام
ہے جو قاضی ردولی نیک نام
ہے غلام انبیا بھی خوش نہاد
حق رکھے انکو ہمیشہ شاد کام
انکی آل اولاد تا روز معاد

منفعل ہوں اپنی استعداد سے
ہو گیا تازہ مرا ہوش کہن
کچھ دنوں تک ہگیا خانہ بدوش
ہو گیا بیماریوں سے ناتوان
تکملہ کامل کیا علم رسوم
جد امجد سے بھی اک اغماض تھا
کہ لیا کچھ حال حضرت انتخاب
مجھ کو پھر لطف پھر ترغیب دی
مجھ کو یہ قوت کہاں ہے اے عزیز
ہم کو وہ ہوگا کلام مستند
قافیہ میرا کیا واللہ تنگ
طبع کا گلگون ہوا انشاطرام
پھر گیا غل المدد رب العلا
ہے رقم اسمیں لطائف سے وہ سب
کیا عجب ہو مدعا میرا حصول
اسطرح کہتے تھے سب گرد اُس
کیونکہ ہیں ہم لوگ ناواقف تمام
متصل بانسہ کے ہے جسکا مقام
دونوں بھائی کا ہے کامل اعتقاد
دولت ایمان سے تا یوم القیام
خوش رہیں یہ اور ہیں رب العباد

ہاتف غیبی نے یوں کھولی گرہ
یوں ہوا ناگاہ سامان سخن
شرح جامی تک کیا تحصیل جب
آخرش چلہ کیا درگاہ میں
ہو گیا تھا وہ بڑا اعتقاد
ایسی حضرت کی ہوئی اسکو کشش
لکھ لیا احوال کچھ مرآت سے
کیجیے اردو میں اسکو مثنوی
مجھ کو استعداد ہے اتنی کہاں
ہم کو اپنے کام سے درکار ہے
مثل سایہ وہ مرے ہمراہ تھا
فضل خالق پر رکھی میں نے نظر
رکھ لطائف اشرفی پیش نظر
جسکو آیا ہے جہانگیری لقب
ابتدا سے مجھ کو تھا شوق سفر
ہم کو یا حضرت ہدایت کیجیے
جو کہ ہے معلوم وہ کہتا ہوں میں
ہے نہایت نیکخو سرور غلام
اک صدف سے دونوں گوہر ہیں تمام
یا خدا انکو سدا آباد رکھ
ہم انکو دنیا کا نہ کچھ پہونچے گزند

کچھ کیا کر کار رہ بیکار رہ
ہے عزیز اشرف عزیز اہل فن
علم منطق کا ہوا مرغوب تب
جد امجد کے پھر آیا راہ میں
جس طرح وہا بیان نامراد
مٹ گئی وہابیت کی سب خلش
جن کیا کچھ حال مکتوبات سے
ہے یقین ہوگی نوادر سے اچھی
جو کروں دریا کو کوزہ میں نہاں
شاعری کا اس میں کیا اظہار ہے
اشہب خامہ بجولان گاہ تھا
باندھ لی اس عزم میں کسکے کمر
نظم میں کرنے لگا یہ نظم تر
ہے لطائف کی رقم کا یہ سبب
ہر گل و بلبل پہ کرتا تھا نظر
کچھ لطائف سے حکایت کیجیے
کہکے سب خاموش پھر رہتا تھا میں
ہے مگر مقلوب یہ نام کرام
دونوں سرور انبیا کے ہیں غلام
نعمت دارین سے دل شاد رکھ
عمر و دولت سے رکھ انکو سودمند

دونون بھائی نے کہا مجھسے کہ پھر / شوق ہی ہمکو لطائف کا کثیر
یون کہا بیٹے نہیں لایا ہون آپ / چھپوا لاؤنگا اگر چاہیگا رب
لاؤ ایمان اُسکے مرقومات پر / ۲ فقرون سے تا بچو بایکدگر
گو ہین الفاظ عربی و فارسی / پر لغات اُسکے بھی ہین دشوار سبھی
علم کامل اُسکے لیے درکار ہی / ترجمہ کرنا بہت دشوار ہی
خاتمہ کو یہ نہ پہونچا انتخاب / نظم ہووے کس طرح ساری کتاب
اسلیے دقت یہ کی ہی اختیار / تا رہے دنیا مین میری یادگار
جسکو ہی سب علم مین کامل شعور / وہ لطائف اشرفی دیکھے ضرور
صاف دیکھیگا صراط المستقیم / دور بھاگے اُس سے شیطان رجیم
عالمونکو چاہیے ایسی کتاب / ہی بڑا دنیا مین اسدم انقلاب
پڑ گیا ہی اختلاف ہر اصول / پڑھ کے منطق خود گئے تفسیر بھول
پڑ گیا ہی کیا زمانہ مین خلل / آ گئے ہین انصار و جانی کل
فتنہ و جال سے جاؤ گے بچ / جو کہ مین کہتا ہون جانو اُسکو سچ
درفشان خامہ یہ تھا قرطاس پیچ / آگیا اک شخص اسمین نامور
ہی تعلقدار وہ مرد سلیم / خوب واقف اُنسے ہین عبدالکریم
ہی جو وقت نام کی توضیح مین / اسلیے لکھتا ہون مین توضیح مین
اُسکی ہمت و شجاعت ہی عیان / رعب مین ایسا ہی جیسے شیر خان
یادگار دہر ہو با اعتقاد / نیک خلق و خوش مزاج و خوش نہاد
عارضہ اُسکے بھتیجے کو ہوا / لائے اُسکو گھر سے یان بہر شفا
ہو گئی امداد غیبی سے شفا / آ سکے بسکہ ہی وہ دریائے وفا
کیجیے اس مثنوی کو جب تمام / پہلے مجھ کو دیجیے گا کلام

کیوں لطائف ساتھ ہین لاتے نہیں / ہمسے وہ اسرار فرماتے نہیں
راز سے اُسکے کرونگا مین خبر / تا کہ دیکھو ون مین رنگ دگر
اپنے دل مین ہم ہوے اندیشہ ناز / مندرج اس مین ہی احوال راز
نارسائی ہوگی میرے غور کو / کیا بھلا سمجھاؤنگا مین اور کو
ماسوا اسکے کہان فرصت مجھے / دشمنونکے پیچ سے مہلت مجھے
مختصر مین نے یہی تحریر کی / بات ہی جو کچھ یہ شہ توقیر کی
اسکے باعث جب کرون عقبی کی سیر / خاتمہ اُسوقت ہو میرا بخیر
ہو گئے سب منکشف جو ہین مرام / نیک و بد معلوم ہو ویگا تمام
وہ لطائف اک یم زخار ہی / اُس مین اکثر گوہر اسرار ہی
دین مین ملا الٰہی جنون کے فساد / ہو گئے حضرت سے خود بد اعتقاد
اُنکے دل مین حب پیغمبر نہین / رہنما کوئی نہین رہبر نہین
اب لطائف چاہیے رکھنا نگاہ / تا ہمایون بھولی بھٹکانے سے راہ
کہدیے یہ سب نصائح کے کلام / آگئے اب مانو نہ مانو والسلام
موشگافی یہ رہی اُسکا زاد و بوم / قدردان با ہنر اہل علوم
سید اشرف کا ہی وہ معتقد / ذی ہمم نیکو شیم اور معتمد
نامور نام آور و نامی ندیم / ثانی حاتم ثنا خوان کریم
عابد معبود رہتا ہی مدام / لب پہ ہی تسبیح جاری صبح و شام
اولیا و نسے نہایت ہی انیس / نصرت و فتح و ظفر کا ہی رئیس
ایسی حضرت کی ہوئی اسپر دد / عارضہ اُسکا ہوا اک بار رد
جو لکھا تھا مین نے وہ سنکر کلام / یون کہے گویا کہ اے مرد نیک نام
اسکو چھپوا دونگا مین بیشک ضرور / ہی یہ پاکیزہ [illegible]

فلسفی ناظم سے ہوگا داد خواہ
ننگ حضرت کو کریگا روسیاہ

جبکہ بیٹھے فلسفی کو چھوڑ کر
فلسفی کہنے لگا منہ موڑ کر

بولے تو رکھتا نہیں اپنی خبر
یہ خیال خام دل سے دور کر

یہ سخن کیا تھا کہ تھا تیر قضا
پڑگئی ناظم کے زنجیر قضا

ہوگیا ناظم گرفتار سپاہ
فلسفی بھاگا بہت ہو کر تباہ

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

جس طرح کشتی پہ ہوں ہمدم کثیر
ایک ہو غمگین اگر کوئی شریر

شیخ عالم کا پسر ہر مقام
حال اپنا وہ لگا کہنے تمام

ہوگیا اس غم سے کاہیدہ ہلال
کار دنیا مجھ پہ تھا گویا وبال

رات کو کرکے ستاروں پر نظر
گاہ کہتا تھا نجومو دو خبر

ہندسہ اور کیا رمل کیا فال سے
کیا نجومی پر ہمیں مال سے

پڑگئی جو پاس کی صورت نظر
کچھ نہ سوجھا مجھ کو کار و بار گھر

جبکہ پہونچا تو رہا با جلوہ گر
ابتلک وہ شکل ہے زیر نظر

دمدمہ پر آپ تھے رونق فزود
گر پڑا از بر قدم جا کر بسود

یوں کہا بیٹے کہ ہوں نہیں بے چراغ
آپ جو چاہیں تو مٹتا ہے یہ داغ

غم نہ کھا اسکا مگر اسکے علاج
جلد بر آویگی تیری احتیاج

یہ بشارت پاکے میں اپنی ہوا
فرط خوشنودی سے درگاہی چلا

جو کہ فرمایا ملا اسکا ثمر
بعد نہ نہ مہ مجھے سے پسر

اولیا را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

ایسے عاشق تھے مزار پاک کے
نور چشم صاحب لولاک کے

یاد آگئی اس جگہ اطہر کی بات
اسطرح کہنے لگا وہ نیک ذات

تھا وہی حضرت کا ایام شباب
اوج پر تھا آفتاب انجذاب

تیرے بسکھاری کو لٹواتا ہوں آج
کہکے ناظم سے ابھی بد مزاج

کچھ نہیں ہو سکتا جو تجھ کو ہے لاگ
تو بھی جاتا ہے بسکھاری سے بھاگ

حکم آیا لکھنؤ سے شاہ کا
افسروں کے نام عالیجاہ کا

مولوی کا سن کلام دلپذیر
مثنوی میں لکھ گیا ہے وہ امیر

بے ادب تنہا نہیں ہوتا خراب
اور لوگوں پر بھی لاتا ہے عذاب

ساتھ اسکے سب کے سب جاتے ہیں ڈوب
صحبت بد کی یہ ہے بازش خوب

مدتوں تک لاولد پر غم رہا
گل چراغ خانہ عالم رہا

دیکھتا تھا گاہ اسکو فال سے
گاہ کہتا تھا کسی رمال سے

گاہ بستر پر پڑا سوتا رہا
منہ لپیٹے گاہ میں روتا رہا

یہ نہیں عقدہ کسی سے حل ہوا
کل نہیں دل کو ہوئی بے کل ہوا

آخرش گھر سے نکل درگاہ کو
میں چلا ہمراہ لیکر آہ کو

سید اشرف کے سجادہ نشین
مقتدا و بادشاہ عارفین

بولے ہاں کیا حال ہے پوچھا گیا
کون تو ہے کہہ یہ کیا ہے ماجرا

سنکے فرمایا کہ جا اے بیقرار
تیرے ہونگے تین لڑکے [illegible]

صبر کر جلدی نہ کر جا اپنے گھر
مانگو حق سے دعا [illegible]

تھا تصرف آپکا کیا کاملہ
[illegible] آکے صورت حاملہ

مولوی کا سن کلام بے بہا
مثنوی میں اسطرح وہ لکھ گیا

گاہ سالک تھے گہے مجذوب تھے
ہر طرح اللہ کے محبوب تھے

نام جسکا ہو چکا تھا [illegible]
اور لطف جسکا [illegible] لطیف

آپکے گھر [illegible]
[illegible]

وقت کھانے کا جب آیا عنقریب
سو گئے ہم لوگ کے جاگے نصیب

پیچھے پیچھے آدمی لوٹا لیے
ساتھ تھا اک ہاتھ میں لوٹا لیے

تین منزل ہے مسافت راہ کی
ہے مسکن سے وہاں درگاہ کی

تین منزل کی مسافت ہے وہ راہ
طے کیا اک پل میں اسکو واہ واہ

راہ میں پایا نہ تھا درگاہ میں
کوئی متنفس نہ تھا ہمراہ میں

آگیا تھا یار کا مجھ کو خیال
سید اشرف کا نظر آیا جمال

کوئی صدمہ بھی نہ پہونچا راہ کا
یہ تصور تھا بندھا درگاہ کا

نام حاتم کا کیا حضرت نے طے
ذکر حاتم کا بیان بیکار ہے

ایک حضرت کا سنو اب لی وجود
ذکر اسکا بعد سے میں ہے نمود

وہ لگا گانے بالحان طرب
حال جو آیا ہوا حالی تعب

نقد زر پوشاک و ملبوس بدن
فرش و قالین و دری ہر پیرہن

جب نہ باقی رہگئی کچھ پاس چیز
تاج سر سے پاؤں کی نعلین نیز

لیکے دم نکلی آپ نے دستار کو
بخشدی اس صاحب سیتار کو

ایک تہمد پہنے رہتے تھے فقط
جانتے تھے اسکو بھی غلط اغلط

صید کا گاہے اگر آیا خیال
صید خود آکر ہوا نخچیر جال

ایکدن کا ذکر ہے ای ہوشیار
آپ اچھے کو چلے بہر شکار

اک ہرن آیا نظر اثنائے راہ
پڑ گئی جگو بھلیا کی نگاہ

یا صندوق بھی ور پیرب
کچھ نہ چھوڑا آپنے جز یاد رب

تھا اسکا گیا افلاس رم
ہاتھ آیا اسکو گویا جام جم

کہا یہ ہمیم ہے یہ ہی حال
یہ عطا ہے یہ سخا ہے یہ نوال

...ا ہے اور یہ اعجاز تھا
سید اشرف کا نمایاں راز تھا

یعنی معرفت بہر رفع احتیاج
اٹھکے بستر سے چلے خوش خوش مزاج

روضۂ اشرف کا جو آیا خیال
پھینک کے لوٹا چلے پھر جلد چال

وقت مغرب چھوڑکر آپ طعام
صبحدم درگاہ فرمایا مقام

پھر نہیں جانا کسی نے کب گئے
گو عقب میں تھکے سبکے سب گئے

یوں لگے کہنے مریدوں سے کلام
کس لیے حیران تھے سب اونکا نام

یہ نہیں معلوم کب آیا ہوں نہیں
یا کسی کو ساتھ بھی لایا ہوں نہیں

اب سخاوت کا بیان کرتا ہوں میں
حال حاتم کا عیاں کرتا ہوں میں

ہے تفاوت کفر اور اسلام کا
وہ فقط حاتم تھا اپنے نام کا

ایکدن مجلس ہوئی واں پر کہیں
تھا کوئی قوال خوش آواز وہیں

آگئے حضرت فنا فی اللہ میں
کچھ نہ چھوڑا ماسوا کی چاہ میں

وجد میں دینے لگے قوال کو
حال میں ظاہر کیے احوال کو

تھے عزیز ونکہ نہیں کی حضرت کے ایک
سامنے بیٹھے ہوئے تھے مرد نیک

یوں نہیں رکھتے تھے دنیا کا لباس
بخشدیتے تھے جو کچھ آتا تھا پاس

کچھ نہ رکھتے تھے بجز یاد اللہ
کار دنیا سے نہ تھا فہما کی چاہ

دام میں وہم کے پھنسایا آپنے
چشم آہو کو دکھایا آپنے

تھا مگر جگو بھلیا ساتھ میں
تھا لیے بندوق اپنے ہاتھ میں

اسکو مارا دیکھکر بندوق سے
ہوکے خوش دینے لگے صندوق سے

اس بھلیے نے کہا ہے رم رم
واہ کیا بخشش ہے کیا ہی فیض عام

یہ سخاوت ہے یہ بخشش یہ ہی جود
اسکو کہتے ہیں سخی مرد ودود

یاں ادھر سائل پکار دیجیے
واں ادھر حاجت بہ ہو لی لیجیے

وہم طاعت میں تھا ہر نیاز و پیر
کیا نیاری کیا تیاری سب اسیر

جسنے سر پھیرا تو وہ سر ہو گیا
جسنے تن اپنا دکھایا نکلے بس
جسکو فرمایا نکل نکلا وہ تیز
کانپتے تھے نام سنکر مثل بید

جسنے منھ پھیرا تو منھ پر ہو گیا
جھک گیا وہ تن کمان بن بن کے بس
پھر نہیں پائی کہیں جائے گریز
دھوکے پیرہن دکھاتے تھے سفید

جسنے طاقت سے کیا پیچھے قدم
جو کھڑا آیا فقیرا کی طرح
کیا مجاور اور کیا خادم مقیم
حال یہ تھا قال یہ تھا یہ جلال

صورت شاخ قدم پایا قلم
ہو گیا وہ نرم کھیرا کی طرح
قوم کیا اور کیا مسافر کیا شریر
مختصر آگے ہی حال انتقال

## بیان وفات

پشت تھی یا تختہ صندل تھا صاف
روز موعود آن آیا قریب
رخصتی کا آپ کرتے تھے کلام
آخرش نشتر لگایا ایک بار
زخم کاری پر لگا گویا نمک
خاطر و نسبے جائیو مجھکو نہ بھول
پھر منگا کر آپ قرآن شریف
آ کے عزرائیل اپنا کام کر
منتظر تھیں جملہ حوران بہشت
چھپ گیا زیر زمین بدر کمال

آبلہ ظاہر ہوا اسپر خلاف
اب طلب کرتا ہو جو مجھکو حبیب
دوستو نسے اور بچو نسے تمام
ہو گیا نشتر رگ شریان کے پار
وہ نہ پھر اچھا ہوا رحلت تلک
گل گلو نکو دیکھ کر جانا نہ بھول
پڑھکے بااوراد معمولی شریف
اپنے لطف و فضل سے اکرام کر
در پہ رضوان تھا کھڑا انکو بشارت
روز روشن میں پڑا یہ اختلال
ہو دعا تجھ سے یہ رب مشرقین

بولے یہ پھنسی ہے پیغام اجل
سارے احباب و اقارب ہیں بحال
آگیا حسب طلب جراح بھی
ٹوٹ کر پھوڑا ہوا وہ غار سا
بولے لوگو اب ہے غالب شئے قدیر
فاتحہ میں یاد ہم کو کیجیو
کلمہ طیب لگے پڑھنے تمام
قبض وہ کرنے لگے روح شریف
جان گئی تن سے نکل خلد بریں
انکو رکھ فردوس میں اے رب نگاہ
بخشدے یا رب ہمارے والدین

مہر یہ دکھلایا اجل نے اب نکل
دیکھنے کو آئے سب نیکو خصال
دیکھ کر اسکی اڑی ارواح بھی
زخم خنداں سے ہنسا وہ پارسا
آؤ تم لوگو نسے ہونا ہے بعید
ہم کو بخشش کی دعائیں دیجیو
بولے عزرائیل سے پھر یہ کلام
خلد میں لیکر گئے جان لطیف
رہ گیا باقی بدن اندر زمین
بارش رحمت سے دھو کر گناہ

## مذمت دنیائے غدار و بے ثباتی حیات ناپائدار

ساقیا مجھکو پلا تیار مل
ایکدم دم کی نہیں امید ہے

ہے چمن میں ہمقرین خار گل
کون آدم رہ گیا جاوید ہے

کیا ہے دنیا اک سرائے بے ثبات
کون آدم ہے عدم جسکو نہیں

نقش ہے موہوم یہ نقش حیات
کون عالم ہے کہ غم جسکو نہیں

فرق کیا ہے در حیات و در حیات ۔ ایک دو نقطہ کی اسکی کائنات
زیست و روزہ محض ہی مستعار ۔ بندگی کر بندگی کر بار بار

زال دنیا ہی یہ مکارہ بڑی ۔ بیسوا غدار عیارہ بڑی
ایک عالم کو دغا دی اسنے آہ ۔ ساتھ ہیں کس کے وفا کی اسنے آہ

خوب دانہ پر بچھاتی ہی یہ دام ۔ دل پھنسا لیتی ہی دم دیکر تمام
دیکھ کر دانہ نہ نادان ہو جیو ۔ بچکے پوشیدہ وہ غلطان ہو جیو

ہو ملمع اسکا رنگ خط و خال ۔ ہی سویدا دل کا وہ اسکو نکال
زلف پیچیدہ ہی پیچیدہ بلا ۔ مو بمو گویا ہے ژولیدہ بلا

اسکی بانہیں ہیں نہ دو انگشت تم ۔ مار ہیں مار وہ نہایت چسپ تم
نام کالے کا نہ لینا زینہار ۔ یہ تو اکالا بڑا کالا ہے یار

من پہ اسکے جانہ ہاے کسطرح ۔ لوٹتا ہی کیون تو کالے کیطرح
چھوڑ اپنے من کو من ہی خوار خوار ۔ چاہتا ہی من تو پہلے مار مار

اژدہا ہی اسکے دم میں تو نہ آ ۔ سونگھنے تو کالکل مشکین نہ جا
کیچلی عیسا نکلے تو صاف چھوڑ ۔ چوب لا کر سر تو ہن ناگن کا توڑ

ایکدن آخر کو ڈس کھائیگی یہ ۔ کوئی منتر سے نہ باز آئیگی یہ
ہست دنیا پیرزال پر فریب ۔ میکند مرد جوانرا ناشکیب

حسن پر ہیں اسکے سب مغرور لوگ ۔ عاقبت کا کچھ نہیں انکو ہی سوگ
ہو جہان کچھ تذکرہ ایمان کا سب ۔ کچھ بیان تفسیر یا قرآن کا سب

بھاگ جائیگی وہ زنجیرین تڑا ۔ ان جنون کو یا الٰہی تو چھڑا
غیر کی پائین تو لین بگڑی ہی تاج ۔ ایک فتنہ پر کرین دستار تار

قبر لیگی ایکدن آخر لپیٹ ۔ ہو گا معلوم سب جھلیا جھپیٹ
دیکھیے دولت ہیں دولت کے سوا ۔ کچھ نہیں ہوتا بر آمد مدعا

نیک و بد اعمال اپنے ہونگے ساتھ ۔ پھر وہاں عمل کے رہجائینگے ہاتھ
کیا غرض دنیا کی ہی کور کر ۔ روز و شب آتی برابر ہی نظر

مال نے اتنا بنایا بد مآل ۔ عاقبت کو باکیا ہی پائمال
جانتے ہیں ہم کو ابدی ہی حیات ۔ ہم بھلا دیکھینگے کب دیوے ممات

آ گئی ہی موت کو گویا کہ موت ۔ ہم کہاں وہم و گمان ہیں خوف فوت
آکے عزرائیل ہونگے جب کھڑے ۔ بھول جائینگے سخن یہ سب بڑے

اور کہینگے ہاے آفت آگئی ۔ ہاے کیسی قیامت آگئی
کچھ نہ کی نیکی کہ اب آوے وہ کام ۔ تھا گمان باطل خیال و وہم خام

یہ نصیحت یاد آئیگی تجھے ۔ ٹھیک تھا جو کچھ وہ کہتا تھا مجھے
دیگران را نصیحت می کنی ۔ چون بخود را خود نصیحت میکنی

جبکہ کہتا ہے ادھر تکبیر تو ۔ سوچتا ہی دل میں سو تدبیر تو
مثنوی کو تو نے دیکھا بار بار ۔ مولوی نے کیا لکھا ہی ہوشیار

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر ۔ این چنین تسبیح کے دارد اثر
چون شوی استادہ از بہر نماز ۔ دل بود در گاہ و خر ای حیلہ ساز

آن نماز تو شود آخر تباہ ۔ فکرہا طاہا کند رویت سیاہ
ہاے تجھ کو کچھ نہیں اسکا خیال ۔ نفس نے تجھ پہ کیا ڈالا ہی جال

دام کے تو اول و آخر کو توڑ ۔ اک الف اللہ کا پھندا نہ چھوڑ
تجھ کو سمجھاتا ہوں ہر دم بار بار ۔ دال دینار و درم کی ہیم مار

بحر غفلت میں پڑا سوتا ہی تو ۔ گوہر مقصود کیوں کھوتا ہی تو
چھوڑ دنیا ہاے سلطانی پکڑ ۔ درگہ اشرف کی دربانی پکڑ

## آغاز حال منظور بارگاہ ربانی مشہور بادشاہ سمنانی مخدوم سلطانی سید اشرف جہانگیر سمنانی سامانی

ساقیا جام معانی بھر کے دے
کشف اسرار نہانی کر کے دے

سید اشرف نام ہے جس شاہ کا
چرخ خادم جسکی ہے درگاہ کا

کیا ہی روضہ قبۂ انوار ہے
یا شعاع خانۂ اسرار ہے

آب گوہر خسرو لاہوت ہے
فیض سے پر نور دل ناسوت ہے

عالموں میں وہ تھا عالم باعمل
راویوں میں ایک راوی اجل

شاہ ابراہیم تھا انجم سپاہ
خاص سمنان میں تھا اُسکا تختگاہ

پیش کہاں دریا کہاں کسری سدے
پیش سمند راو جام جم حباب

چرخ سنکر نام خود جاتا ہے تھم
فرقدان کا فرق تھا زیر قدم

بست پنجم کا ہوا جب سن و سال
عقد کرنیکا ہوا اُسکو خیال

تھیں ہمیشہ قاری قرآن پڑھ
عابدہ تھیں اور وہ ذیشان بھی

دن کو روزہ تھا تو راتوں کو قیام
یوں بسر کرتی تھیں عمر اپنی مدام

جو تعلق ہو گیا نورین کا
حال ظاہر ہو گیا سعدین کا

لڑکیاں پیدا ہوئیں دو سے گہر
نور آنکھوں میں نہ کچھ آیا نظر

تھی نہایت اُسکی درویشوں پہ
تھا قبیلہ نور کا اُسکے گرو

ماہ کامل تھا ہوا گھٹ کر سہا
تارہ بستر ہو گیا یہ غم سہا

شہر سمنان میں وہ خوش اسلوب تھا
اولیا تھا قطب تھا مجذوب تھا

ایکدن افسوس میں یہ تھا بادشاہ
کون ہوگا وارث تاج و کلاہ

اسمیں وہ درویش آیا ناگہان
دیکھ کر حیران ہوا شاہ زمان

سلطنت کا چاند ہوتا ہے طلوع
گرمی گلگوں سے سقائی شروع

جسکے دربار شاہ خاوری
روز ہے جاروب کش با چاکری

ہے مزار پاک اُنکا اسطرح
سیپ میں رہتا ہے موتی جسطرح

وہ لطائف کا مصنف نیکنام
یوں بیان کرتا ہے حاجی نظام

تھا نظر میں شاہ کی منظور وہ
تھا خلیفہ شاہ کا مبرور وہ

عدل میں نوشیروان مملوک تھا
جاہ میں جم فی نظر مفلوک تھا

تھا صدف پرور نگاہ چشم سے
پیکر خصمان دو پیکر خشم سے

تخت پر جسدم ہوا تھا زیب تخت
تھا جوان بارہ برس کا نیکبخت

تھیں خدیجہ بیگم اک والا نسب
متقیہ صالحہ پرہیزگار

روز و شب محو اور لب نافلہ
واہ کیا تھیں پارسا کیا کاملہ

شاہ نے اُنسے کیا اپنا نکاح
یہ ملی دارین کی اُسکو فلاح

تھیں وہ بیگم بیگم والا تبار
خواجہ احمد کی اولاد کبار

گو کہ گذرے اُسکے اوپر آٹھ سال
پر نہیں آیا نظر ماہ کمال

شاہ درویشوں کا تھا خدمتگذار
تا کہ ہو شاخ تمنا باردار

ایک ابراہیم تھا ہمنام شاہ
تھا بڑا درویش مقبول اله

شاہ کا بیحد تھا اُسپر اعتقاد
کیونکہ وہ مجذوب تھا نیکو نہاد

بادشاہ و بیگم کا اعتقاد
تھے مسئلے پر وقت بامراد

کس طرح آیا محل میں یہ فقیر
ہے عجائب ماجرا رازِ قدیر

جس محل کے ہون کو اک پاسبان | کس طرح ذرہ کرے جنبش وہان
نیر اعظم جہان ہی جلوہ گر | وان کنعان کا ہی گذر دشوار تر

پاسبانون سے جو پوچھا حال وہ | کس طرح آیا شکستہ بال وہ
بولے سب ہم کو نہین اسکی خبر | کس طرح آیا چلا مثل نظر

جو کہ تم لوگون کی ہی راہ چلین | وہ نہین اسکا ہی رستہ جان من
چاہتے ہین یہ جہان کو وہ قرار | راہ کر لیتے ہین اندر کوہسار

لامکان سے لیکے تا تحت الثریٰ | یہ جہان چاہین کرین سیر فضا
راستہ انکا نہ آویگا نظر | یہ پہونچ جاوینگے وان مثل خبر

پیشوائی کر کے لایا پیشوا | تخت پر لا کر بٹھایا پیشوا
دست بستہ آپ استادہ رہا | واسطے خدمت کے آمادہ رہا

دیر تک خائف کھڑا تھا بادشاہ | اس ہین کی درویش نے اوپر نگاہ
دیکھ کر بولا کہ اے شاہ سریر | کیون ادب سے ہی کھڑا پیش فقیر

ملتفت پایا ہی ابراہیم تو | سچ ہی کہتا ہی وارث دیہیم تو
قیمت اسکی ہی بڑی اے شہریار | ہوگا بیٹا انتخاب روزگار

رکھ مرے آگے ابھی جو ہی ہزار | بولے بسم اللہ لے اے نامدار
جبکہ فرمایا کیا موجود وہ | دست بستہ باادب موجود وہ

بولے جو خواہش ہو تمکو لیجیے | پر دوا اس درد کی کچھ کیجیے
اسطرح بولا کہ سن اے شہریار | ہونگے اس یوسف کے لاکھون خریدار

مصر جان ہین اسکو کہیے بر محل | عین عالم کا جو کچھ پہنچے خلل
ہی یہ نور دیدۂ یعقوب جان | اس عزیز جان کو رکھ جان ہین نہان

گنج اک نایاب ہوگا یہ پسر | ہوگا مفتاح در راز بشر
خوب یہ تو نے لیا ہی جیت بار | ہونگے جسکی سلک ہین لولو ہزار

کھولکر یون صاحب اسرار سخن | تخت سے اٹھکر چلا وہ خوش چلن
بادشاہ و بیگم نیکو سیر | پیچھے اسکے یہ چلے دونون بشر

پر بشارت شاد و خرم چند گام | آئے شاہ و بیگم عالی مقام
وہ لگا کہنے کہ بابا ہو بھلا | ہین چلا جاتا ہون تو بھی جا چلا

تونے پایا ہی دُر نایاب ایک | جسکے حلقہ ہونگے صد ہا مرد نیک
یہ بشارت دیکے وہ فرخندہ فال | کچھ دنون شہ سے رہا پوشیدہ حال

اسکی تاثیر دعا سے جلوہ گر | آگیا برج حمل ہین وہ قمر
ماہ نو گذرے تو نکلا ماہ نو | بدر کامل سے بھی بڑھ کر نیر ضو

تھا عجب صبح سعادت کا ظہور | جبکہ طالع ہوگیا خورشید نور
وہ خوشا شب تاکہ اصلاح جہان | ہوگئی صبح ولادت سے عیان

دہر کے مشرق سے مہر تابدار | جبکہ نکلا سب ہوئے خورشید وار
ہوگئے مفتوح دریا سے کنوز | ہوگئے ابدال کے ظاہر رموز

داد دی جود و عطا کی شاہ نے | چاند بی کا فرش ڈالا ماہ نے
ماہ نے پھیلا کے دامان لیا | لے کے انوار عطا کامل ہوا

لے زمین سے تا بہ چرخ چنبری | بن گئے ذرات زہرہ مشتری
چل گیا افلاس بھی ہو کر فلوس | روم ایمان ہوگیا اور کفر روس

ہوگئے محتاج سارے تاجور | بیکسون نے باندھی کسکے کمر
جسکو دیکھو وہ لیے جاتا ہی زر | ریگ دریا ہوگئی لعل و گہر

ایک کا سائل ہوا تو دس ملا | دس کا جو سائل ہوا وہ بس ملا
جو کوئی خواہان ہو جس چیز کا | وہ ملا تہذیب اور تمیز کا

ہوگئی خلق خدا آسودہ حال
ہوگئیں حاجات محتاج سوال

حاتم طائی کو وہ سے کر گیا
بخشش و جود و عطا جی کر گیا

رونق افزا ہوا درویش وہ
یوں لگا کہنے حقیقت کیش وہ

تو نے ابراہیم کیا پایا پسر
پر نہیں یہ کہتا ہوں تو اسکی خبر

ہے یہ نعمت خاصۂ رب العلا
یہ پسر کیا ہو کہ ہے راز خدا

یہ پسر مصباح انوار آلہ
یہ پسر مفتاح گنج بستگاہ

یہ بشارت دیکے اپنی راہ لی
خوش ہوا بے انتہا شاہ سخی

کیا گیا تھا غنچۂ امید کھل
تھا گل و بلبل نہ کوئی مضمحل

اسکو لیکر دایۂ حق نے بغور
خانۂ خاروں کا تا پہونچے بجور

ناز و نعمت میں بہت پالا کیے
روز روشن آئیس ماہ کو ہالا کیے

بستر آرام پر سوتا رہا
راہ تھا آرام رم رہ وتا رہا

سال ہفتم میں بجون و لجلال
آ گیا ساتوں قرأت کا کمال

چاردہ میں چاردہ کا ماہ تھا
چاردہ علموں سے وہ آگاہ تھا

پڑھ گیا تھا چار سو شعور علوم
از عراق و تا بخارا تا بہ روم

ہوگئے ہر علم میں جب طاق وہ
ہوگئے مشہور فی الآفاق وہ

عالمان دہر آکر دور سے
سیکھتے تھے وہ ادب پر نور سے

جب ہوا سولہ برس کا سال و سن
اٹھ گئے دنیا سے سلطان زمن

دفن کرکے باپ کو زیر زمین
تخت پر بیٹھے شہ گردوں نشین

## ضمیمۂ بیان عدالت

ساقیا دے بادۂ بے اعتساف
کیونکہ کہتا ہوں میں انصاف صاف

پا پلا دے ایک جام معتدل
نصفت عادل سے ہو منصف خجل

جب تلک حضرت کی تھی زیب سریر
ہوگئے تھے یار روباہ و شیر

چرخ حیرت میں پڑا جور فلک
بھاگ ہو دنیا سے گئی ایذا ہلاک

رہ گیا گل کو نہ کھٹکا خار کا
خوف بلبل کو نہ تھا آزار کا

باغ عالم پر نہ تھا جور خزاں
عدل کسرائی سے تھا تازہ جہاں

آپ کی روش عدالت دیکھ کر
رشک کرتے تھے تمامی نامور

کرتا تھا شیر ببر بکری کو پیار
چاہتا تھا گرگ اپنے خو کی وفا

باز کرتا تھا کبوتر سے نیاز
بار پر کرتا تھا وہ چنگال باز

بیٹھ کرتا ہے کبک سر پر کلنگ
ڈر اٹھاتا ہے پر کرو نہیں تھا و لاگ

چڑہ سے طاؤس خواہاں باج کا
جنگلوں میں راج تھا دراج کا

بحر و بر سب تھے مطیع بادشاہ
چیل کرتی تھی نہ مچھلی پر نگاہ

مور پر رکھتا تھا ہاتھی کاش پیر
مور کہتا تھا کہاں تجھکو ہے خبر

صاف دور عدل احسان ہے گر
شاہ سمنانی سا ہاں عادل ہو گر

تو نے مجھ کو کس لیے ڈالا کچل
چل فرا نزد شہ عادل تو چل

دیکھ ہوتا ہے قرار زنجیر پا
توڑتا آنکس ابھی ہے سر ترا

خوب میزان عدالت تھی کھڑی
بیکسوں کے آکے پلے میں پڑی

شیر پر دہقان سا کرتے تھے شیر
شہر سے سب شیر لیتے تھے دلیر

وہ علاء الدین شہ سمنان ولی
نقل یوں کرتے ہیں یاد شہ دلی

ایکدن وہ خسرو گردوں وقار
دشت کی جانب چلے بہر شکار

روز دو پائین تک تھے صید مین
صید بکسر کر رہے تھے قید مین
اک ضعیفہ آ گئی رستاق سے
داد چاہی خسرو آفاق سے

بولی کہ کیا حال ہی بولی کہ شاہ
کھا گئی سیرا دہی تیری سپاہ
بولے اُسکو جانتی ہی یا نہین
شکل کچھ پہچانتی ہی یا نہین

ڈھونڈھکر آئی تو یون بولی دہسا
فوج سے باہر کہین ہی بہرا
اتنے مین دیکھا کہ آتا ہی دہی
جسنے فریادی کہ کھایا ہی دہی

بولی وہ آتا ہی جو میٹھا قدم
دل مرا امنٹھا گیا کہکے ستم
ترش رو ہوکر کہا اسنے نہی
تونے کھایا اُسکے یا کھویا دہی

وہ لگا کہنے کہ ای قیمہ شیرین
جھوٹ کہتی ہی یہ بڑھیا بد چلن
بولے ہی اس بات کا کوئی گواہ
یا پھنسایا چاہتی ہی بیگناہ

بولی ہین مجھلی اور کوئی واخدا نہین
ہی خدا شاہد دگر شاہد نہین
بولے اسکا جانتے ہین بھید ہم
سب نکل آوینگے اخلاط شکم

مکھیان وہ ہین کھاتا ہین وہین
گو کہا اُسنے نہین شاہد نہین
جی جو متلایا ہوئی قی بر محل
پیٹ سے آیا دہی باہر نکل

اسکی پس حضرت نے کی ایسی سزا
ظلم کی کرتا ہی شہ جیسی سزا
کس کسا کے اُسکے گھوڑے کو بہا
وہ زن بیکس کو بخشا بالیقین

کس کے اس بیکس نے جو پایا سمند
بس ہین لائی اپنے بے بس خوش پسند
اُسکو گھوڑے کے عوض کوڑا دیا
مارے لاتون کے بدن پھوڑا کیا

زندگی سے ہو گئی کچھ اُسکو یاس
ظالمون پر چھا گیا ابر ہراس

## حکایت

ایکدن ای نہین شہ گردون سریر
تھے سریر معدلت پر زیب گیر
ایک آیا مستغاثی مرد فرد
بولے حضرت تجکو کیا ہی شبہ دزد

اسطرح گویا ہوا وہ ناشکیب
چند لوگون نے دیا مجکو فریب
رات کو سوتا تھا مین انکے مقیم
ہاے انہین تھا کوئی دزد لئیم

پاس میرے تھی نہ دہی ہمیان پر
روپیہ چالیس بالا سے کمر
رات اُسکو ہی چرایا چور نے
زور یہ مجکو دکھایا چور نے

کرکے عیاری گیا باہر نکل
ہاے انہین جو کہ تھا زر دو غل
جب کھلین آنکھین تو مجکو کھل گیا
کھل گیا جو کچھ کہ تھا وہ کل گیا

صاف ایسے ہر ایک کو انکار ہی
حال یہ ہی اور یہ اظہار ہی
بولے لاؤ پہر شہر میں انکو بلا
جسنے عیاری یہ کی ہی برملا

یار پہلے لپٹ گئے وان وہ اسیر
قید ہوکر آ گئے سب زیر سریر
بولے زر تم نے لیا ہی یا نہین
سچ کرو اظہار از راہ یقین

بولے جانتا یہ تماشا ہی عجیب
ہم نہین کوئی گئے اُسکے قریب
ہم کو یہ تہمت لگاتا ہی بشر
خیر کر انصاف تو ای داد گر

بیٹھے بتلا اپنی کرو تقریر یہ
ایسے ہی صدق و کذب کی تدبیر
آگے آؤ میرے ہوکر ایک ایک
دیکھتا ہون کون بد ہی کون نیک

سب انکے پر رکھے حضرت جو ساتھ
سامنے اپنے بلا کر ساتھ ساتھ
دس کو دیکھ آئے لا کوئی نہ حیلہ
بازو وہ پہ رکھ کے اپنا دست زرد

بولے تو ہی چور زر اسکا نکال ورنہ بد تیر الہی ہوتا ہے حال
جبکہ فریادی نے فرمایا شمار ایک تنکا ہوگیا کم ہوشیار
اقربا کے ہوگئے بازو ضعیف رستمی کرتا تھا ہر مور نحیف
شیخ سمنانی ولایت دستگاہ اسطرح کہتے ہیں حال بادشاہ
سب اداکرتا تھا شاہ کائنات کیا فرائض کیا سنن کیا واجبات
بادل وجان تھا وہ محو بندگی وہ تھا اختر برج تا بندگی
تھا اگر سائل تو سائل راہ کا تھا گدا کوئے حبیب اللہ کا
تھا خلیل اللہ کو مہمان نواز ہے خلیل کعبۂ دلہا سے راز
سائل اسکے عہد میں مفقود تھا ہم کنار دلبر مقصود تھا
صغر سن سے وہ سر تاج ملوک تھا بدل جو یندۂ راہ سلوک
پر کوئی دیتا نہ تھا اسکا سبق ہر کسی سے پوچھتے تھے راہ حق
باعث فقدان شرط ناگزیر کوئی کر سکتا نہ تھا تعلیم پیر
لائیگی تقدیر دان سے کھینچکر اس لیے پائی نہ تعلیم دگر
ناگہاں اک شب بتائید الہ خضر نے آکر کہا اے بادشاہ
آچکا مد نظر ہو انتظام چھوڑکر ملک بطون کا انصرام
از رہ اجمال اسم اللہ را بے توسط این زبان ناطقہ
تا روی زین راہ بر راہ دگر با نمودم انچہ یا تو سر بسر
آپ رکھتے تھے اسی کا اشتغال خضر نے جو کچھ کہ بتلایا تھا حال
خواجۂ اویس قرنی کی بھی روح ایکدن آکر ہوئی ناگہ وضوح
گو کہ ان اذکار کا مذکور تھا پھیر ظاہر کا مگر منظور تھا
بست و ہفتم دو شب قدر قیام شاہ سے آکر کہے یہ کلام

تھا بندھا وہ جسطرح ہمیان زر رکھدیا لاکر حضور داد گر
یہ عدالت تھی یہ انصاف تھا تخت ملک و مملکت کا صاف تھا
ماہ کرتا تھا کتان پر جو نظر دیکھتا تھا صورت شق القمر
گو امور سلطنت کرتا رہا پر عبادت میں قدم دھرتا رہا
حکم خالق کا کوئی چھوٹا نہ تھا منع عبادت سے کبھی موڑا نہیں
عہد میں انکے کوئی سائل نہ تھا مال دنیا پر کوئی مائل نہ تھا
دل میں سائل کے جو کچھ آیا خیال دیتے ہیں جو اہل ہمت کاہش کو نکال
اسکی فیاضی سے دریا دنگ ہے آگے اسکے لعل و گوہر سنگ ہے
بارش بخشش سے تھا عالم نہال بلکہ حاجت خود تھی محتاج سوال
جو کوئی ملتا مشائخ یا فقیر کہتے تھے دکھلائیے راہ قدیر
جو کوئی اس عہد میں تھا اہل دل وہ نہ ہوتا تھا ادھر کے متصل
کیونکہ تھا اس امر میں راز نہاں وہ نہ تھا تقدیر حضرت میں کہاں
پر سدا رہتی تھی اسکی گفتگو جستجو تھی جستجو تھی جستجو
اے ملک کرتا ہے کار سلطنت یاد حق کر چھوڑ شاہی تمکنت
ذکر کا تجھکو بتاتا ہوں طریق کیجیو اسکو بدل شاہ شفیق
در صنوبر مضغہ سیکردہ باش وقفہ انفاس ہم باشی تلاش
کیجیو غفلت نہ اس میں زینہار ہوگئے غائب یہ کہکر ایکبار
دن بدن اسکا نتیجہ تھا نمود دو برس اسمیں تھے مشغول درود
ذکر ولیسیہ کا بتلایا تھا طور اس میں تھے مشغول قریب سال اور
جبکہ سن پہونچا بہ بست سال پھر دکھایا خضر نے اپنا جمال
تھا یہ کہتا ہے تو اگر وصل الہ ترک کر اپنا یہ سب تاج و کلاہ

چل بہانے جا سو ہندوستان ‌ سلطنت کی چھوڑ ہوئے بوستان
گر ہمی خواہی وصال یار را ‌ لذت دیدار ہم رخسار را

ہاں بہا بہ خبر سر در راہ آر ‌ مر ترا شد دولت و اقبال یار
ایک ہی میرا نہایت یار غار ‌ وہ کریگا سب ترا انجام کار

ہے ولایت کا سراپا وہ ظہور ‌ ہند میں شہرہ ہے اسکا دور دور
از زمین تا گنبد نیلوفری ‌ اسکے عرفان سے ہے جلوہ گری

قصر حق کا ہند میں زینہ ہے وہ ‌ اوج پر کیا پیر دیرینہ ہے وہ
کہتے ہیں اخیار اہل خیر ہی ‌ کہتے ہیں ابرار بہ خیر ہی

کہتے ہیں اوتاد ہے اوتاد حق ‌ کہتے ہیں ابدال ابدال حق
کہتے ہیں ہے یوسف مصری صفات ‌ ہے عزیز مصر جان گنج نبات

کہتے ہیں بعضے علاء الدین ہے تل ‌ کہتے ہیں خورشید آیا ہے نکل
کہتے ہیں عشاق یوسف رو ہے ‌ کہتے ہیں خواجہ محمد خوے ہے

کہتے ہیں ملکوتیاں موسی خصال ‌ کہتے ہیں اکثر خلیل اللہ نوال
یہ بشارت پاکے با شوق کثیر ‌ خضر کے حضرت ہوئے قربان نذیر

مشرق اقبال سے تب ناگہاں ‌ صبح صادق کا ہوا اظہر نشان
پس کمر ہمت کی باندھی شاہ نے ‌ تارک درگاہ عالی شاہ نے

رنگ تھا اور رنگ کا ناپائدار ‌ چھوڑکر اسکو یہ لی راہ فرار
اپنے بھائی کو بٹھا کر تخت پر ‌ شاہ آیا تخت شاہی سے اتر

شاہ سلطان محمد نام تھا ‌ بادشاہ صاحب اکرام تھا
انکو اپنا کرکے بس قائم مقام ‌ اپنی ماں سے یوں کہا کرکے سلام

سنئے حضرت والدہ فرخ سیر ‌ مجھکو اک درپیش آیا ہے سفر
والدہ قبلہ اجازت دیجیے ‌ مجھکو رخصت لطف سے کیجیے

سنکے فرمایا کہ سن دل کے طرب ‌ تھا ازل سے مجھکو یہ معلوم سب
پیشتر ہم میں تھا تیرا خاکی وجود ‌ روح احمد نے کہی ہوکر نمود

ایک لڑکا تجھ سے پائیگا ظہور ‌ ایک عالم میں اسی کا ہوگا نور
جلوہ گر راہوں کا ہوگا رہنما ‌ وہ کریگا نور عرفان کا سوا

کھل گیا ہے وقت وہ راز قدیم ‌ وہ سب توفیق سے پہنچی نسیم
تجھکو سونپا ہے خدا کو جا سدھار ‌ ہو ترا حافظ وہی پروردگار

تجھکو بخشے ہیں سب اپنے حقوق ‌ لے پکڑ راہ خدا ہوکر وثوق
پر وصیت ایک میری ہے پسر ‌ یاد رکھیو اسکو ہنگام سفر

جائیو جب تخت شاہی چھوڑکر ‌ داب شاہانہ رہے مد نظر
چاہیے سامان سلطانی کے ساتھ ‌ کیجیو ہر دم سفر پائے نجات

اے عزیز مصر دل ہے دل کو چاہ ‌ شہرستان سے تو لے سامان راہ
اپنے دل میں جیو نہ کچھ تنگی گمان ‌ ملک گیری کو گیا کشور ستان

نادر اتنا یہ وصیت سن کے واہ ‌ خوب کی حضرت نے اسکی بھی نباہ
ہر دم چہیدہ سے لیے بارہ ہزار ‌ کچھ پیادہ اور کچھ ان میں سوار

وہ ہزار آئین تھے ہر دم قوی ‌ تھے شجاعت میں کہ جنکا شور تھی
اسطرح وہ گوہر دریائے ہمم ‌ قطرہ زن جوں ابر ہوا با صد کرم

شیخ سمنانی بھی ہمراہ رکاب ‌ تا سمنان اچہند آئے کامیاب
چاہیے جو کچھ نصائح یا کہ پند ‌ اسکو کرکے وہ ہوئے خرسند

وہ جو ہمت اگر وہ آگاہی ہو ‌ یہ غزل پڑھتے ہوئے آئی جو

ہاں ضیافت خوب کی اسلام نے
آپ نے معیوب جانا سامنے
یہ فقیروں کو تکلف کیا ضرور
چاہیے انکو خودی سے دور رہ

چاہیے فقرا کو یکدم بے نیاز
ہی فقیروں کے لیے بینا جواز
رہ گئے تھے ساتھ باقی وہ جو خاص
بولے یہ اسباب سوالی ہی خاص

انکو بھی رخصت یہاں سے کیجیے
اور وہ گھوڑے کسی کو دیجیے
کسکے اک سائیس کو وہ گھوڑا دیا
کس کسا کے ہاتھ مین کوڑا دیا

سب علائق چھوڑ کر تھے رہ نورد
عالم تجرید پر رکھتے تھے تو
ایک شب اک گاؤن مین بستر ہوا
ماندگی راہ سے مضطر ہوا

سو رہے جا کر کہین با حال زار
نیم شب گذری تو جاگے ایکبار
دل مین سوچے ہی مجرد وہ بشر
جو کہ ہو ہم صحبتون سے دور تر

رہ گئے تھے جو کہ اسباب قلیل
کر دیے انکو بھی بخشے فی سبیل
خطرہ کچ مین رکھا واں اسنے قدم
یاں جلال الدین تھے مجذوب مدام

بعد مدت کے ہوا ہم کو طرب
طالب صادق کوئی آتا ہی اب
یہ نظر آئی سیادت کی بہار
منہ سے نکلا جب ہوا اک بزرگوار

خوب یہ فرزند مردانہ ہوا
عاشق صادق دلیرانہ ہوا
وہ ولی آیا ولی دیگر کے پاس
نور کچھ اسنے کیا تھا اقتباس

بولے یاں سے جا مبارکباد بس
ہی علاء الدین کو تیری ہوس
مدتون سے ہی براہ انتظار
ہی علاء الدین نہایت بیقرار

واں سے دہلی آ گئے دیکھا اک فقیر
با جمال خوب با شان امیر
دیکھ کر حضرت کو بولا جا بجا
سید اشرف صد ہزاران مرحبا

ہی علاء الدین تمہارا منتظر
آپکا مشتاق ہی وہ منتشر
آپ یہ سن کر چلے مثل بہار
پہونچے آ کر شاد و خوش شہر بہار

## واقعۂ عجیب

اب سنو یاران ایک احوال عجیب
شاہ اشرف الدین ہاری خوش نصیب
آ گئے تھے انکے ایام اخیر
ہو گئے تھے عازم وصل قدیر

آپکے آنے سے کچھ دن پیشتر
اپنے اصحاب کو دی ایسی خبر
ایک سید تارک اورنگ و تاج
آنکو ہی سالون قرابت فقط آج

وہ یہاں آتا ہی مغرب سے عزیز
ہی بڑا درویش کامل با تمیز
یہ وصیت تمکو کرتا ہون میں ایک
وہ پڑھے میرا جنازہ مرد نیک

جب تلک تشریف وہ لاوے نہین
نہ پڑھے کوئی جنازہ مرد دین
یہ وصیت کر کے وہ فانی ہوے
ظاہر آنکھون سے نہانی ہوے

غسل دیکر اور پوشاک کفن
منتظر تھے لوگ پھر گلبدن
دیکھیے وہ سید والا نسب
کب یہاں آتا ہی با شان عجب

ایک خادم تھا جلالی نیکخو
وہ گیا کچھ دور بہر جستجو
دیکھتا کیا ہی عجب نور الہ
دور سے روشن ہوا ہی مثل ماہ

بڑھ گیا نزدیک کی تفتیش خوب
حال تن سے تا با اسرار قلوب
آخرش پایا وہی گلفام تھا
شیخ نے جسکا بتایا نام تھا

با ادب جھک کر کیا پہلے سلام
اور سنایا آپ کو انکا کلام
لیجیے بیٹا تارک آ لائے ہون
آل پیغمبر کا خاک پا سے ہون

پھر وہ خادم سے آکر بانیاز
کیونکہ بنگالہ کا یہ ظاہر ہی دیس
کسلیے ہوتا ہی اشرف بیقرار
ناگہاں اک اور گل آیا نظر
سب لگے کہنے عجب ہی ماجرا
آپکو معلوم ہوگا راز یہ
بولے کوئی تاج ہی بے شک و ریب
بھولکر تمنے نہین رکھا ہی تاج
ہاتھ پر لاکر رکھا وہ ہاتھ سے
شاہ خاور جب چھپا ظلمات مین
جملہ مکتوبات خرقہ پھر پڑھن
خرقہ شبلی پھٹا جب رات کا
وہ لگے کہنے نہ دیکھے ماہ بھی
رکھیے انکو بھی کے بالا سے مزار
عہد جب محکم ہوا با یکدگر
خرقہ ویسا لوس وہ خرقہ نہ تھا
کب اٹھا سکتا ہو کوئی جنگ سے
انکو خرقہ ہو گیا اچھا رکوہ
صورت بلبل لیا گل کو اٹھا
کے حیرت مین یہ دونو جگہ
سر نگون بیٹھے تھے اکدم بے قیل

اس جنازہ کی پڑھی پھر سے نماز
اسلیے معلوم ہوتا ہی یہ بھید
ہی جہان مین پیر تیرا زندہ کا
ہو گئے حیرت مین اصحاب خبر
ہی یہ کیا اسرار کیا راز خدا
ہاتھ جو نکلا ہی کیا ہی ساز یہ
شیخ نے پایا تھا از مردان غیب
اسلیے وہ مانگتا ہی ہاتھ آج
ہاتھ وہ جاتا رہا تب ہاتھ سے
نور چمکا جیا ندنی کا رات مین
تم کو بخشا مین نے انعام کہن
نور سے پردہ اٹھا ظلمات کا
کون ہو تم ہم ہین یا رب شاہ جی
اور اٹھانے بار ہی بار ایکبار
تب رکھا خرقہ کو لاکر قبر پر
پردۂ فانوس وہ خرقہ نہ تھا
قوت بازو و دست جنگ سے
ہو گئے آخر اٹھا کر سب تو وہ
آپ ساقی نے لیا اس کو اٹھا
چرخ نے لی جنت ہاتھ کا نہ تھے
شعر پڑھ کر سے پڑا وہ کہ جھکل

جب ہوئے فارغ تو آیا یہ خیال
عالم رویا مین آکر انکی روح
جلد جا اسکو نہایت ہی عجب
ہاتھ انکا قبر سے آیا نکل
بولے حضرت بتا حضرت یہ بھید
آپکی ہمت بھی مصروف ہی
کھل گئے تھے قبر مین رکھتے ہی یہ
واقعہ یہ سن کے بولے واقعی
ہاتھ فورا قبر مین جاتا رہا
مقبرہ مین شب کو تھے شاہ شریف
کیجیے یاروں نے مو ہو مطلب
آپنے اسنے کیے احوال خوب
گفتگو سے مین ہوئی پھر چند چند
جو کے ہے انکو اٹھا کر قبر سے
بار بار آخر اٹھانے سب لگے
تھا وہ خرقہ رشتہ اسرار حق
کون رستم ہو اٹھانے زور سے
جب اٹھانے کو اٹھا وہ بادشاہ
چرخ نے تحسین کی آواز دی
آپ نے پہنا وہ لیکر پیرہن
مرا چون بود الخود تاج قیصر

پیر نے شاید کیا ہی انتقال
اسطرح یہ راز فرمایا وضوح
انتظاری مین تو یہی ہو باادب
پڑ گیا سب کے حواسون مین خلل
ہی یہ ہم لوگونکو حضرت سے امید
آپکے اوپر نہان مکشوف ہو
یہ ادا میری وصیت کیجیو
کہہ گئے تھے ہم سبھون سے شاہ جی
ہاتھ کس کے ہاتھ وہ آجا رہا
بولی آکر آپ کی روح لطیف
دیکھے تم کو جو کہ مین بتا ہون سب
اور کہا وہ ہم کو خرقہ اور کتاب
ہو گئے اس پند پر آخر کو بند
اسکا وہ مالک ہی اپنے صبر سے
رستمی اپنی جتانے سب لگے
عالم ناسوت مین دستار حق
اٹھ نہین سکتا ہی خرقہ کو رسے
ہاتھ مین وہ کوہ آیا مشکل راہ
اور ملک نے مرحبا اوپر سے کی
حالت وجدان بنا سا بدن
برآمد راست بارا خرقہ در بر

کھلے یہ والنے چلا سوئے چمن
بلبل شیدا بہ انداز چلن

تھے علاء الدین وہاں گرم سخن
بولے آتا ہے مرا یار کہن

منتظر جسکا کہ تھا دس سال سے
ہے مری آنکھوں میں جالی چال سے

ہجرت ہجرت ہے وقت وصل ہے
فصل کوئی دن میں یہ وہ فصل ہے

ہاتف غیبی کا ہے اکرام یہ
دولت موعود کا ہے کام یہ

شوق طالب میں اپنے تھے وہ
اپنے یاروں سے خبر کہتے تھے وہ

خضر نے اخبار ستر بار کے
کوئی دن کے لذت دیدار کے

دمبدم کرتا تھا وہ مجکو خبر
تھا بشارت سے مبشر وہ بشیر

پیر کو جیسا کہ تھا شوق مرید
جیسا ظہ تخیر سے وہ ہے مزید

واقعی ہوتا ہے جب اقبال یار
آپ گل ہوتا ہے بلبل پر نثار

گاہ طالب ہو گئے مطلوب ہے
ہر جگہ اُنکا نیا اسلوب ہے

دوپہر کا وقت تھا وہ مہر پیر
خواب قیلولہ میں تھا راحت پذیر

ناگہاں نکلے وہاں سے بیقرار
بوئے خوشبو گل کی ہے اب مشکبار

ہو گیا سارا معطر کام جان
دیتی ہے باد سحر آرام جان

مرحبا آتا ہے یار غمگسار
راہ دن کرتا تھا جسکا انتظار

بولے یاروں سے ابھی تیار ہو
بہر استقبال یار یار ہو

پالکی اپنی اور اپنے پیر کی
دونوں لیکر راحت و توقیر کی

پیشوائی کو چلے با صد حشم
با مرید و معتقد یار و خدم

شہر میں اسکا ہوا شور عظیم
کون آتا ہے عزیز ابن کریم

کسکی آمد ہے کہ ہے یہ ہجوم عام
کیسے ہے اولیا کا ازدحام

کون دلبر صاحب تسخیر ہے
زلف میں جسکی کہ اُلجھا پیر ہے

کاکل شبرنگ ہے کسکی بلا
سلسلہ کس نے کیا زنجیر پا

آمد آمد کا یہ کس کی شور ہے
محو وحدت جملہ مار و مور ہے

کس سلیمان کا ہے جوش و خروش
انس و جان جسکے کہ ہیں حلقہ بگوش

کون ایسا یوسف ثانی ہے وہ
کون ایسا شاہ سمنانی ہے وہ

جسکے استقبال کو جاتے ہیں پیر
ہے جوان بہت بڑا روشن ضمیر

پیشوائی کے لیے وہ پیشوا
کس بھر گھر سے نکل آیا چلا

ایک تھا سینہل کا کوئی واقف رخت
اُسکے پیچھے لوگ ٹھہرے نیکبخت

پیر نے دیکھا کہ مہ تاباں ہوا
بولے خادم سے کہ جا خنداں ہوا

دیکھکر اُسکو یہ دی مجکو خبر
ہے وہی جانان کہ ہے جان دگر

دیکھکر آیا کہا واللہ پیر
شخص نورانی ہے رشک ماہ پیر

نام اشرف اور ہے اشراف خو
اُسکے پیراہن میں ہے عرفانکی بو

یہ خبر سنکر بڑھے دو تین گام
پیشوائی کے لیے نیاو خرام

قلب قالب ہو گئے طرفین کے
تھے عجائب جذبۂ بیچین کے

دوڑ کے سر رکھ دیا زیر قدم
بلبل و گل ہو گئے دونوں بہم

یکدگر کیا ناز جانا نہ رہا
وہ جو تھا مشعل پہ پروانہ رہا

پیر اگر تھا وام وہ دانا رہا
یہ اگر دانا تھا وہ بینا رہا

یہ اگر بینا تھا سا پیر تھا
وہ بھی اس خورشید کی تنویر تھا

پیر اگر تنویر تھا وہ ماہ تھا
یہ اگر تھا ماہ وہ آگاہ تھا

پیر سے مل کر نشہ بر تاو پیر
اور لوگوں سے ہوئے آشنا پذیر

شیخ کے نزدیک بیٹھے با ادب
باز عرفان کے ہوئے ابواب سب

شیخ بولے اُسکو سن فرزند من
شوق نے تیرے جلایا جان و تن

ہمکلامی کا نہایت شوق تھا
اشتیاق دید بس ما فوق تھا

بولے مجھکو تھا سکندر سے سوا
جلد پہونچوں تا کہ بر آب بقا

چڑھ گئی جان اب تن بیجان کے بیچ
ہے نہیں اسکا بیان امکان کے بیچ

عین دل سے میں ترا نگران رہا
تو کہ ہر منزل میں یادگران رہا

شیخ بولے پالکی تیار ہے
چڑھ رہے بسم اللہ نیکو کار ہو

گو کیا اصرار پر مانا نہیں
بولے یون جانا نہیں جانا نہیں

شیخ کی آئی نظر جب خانقاہ
پالکی سے گر پڑے کر کے نگاہ

ما بر جناب دولت سر بر نہادہ ایم
رخت وجود بر سر آن دکشادہ ایم

ظلمات راہ گرچہ بریدیم عاقبت
تشنہ بر آب چشمہ حیوان فتادہ ایم

ای بر حریم عرش جناب تو باز سر
پا بر نہادہ ایم چہ برتر نہادہ ایم

اشرف مس وجود خود آوردہ بہر
از دولت حکیم باکسیر دادہ ایم

کیا کہوں میں کہہ نہیں سکتا ہوں میں
وہ الم ہے سہہ نہیں سکتا ہوں میں

شکر ہے اب آب حیوان مل گیا
تو وہیں ظلمات سے یہ دل گیا

شیخ بولے اور سن اے جان من
تو چلا ہے چھوڑ کر جب سے وطن

دیکھتا تھا جسکو وہ جانی ملا
واہ کو خوش یوسف ثانی ملا

بولے ہو میں آپکا کمتر غلام
کسطرح مالک کے ہو ہمسر غلام

پالکی پر آخرش ہو کر سوار
سوے گلشن وہ چلے مثل بہار

شیخ کے رکھ کر پاے پاک سر
یہ غزل پڑھنے لگے با چشم تر

بر شاہراہ فقر نہادیم رخ ولی
بر عرصہ حریم چو فرزین پیادہ ایم

سر بر حریم حضرت عالی نہادہ دل
بر روے خود کشادہ بر در ستادہ ایم

دارم امید مقصد عالی نہ در گہت
چون قطرہ دریا بحرمت ازینہم زیادہ ایم

## غزل لمؤلفہ

کوے جانان میں ہے مقام اپنا
ہے معطر دل و مشام اپنا

رخ کیا راہ فقر پر لیکن
مثل فرزین کے ہے خرام اپنا

ہم کو امید وصل یار کی ہے
چھوڑ ہم نے دیا قیام اپنا

ہم کو ہے آرزو حمایت پہ
کار بالخیر ہو تمام اپنا

فرط شفقت سے لیا آغوش میں
آگیا بیہوش گویا ہوش میں

اور بٹھایا صورت دل اپنے پاس
راز عرفان سے دیا ہوش و حواس

بس گیا لایا اٹھا کر ماحضر
رکھ دیا پیش شہ والا گہر

مجھکو تا حاصل ہو حلواے وصول
کام جان شیرین تو کر مرد قبول

کٹ گئی گو کہ راہ کی ظلمات
لب حیوان ہے تشنہ کام اپنا

سر کے بل ہوں بطرز العرش جناب
کیا بڑا ہے بلند کام اپنا

آستان پر ہے فرق در ہے کھلا
پر پہونچتا نہیں سلام اپنا

یہ غزل سنکر نہایت خوش ہوے
پیار فرما کر وہ غش میں آگئے

لیگئے اپنے درون خانقاہ
کل بتائے جو تھے اسرار اللہ

یون ہوا ارشاد عبد اللہ کو
لاؤ کھانا طعام جو تیار ہو

بولے اے فرزند دونوں ہاتھ دھو
دین دنیا سے ہمارے ساتھ ہو

بولے پہلے ہاتھ دھو کر ہم چلے
آپکے ہمراہ ہوکر ہم چلے

## مناجات

| | | | |
|---|---|---|---|
| یا الٰہی از طفیل مصطفےٰ | دلبر مقصود سے مجکو ملا | ذہن میں میرے صفائی دے خدا | فکر کو میری رسائی دے خدا |
| مجھ کو کر افلاس سے یارب رہا | مکر شیطان سے تو لے مجکو بچا | مجھ کو شیطانوں پہ غالب کر خدا | کل روا میرے مطالب کر خدا |
| | پر لطائف سے ہو تسطیر حال | یا فتح ہو مکتوب سے تحریر حال | |

## بیان ولادت شاہ لطیف مطابق مضمون مکتوب شریف

| | | | |
|---|---|---|---|
| ساقیا مجھ کو پلا جام لطیف | تا لکھوں میں راز مکتوب شریف | شاہ ابراہیم سے ای باخبر | کہتے ہیں کوئی نہیں آیا پسر |
| ماسوا دختر کے مولود دگر | دس برس گذرے نہ کچھ آیا نظر | غم ہوا اس ماہ کو کاہش ہوئی | وارث دیہیم کی خواہش ہوئی |
| وہ لگا کرنے پسر کی التجا | ہر فقیر و اولیا سے جا بجا | اک برس کامل ملک کی جستجو | آخرش اسکی برآئی آرزو |
| ایک شب سوتا تھا شاہ زیب تخت | اسکا رویا میں ہوا بیدار بخت | دیکھتا کیا ہی کہ اک مرد جمیل | جسکا دنیا میں نہیں کوئی عدیل |
| خواب میں آکر ہوا اسکو نمود | صورت خورشید دکھلایا وجود | دیکھ کر انوار شکل پاک وہ | صاف جانا ہی شہ لولاک وہ |
| پا برہنہ سر برہنہ بیقرار | گر پڑا جا کر قدم پر اشکبار | بولے تجھ کو دیکھتا ہوں ای پسر | ہی پسر کی فکر میں تو سر بسر |
| سنکے یہ کہنے لگا وہ شاہ بس | غم میں گذرا عرصہ بارہ برس | ہی عنایت جو عنایت کیجیے | رحمت عالم ہدایت کیجیے |
| بولے دو تیرے پسر ہونگے پسر | ایک اشرف ہوگا اور عارف دگر | ہوگا اشرف صاحب اورنگ ناز | اور اعرف ہوگا شاہ سرفراز |
| کہکے یہ پنہاں ہوے شاہ رسل | چین رویا میں گئے دو عین کھل | واہ کیا تاریخ کیا بہتر گھڑی | ناز کرتی تھی گھڑی پر ہر گھڑی |
| وہ جہانگیر زماں پیدا ہوے | دستگیر بیکساں پیدا ہوے | جشن شاہانہ کیا پھر شاہ نے | چاندنی کا فرش ڈالا ماہ نے |
| ہر خزانہ کے ہوے مفتوح در | ریگ دریا بن گئی لعل و گہر | قطرہ بخشش سمندر رہ گیا | ایک فیاضی کا دریا بہہ گیا |
| جسنے زر مانگا تو اسکو زر دیا | جسنے گوہر اسکو وہ گوہر دیا | جو دوشالہ مانگتا تھا ایک مرد | اسکو دیتا تھا دوشالہ فرد فرد |
| گھر مساکینوں کا گنجینہ ہوا | سیم و زر کا قصر میں زینہ ہوا | مال کو کیا مال ہی کہتے تھے سب | اوج پر اقبال ہی کہتے تھے سب |
| لٹ گیا افلاس سے بنکر فلوس | ہو گیا عالم غنی مثل عروس | سیم وجہ محتاج نے حک کر دیے | تاج دیکر اسکے دو چاک کر دیے |

ہے محمد واقف اسرار حق
ہر دو عالم ہے وہ اظہار حق

حاتم طائی تھا سائل جود کا
کیونکہ تھا فیاض وہ موجود کا

خلعت زریں مرصع زرنگار
ہو گئے ناسوت میں وہ سنار

ہر سخن سنجان عالم اہل فن
شاعران نیک خو اہل سخن

طبع کی جودت دکھانے سب لگے
شاعری اپنی جتانے سب لگے

کوئی لاتا تھا قصیدہ فارسی
کوئی عربی تھا غزل جو آرسی

تہنیت میں کوئی لکھتا تھا کبت
کوئی کرتا تھا ولادت کی صفت

جسکو دینا ایک تھا دیتا تھا سب
بھر گیا ہر حرص کا جام ہوس

ہر سلاطین زمانہ تاجور
سنکے یہ حال ولادت کی خبر

تہنیت نامے روانہ کر دیے
شادیانے خسروانہ کر دیے

لیکے جو آتا تھا نامہ کو رسول
بذل سے جاتا تھا مثل بلبل پھول

وہ پڑھا گہوارۂ رحمت میں ہنوز
چار سال و چار ماہ و چار روز

رسم مکتب کی ہوئی پھر دھوم دھام
پھر وہی جشن شہنشاہی تمام

جو ولادت میں ہوا تھا جشن جم
یونہیں مکتب میں ہوئے سب دور غم

پھر عماد الدین سے شہ ہو کے رجوع
انسے بسم اللہ کروائی شروع

علم میں استاد اول وہ ہوئے
لوح ابجد کے محصل وہ ہوئے

جو معلم کو کہ شاہان دیار
خلعت و زر جو کہ بھیجا تھا انہا

شاہ نے وہ سب معلم کو دیا
اور بھی فخر و ناز خود خود کیا

اور لوگوں نے بھی جو بخشا تھا زر
سب معلم کو دیا سیم و گہر

ہو گئے آخر عماد الدین غنی
بن گئی دنیا میں خوب انکی بنی

اک برس میں حافظ قرآن ہوئے
قاریوں میں شاہ عالیشان ہوئے

پارہ پارہ یاد سیپارے کیے
نور افزا ہفت سیپارے کیے

جبکہ سن پہونچا بحد بیست سال
اصطلاحوں کو کیے خوب انحلال

چاردہ میں بدر کامل ہو گئے
چاردہ اعلام حاصل ہو گئے

اس میں ابراہیم شاہ نامور
کر گئے دار البقا کو وہ سفر

ساکنان سرزمین ہرنا و پیر
ہر سلاطین ہر وزیر و ہر امیر

سب کچھ فرمانروا فرمان گزین
ماہ سے ماہی تلک زیر نگین

تھا مبارکباد کا غل چار سو
آج ہی اورنگ پر وہ ماہ رو

تہنیت کا پھر ہوا وہ ازدحام
پھر وہی جو وہ شطاریوں عام

ہو گیا خطبوں میں بھی تحریر نام
حکم سکہ ہو گیا جاری تمام

خضر سے پاکر بشارت دلپذیر
چھوڑ کر راہی ہوئے تاج و سریر

راہ میں ملتا تھا جو کوئی عزیز
فیض پاتے تھے شہ والا ضمیر

فیض پاکر وہ انسے پھر جاتے چلے
خطۂ اوچ میں جلال الدین ملے

لطف فرما کر نہایت وہ بشیر
کر دیا اسرار حق سے باخبر

غوثیہ اور قطبیہ کے راز سے
خوب آگہ کر دیا انداز سے

بولے بنگالہ کو جاؤ جان جاں
اک [illegible]

انسے جاکر تو ارادت کر حصول
وہ کہ بیٹھے خود بدل انکو قبول

غوثیہ اور قطبیہ کا نور ہے
ہو گا روشن بید اسکے نور سے

سنکے یہ انکا کلام دلپذیر
خوب کی تعمیل اسکی ناگزیر

جب ارادت آپ حاصل کر چکے
اپنی سب تکمیل کامل کر چکے

بست و ہفتم تھی بایام صیام
جذبۂ حق نے دوڑ کر کھینچی لگام

شیخ کے دل میں ہوا پیدا یہ غور
کیجئے خدمت اب اسکی بعد اور

## للمؤلفہ

کیا طالع بیدار نے یہ پھیر ہی ہمارا
واللہ دماغ آج فلک پر ہی ہمارا

ہم تخت کو بھی تختہ تابوت سمجھ کر
مارا ہی قدم تخت برابر ہی ہمارا

صحرائے وطن چھوڑ کے اس وجہ سے نہیں
زنجیر بلا سے ہیں کہ دلبر ہی ہمارا

طے کر کے ہم آئے ہیں یہ میدان مصیبت
خاک رہ جانان ہی کہ بستر ہی ہمارا

ہی شاق یہ بندہ کو تو مولا کی جدائی
کیونکر ہوں جدا انسے کہ مظہر ہی ہمارا

اشرف کی غلامی میں یہ حاضر ہی حمایت
دارا ہی وہی اور سکندر ہی ہمارا

پر مشیت ایزدی ٹلتی نہیں
سو کرو تدبیر کچھ چلتی نہیں

وان یہ تھا اصرار یان انکار تھا
دو برس یونہیں بہم تکرار تھا

گو وصال یار ہی حلوائے تر
پر لگا رہتا ہی حنظل کا ثمر

عذر کا موقع نہیں ہی ای پیسر
کر مصمم آپ اب عزم سفر

وہ ہوا فرمانروا فرمان پذیر
رکھدیا سر زیر احکامات پیر

ناگہاں خاطر میں یہ گذرے خطور
بھیجیے اسکو بشہر جونپور

مختصر قصہ ہوا اقرار یہ
ماہ رمضان یکدگر ہو یار یہ

یون ہوا الحکم ہم وعدہ وعید
بھیجیے تا عید کے پیچھے بعید

نور دیدہ نے ادھر باندھی کمر
عین عالم سے گیا نور نظر

ختم گیا خمخانۂ عشرت کا لوٹ
عیش کا شیشہ گیا ہاتھوں سے چھوٹ

پر رہا یون وہ ہی ہاموں پرخطر
ایک رہتا ہی وہاں شیر اغر

لیکن اسکی اطلاع کرتا ہوں نہیں
تا نہ بھولیں آپ یہ ڈرتا ہوں میں

کچھ نہ کر تو خوف شیر مرغزار
ایک بچہ پائیگا وقت شکار

مارتے ہیں جسطرح شیران شکار
اسطرح وہ بھی کریگا کارزار

الفت میں ہی یا چھوڑ کے ہر حباب وطن کو
وہ گھر جو گیا چھوٹ تو گھر ہو ہمارا

ابروئے صنم ہم کو ہی محراب عبادت
جو طاق کہ قبر گان کا ہی منبر ہی ہمارا

جو شیشۂ عشرت تھا گیا ہم نے وہ چھوڑ
غمخوار الم ہی بھری ہیکر ہی ہمارا

یہ خاک ہی یا سرمۂ عینین بصارت
ہر دیدۂ ابصار منور ہی ہمارا

گو قتل نگاہوں نے کرے یہ تو ہٹینگے
وہ تیغ تمہاری ہی تو یہ سر ہی ہمارا

سنکے یہ بولے کہ سن فرزند من
چھوڑتی ہی جان نہیں یا بدن

اس میں ہی کچھ حکمت رب ودود
چاہیے اسکو تو کر مقبول زود

بولے مخدومی نہ کر اصرار اب
دیکھتا ہی یا نہیں مرضی رب

کون وصلت جسکو فرقت ہی نہیں
کون فرقت جسکو وصلت ہی نہیں

آخرش ناچار ہو کر ہر طرح
ہاتھ تدبیروں سے دھو کر ہر طرح

پیر فکر رخصتی کرنے لگے
باہر اسباب سفر دھرنے لگے

شہر کے بھی لوگ گرد اگرد سب
اسکے تو فیض سے ہوں خوش طرب

جب نمایاں ہو ہلال عید کا
تب بعید ماہ ہو ہر دید کا

ماہ رمضان آخرش آخر ہوا
جو کہ تھا چھوٹا بڑا حاضر ہوا

ایک جانب تھا بندھا عزم سفر
ایک جانب تھا روان نور نظر

بولے حضرت پیر سے کیجیے حضور
حکم ہوتا ہی کہ جاؤں جونپور

گو کہ شیروں کا نہیں ہی مجکو ڈر
کیونکہ میرا شیر بھی ہی شیر نر

اک پہر کے بعد پیر ارجمند
اسطرح بولے باواز بلند

شیر بچہ سے نہ بچکر جائیگا
ہاتھ میں سید ان کے تیر آئیگا

یہ ظفر پہلی ہو ظفرآباد میں
شور ہوگا عالم ایجاد میں

دام تقدیر میں کچھ دانا ہوا / دونوں پھندے میں پڑے بیلے کوئی ٹھہ
ہوئے دونوں پریشان ہو گئے وہ / زلف پیچان سے کہ پیچان ہو نگے وہ

بلکہ گر ہو زخمی تیر نگاہ / دونوں وہ زلفیں شوخی ہوگی کج کلاہ
بولے حضرت خیر ہے کچھ ڈر نہیں / ہے سپہ اسکی خطر اس پر نہیں

شیخ آگے اور پیچھے سب گروہ / دور تک آئے نکل تا ایک گروہ
وہ گھڑی کیا تھی قیامت کی گھڑی / وقت رخصت اور فرقت کی گھڑی

وصل نے ہجرت کیا اب فصل ہے / فصل کو ہی ان میں وہ وصل ہے
رشتہ الفت چلے لوگوں سے توڑ / سب کو نالان اور گریان چھوڑ چھوڑ

وہ ادھر راہی ہوئے اور یہ ادھر / یاد کرتے تھے مضمون ہر بسر

## غزل

فرقت کا تیری تیغ ہی جا لگا جہانگیر / جی مجکو نہ رکھیگا یہ اللہ جہانگیر
تو جانے کہ تو میں جسم ہوں چھوڑ نہیں جاتا / کیونکر میں کروں دم نہ نکلے آہ جہانگیر

الکرم کی جدائی نہیں ہے دم کو گوارا / پر کیا کروں ہے مرضی اللہ جہانگیر
دکھلائیگا مجکو یہ جنون وحشت صحرا / کر اپنے سلاسل میں تو ہمراہ جہانگیر

تقدیر نے دکھلائے کہیں وادی غربت / جب تجھ کا بہانہ ہے تو ہمراہ جہانگیر
دل زلف صنم میں ہے پھنسا کیسے ہو نشان / اس سلسلے سے ہم تھے آگاہ جہانگیر

یون دلکو لگانا تو چھڑانا نہیں اچھا / اقرار نہ تھا آپ کا یہ واہ جہانگیر
عالم ہے تیرا عاشق اے یوسف ثانی / یعقوب کو کسطرح نہ ہو چاہ جہانگیر

محشر میں حمایت کی حمایت کو پہنچنا / بندہ ہے ترا ایک ہوا خواہ جہانگیر
جبکہ کرتے تھے کہیں عزم سفر / ساتھ رکھتے تھے سب اسباب ظفر

اونٹ گھوڑے باعماری اور زین / مردم چیدہ بشان شاہ چین
یون سفر کرتے ہوئے شاہ دلیر / ناگہان پہونچے کہیں شہر منیر

یہ خبر سن کر باخلاص دلی / آگے پہونچے شیخ ثمن اور ولی
دیکھتے کیا ہیں کہ شاہی ہے جلوس / دیکھ کر جسکو کہ بھاگے شاہ روس

اُنکے دل میں آگئی کچھ بدظنی / خوب ہے درویش اللہ الغنی
یہ گدا ہے یا کہ ہے یہ شہریار / جسکے ہے ہمراہ اونٹوں کی قطار

بولے شیخ جانور یہ کل میں ہے / یہ گدی گویا دل باطل میں ہے
اصل مطلب پر ہماری ہے نظر / جانور رکھنے سے کیا ہے کچھ ضرر

دیکھیے تمثیل بھی معقول ہے / حضرت بو النجیب سے منقول ہے
ہم کو ہے راہ حقیقت پر گذر / صورتوں پر ہے نہیں ہم کو نظر

غرض از حاصل کارست اے یار / بہر تو عیبکہ ظاہرست گو باش
ہر کس نیست لازم راہ تجرید / چو آوان توشہ تو آن او باش

ہے رہ تجرید سے ہر شخص دور / جو ہوا اسکا تو وہ اسکے حضور
کہکے یہ اسنے ہوئے ہیں حضور / چھوڑتے رنج سفر کو دور دور

آگئے ظفر آباد یاروں نے کہا / حکم ہو جس جا کریں خیمہ بپا
بولے جو مسجد ظفر خان کی ہے ایک / اس میں یہ اپنا اتار دخت نیک

جانور ہیں جو کہ ہمراہ رکاب / باندھے جاویں صحن میں وہ سب شتاب
جاکے باندھے صحن میں سب جانور / شہر میں اک غل پڑا اسکا نظر

گوکہ یہ درویش ہی روشن ضمیر — ہین مگر حرکات اسکے بے نظیر
خاص مسجد کو بنایا اصطبل — خوب ہی درویش یہ مرد دغل

طالبان علم پھر امتحان — آگئے دو تین یہ سنکر وہان
خوف سے لیکن نہ کی کچھ گفتگو — رہ گئے خاموش بیٹھے ایک سو

آپ نے جانا کہ پھر اعتراض — گوکہ آئے ہین یہ غنچہ انقباض
پر دلون مین انکے غالب خوف ہے — نور عرفان سے ولی انکا جوف ہے

انکی اب کچھ گوشمالی کیجیے — حال اسکا خوب حالی کیجیے
ایک گھوڑے کا ہوا کچھ اندراج — بولے اسکو تول کی ہی احتیاج

صحن مسجد سے نکالو بار بار — تا کرین پیشاب باہر راہوار
جاکے باہر اور کرا کے بول لید — باندھتے تھے جانور مردان پلید

بولے آپ سنکے ملتفت ہوکر یہ شاہ — یون جو باندھے جانور کیا ہی گناہ
جانور یہ ہی کثافت کا مکان — اسلیے ہی باندھنا ممنوع یہان

پر نہین یہ جانور کوئی کثیف — جو کرین پیشاب بر جائے لطیف
ہی مگر آداب مسجد سے بعید — جانور کرتے نہین یہ گو کہ لید

سنیے اسکی ایک ہی آسان دلیل — ہم کو جائز ہی کہ مین ابن السبیل
چاہیے مال عرب پیش عرب — ہی شریعت مین روا یہ امر سب

سنکے یہ ششدر ہوگئے بھاگے شتاب — کچھ نہ اسکا بن پڑا انکو جواب
ایکدن اشراق کی پڑھکر نماز — تھا در عرفان ہر جانب سے باز

اس مین آیا مسخرون کا ایک غول — قوم کے وہ بھانڈ تھے مرد ڈھول
اس مین تھے اک شخص کو مردہ کیے — سب وہ رانڈے نعش زندہ کی لیے

بولے آکر آپ سے با صد نیاز — پڑھیے حضرت اس جنازہ کی نماز
تھا یہ آنکا مدعا تحقیر ہو — جب جنازہ کی ادھر تکبیر ہو

تالیان مل کر بجا دین وہ بغل — آنکی درویشی مین پڑ جاوے خلل
ایک اپنے یار کو بھیجے کہ جا — اٹھنے لیکر تو اجازت پڑھ کے آ

بھیجیو آپ نے اجازت نہین بار — تا کرے کوئی نہ پیچھے اعتذار
پڑھ ابھی جاکر جنازہ کی نماز — تا کہ ہو اس قوم پر افشائے راز

ایک تکبیر ابتدا کی جاکے جب — چار تکبیر آپ نے کی دنیا پہ تب
مرگیا زندہ کہ تھا مردہ بنا — چارپائی پر تھا افسردہ بنا

پڑھکے بولا ای گروہ سبہ چپاک — خاک مین پنہان کرو میت خاک
مسخرے بھاگے وہان سے سنکے سب — کہنے جاتے تھے ہوا یہ کیا غضب

جو بزرگون سے اگر خندہ کرے — آپ کو گویا پراگندہ کرے
آسمان پر تھوکنا بیجا ہی یار — اپنے اوپر وہ پڑی انجام کار

آسمان پر چاہیے ہر گز نہ تھوک — بات یہ بہتر ہی غافل تو نہ چوک
مرحبا آداب تو ہی خوب چیز — آدمی ہونا ادب سے ہی عزیز

یہ کرامت سنکے آئے خاص و عام — پاس حضرت کے ہوا اک ازدحام
یہ ہوا معلوم حاجی کو برا — کیون خلائق کا وہان مجمع ہوا

یہ چراغ ہند ہی بے نور و ضو — خلق کی سب یہ اب کہتی ہی لو
لو لگائے کیون چلے جاتے ہین کھچ — کسلیے گل گلنے آتے ہین لوگ

اور اسی ایام مین شیخ کبیر — جو کہ سرہرپور تھے مسکن پذیر
کرچکا تھا علم کی تحصیل وہ — سب علوم عربیہ تکمیل وہ

جا عیہ آپ سکو ارادت کا بندھا — منتظر تھا دولت بیدار کا
رات دن اس مین ہوا محو خیال — خواب مین آیا نظر اک دن یہ حال

ہو کوئی اک مرد کامل نیک پے
قد میانہ ہو اور اسکا سرخ ہو

مجکو بیعت کرکے وہ شیرین سخن
نان و شربت بھی دیا با حسن ظن

خواب سے جسدم ہوا بیدار وہ
جام الفت سے ہوا سرشار وہ

اسطرح وہ گل ہوا اندیشہ گیر
ہو چراغ ہندیان روشن ضمیر

غالباً ان کا یہ ہوگا انجذاب
مین نے دیکھا جو کہ ہے شکوہ خواب

یہ توہم کرکے وہ مرد صفات
آئے ظفرآباد شاگردونکے ساتھ

التقا کی ہے کہ حاجی سے حصول
دیکھ کر انکو ہوا دل مین ملول

سخت حیرت مین پڑا مرد گزین
جو کہ دیکھا واقعہ واقع نہین

وہ کہان ہے گل وہ جسنے کنج باغ
جو ہوا تھا خواب مین حسن چراغ

خوب کی جب صورت و سیرت کی سیر
صاف ظاہر ہوگیا یہ شخص غیر

دل مین یون کہنے لگا اے دل ٹھہر
کچھ دنوں اے دل تامل اور کر

ناگہان پہونچی ہوا ہے جانفزا
جابجا پھیلی جہان عنبری ہوا

ملک ملک و شہر شہر و گانو گانو
لیگئی باد سحر اشرف کا نانو

لوگ ہر جانب سے تب آنے لگے
فیض خود فیاض سے پانے لگے

یہ خبر سن کر چلے شیخ کبیر
دیکھیے یہ کون ہے روشن ضمیر

جسکے اوپر خلق ہے پروانہ وار
کرتے ہین جانو نکو گر گر کے نثار

ہوگیا شیدا لیے روئے دلفریب
وہ چلا مشتاق ہو کر ناشکیب

بولے یارونسے یہ شاہ نیکخو
یار آتا ہے کوئی پاتا ہون بو

بیٹھے تھے اشراق کی پڑھکر نماز
اس مین پہونچا بلبل باغ نیاز

بولے کرتا تھا مین جسکی روز یاد
آگیا وہ دلبر نیکو نہاد

دیکھ کر وہ شکل روشن مثل ماہ
اِنّی وَجّھت پڑھا کر کے نگاہ

گھر پڑا از بیر قدم دیوانہ وار
کو بکو پھرتا ہون گھر بیٹھا ہے یار

نان و شربت قبل سے موجود تھا
جو کہ اسکو خواب مین موعود تھا

اسکو کھاکر اور ہو کر خوشنود
پھر پڑھی دو بیت از راہ سرود

اگرچہ خضر سان دررہ ظلمات
عنانرا دررہ ظلمات خوردیم

[illegible] بعد از [illegible]
کنون بر آب حیوان راہ بردیم

## لمؤلفہ

خضر سان ظلمات مین ہم جا بجا ہو کے پھرے
عین [illegible] وہ نو نظر ہو کر پھرے

بعد ازان جب [illegible] آپ ان کے گئے
باری تقدیر سے خود [illegible]

لوگ کہنے لگے مبارکباد شیخ
خوب پائی دولت ارشاد شیخ

جو کوئی آکر ملاتا ہاتھ تھا
وہ مبارکباد کہتا ساتھ تھا

اس ارادت کا ہوا شہرہ بڑا
تب ہوا معلوم حاجی کو برا

جو کہ آیا مجھ سے بیعت کیلیے
خود ارادہ بھی ارادت کا کیے

اب ہوا چاہا کہ وہ اشرف کا مرید
ذات سے انکی ہوا پیدا پدید

کرکے متجلی تجلی جلال
کرجوان بولے کبیرا انتقال

ولیکن در خدمتم پر داختی
باز با اشرف ارادت ساختی

ہوچکا تھا شاہ کا مدنظر
بد دعا کا ہوگیا ظاہر اثر

آپ بھی اس راز سے آگاہ ہوئے
حرف زن یون شیخ سے ناگہ ہوئے

غم نہ کر اسکا تو اے فرزند من
حق کریگا تجکو اک پیر کہن

تجکو حاجی نے جو کی ہے بد دعا
تو بھی رجعت کا دکھا دے مزا

بولے شاہا کس طرح ہوگا رجوع
[illegible] ہوا ہے یہ شروع

چاہیے مصدر کے اوپر ہو صدر — اول و آخر آخر بالضرور

بست و پنجم سال ہیں شیخ کبیر — سو برس کے ہو گئے گویا کہ پیر

قبل پنجم سال کے حاجی چراغ — ہو گئے گل چھوڑ کر دنیا کا باغ

بات دونوں ہو گئیں مقبول حق — دونوں شخصوں نے کیا دل کا قلق

سب ضعیفی کے ہوئے ظاہر نشان — دانت ٹوٹے بال پکے نا توان

## حکایت بر سبیل تمثیل

غوث اعظم سے یہی حضرت نے نقل — اب سنو اس بات کو ارباب عقل

ایک سوداگر حسن ابن نعیم — ساکن بغداد جواد و کریم

حضرت حماد کو کر کے سلام — عرض وہ کرنے لگا اپنا مرام

قافلہ میں نے کیا ہے ایک راست — ہے ارادہ شام کا بے کم و کاست

سات سو دینار ہیں [illegible] فقط — کل ہی یہ پونجی ہے مت جانو غلط

یوں کہا حماد نے اسکا جواب — تو نہ جا ورنہ بہت ہوگا خراب

تو اگر اب کی برس جاویگا شام — تیرہ بختی سے بگڑ جاویگا کام

مال بھی لینگے ترا قزاق لوٹ — بار سر کا بھی نہ جاویگا چھوٹ

سنکے یہ تاجر اٹھا ہوکر اداس — غوث سے جاکر کیا یہ التماس

تھا وہی اس پاک کا پہلا عروج — جا بجا پھیلا نہ تھا نور و سروج

بولے اندیشہ نہ کر آفات کا — جا خوشی سے کر یقین اس بات کا

خوش بخوش آویگا تو لیکر کے گھر — کچھ نہ ہوگا تجکو نقصان دگر

یہ بشارت پاکے سوداگر حسن — شام کو راہی ہوا وہ خندہ زن

شام میں آکر کیا بیع و خرید — شام سے نکلا مثال صبح عید

منفعت حاصل کیا حد سے سوا — جیب و دامان خوب سب اپنا بھرا

وہ کسی کوچہ میں جاکر خوش مزاج — کرنے کو تھا اپنی رفع احتیاج

بہر حاجت اسنے جب کھولی کمر — رکھدیا ہمیان زر پیش نظر

جب فراغت کر چکا وہ خوش سیر — چھوڑ کر آیا چلا از بھول کر

آکے خیمہ میں وہ اپنے سو گیا — خواب کے غلبہ میں غافل ہو گیا

دیکھتا کیا ہے چلا جاتا ہوں راہ — آ گئے ہیں رہزنان روسیاہ

قافلہ پر سب پڑے ناگاہ ٹوٹ — اسکو بھی گھیرا ہی لیا ہے مال لوٹ

حلق پر اسکے چلائی ہے چھری — دیکھ کر چونکا یہ حالت ہے بری

حلق پر گویا جراحت کا اثر — تھا نمایاں جو کہ آیا تھا نظر

یاد آیا مال ہاں آیا ہوں بھول — ڈھونڈھنے اسکے چلا ہوکر ملول

چھوڑ آیا تھا جہاں پایا وہیں — خوش ہوا بیحد کہ تھا اندوہگین

واں سے سوداگر چلا بغداد کو — آکے دیکھا حضرت حماد کو

دوڑ کر زیر قدم اسکے گرا — بولے وہ ہنسکر کہ تو زندہ پھرا

عبد قادر کے قدم پر جا کے گر — میرے مقدم پر نہ رکھ اپنا تو سر

جسنے کی حاجات سب تیری روا — ستر باری کیا حق سے دعا

اسکے باعث شکل اصلی کر گئی — آکے سر پر جو قضا تھی پھر گئی

خواب سے تیرا ہوا تبدیل خون — مال نسیان سے ملا حد سے فزون

خواب میں دیکھا جو تو نے ماجرا — اسکے باعث ٹل گیا حکم قضا

از قلم اسکا بیان اب چھوڑ کر — قصۂ مذکور کو لکھ سربسر
شیخ حاجی کے ہوا دل پر یہ داغ — سامنے سورج کے کب ہوگا چراغ
ایکدن مسجد مین تھی شاہ صفا — گرم مسجد ہو گئی مثل توا
سبکے سب مسجد سے خود آئے نکل — رہگئے اک آپ بیٹھے بے بدل
اپنے یارون کو بلا کر اور کہا — مشک سے چھڑکاؤ کو دو ملا
سب لگے پانی گرانے با امید — کانپنے حاجی لگے مانند بید
حضرت حاجی نے ہو کر بیقرار — اپنے پیرونسے کہے یہ کارزار
بولے حاجی سے کہ سن حاجی چراغ — تمنے اس گل کو دیا ناحق یہ داغ
عذر کر اسکا ابھی جا کر حضور — وہ بھی تجھ سے ہوا صادر قصور
معذرت کی سب نے جا کر شاہ سے — ہو کہان ذرہ کو نسبت ماہ سے
اب رکھو مابین مین دریا کا حد — تا نہ آئندہ ہو کچھ تکرار و کد
گومتی دریا کا باندھا خوب حد — اب نہین کوئی کریگا رد و کد
تا کرین دریا سے عرفان مین عبور — اپنے اپنے گھاٹ پر با صد سرور
ملک جو تقسیم کرتا ہے فقیر — ہے فقیرون مین نہایت وہ فقیر
چاہیے ہمت رکھین ہمراہ وہ — خلق کے تا ہون شفاعت خواہ وہ
جو کسی اطراف مین آوے بلا

عجب کرامت یہ ہوئی شہ سے ظہور — شہرۂ عالم ہوئین نزدیک و دور
کچھ تصرف بھیجے اپنا نمود — تا کہ خود جا لیوے چلا مردود
پڑ گئی سبکے دلون مین اک شرار — جل گیا گویا جگر مثل انار
بولے ہنسکر یون کہ ہے سوز چراغ — سہل مین جاتا ہے آتش کا داغ
صحن مسجد مین وان پانی کرو — نار کو گلنار ربانی کرو
کچھ عجب حالت برودت ہو گئی — بید مجنون انکی صورت ہو گئی
رفتہ رفتہ تا بسلطان سبیل — دونون پیرونکے گئے احوال کھل
ایک یہ سید مرا فرزند ہے — دوسرے مہمان ترا دلبند ہے
مجتمع آکر ہوئین یاران سب — ایکدگر مین تا کرین اصلاح سب
فیصلا اس بات کا آخر کیا — حکم ارواحون نے یہ صادر کیا
درمیان ہر دو اہل حیثیت — جا بجا محدود ہے خوش نشست
تا کرین روشن ہدایت کا چراغ — اپنی اپنی حد پہ ہو کر با فراغ
آپ فرماتے تھے اکثر یہ کلام — یہ حقیقت ہے وہی وردش خام
جو کہ طالب ہر زہ بہین ہے — وہ سواد الوجہ فی الدارین ہے
ہر ولایت اور ہر امصار پہ — اپنا قصبہ وہ رکھین یا یکدگر
اسکو مل کر مار کر دیوین ٹلا

## حکایت

آپ کہتے تھے کہ یہ میرا ہے حال — جا پڑا شہر مین کو ایک سال
ایکدن بیٹھا تھا مین وقت سحر — آگئے بو الغیث یمنی خوش سیر
آنے والی ہے یہان آفت بڑی — خلق پر اس سال گذریگی کڑی
ایک مسجد مین کیا مین نے مقام — اور بھی تھے انمین اشخاص کرام
بولے اے اشرف برادر سن سخن — اب بتا کیونکر امان پاوے یمن
بولے مین بھی دیکھتا ہون حال یہ — تم نے سبقت سے کہا ہو فال یہ

ہے مناسب مل کے دین آفات ٹال — دین مین سے جلد تر اسکو نکال
ہوکے باہم لے لیا بار بلا — کب ہوا کوئی گرفتار بلا
زرد انکا صبحدم رخسار تھا — کچھ بلا کا وہ عجائب بار تھا
آفتونکا ٹالنا انکا ہی کام — ہے انھین کا ضیغم اللہ نام
بند باہم کی لڑائی ہو گئی — بلکہ گرمین خود صفائی ہوگئی
بولے باز صوخریت پانسے باضرورس — اب چلو تعجیل شہر جونپور
شاہ کا تھا شاہ ابراہیم نام — جسکی مسجد مین کہ فرمایا مقام
تاکرے کب روے زیبا پر نگاہ — ہو گیا مشتاق سنکر بادشاہ
کہتے ہین سید بھی ہے درویش بھی — کامل عالم ہے نیکو کیش بھی
بعد اسکے شاہ کو ہے اختیار — کیجیے دیدار جاکر بار بار
چاشت کی بیٹھے تھے شہ پڑھکر نماز — آسمین قاضی آگئے با صد نیاز
پس اُتر کر پالکی سے باادب — بولے طلبہ سے رہو خاموش سب
ہین جبین پر اسکی خود داغ سجود — اسکے چہرہ سے ولایت ہے نمود
کوئی گنجائش نہ آئی گفتگو — دیر تک تھی گفتگو رو در رو
فی البدیہہ سب سوالونکے جواب — بوالوفا دیتے تھے باطرز صواب
اکطرف وہ بحث کی لیتے رہے — داد قاضی اکطرف دیتے رہے
پھر زیارت پہلے خادم نے ہی کی — مدعا حاصل ملازم نے ہی کی
بولے حضرت آپ ہی مختار وہ — پر نہین مجھ کو ہے کچھ درکار وہ
ہوکے رخصت جب گئے وہ نیکخواہ — بولے قاضی ہے بڑا دانا ہے وہ
یون روایت ہے کہ شہ روز دگر — آکے پھر حاضر ہوا اسوقت پر
وہ در مسجد پہ آیا بادشاہ — با مصاحب چند ہوکر رو براہ

ہوگا یون البتہ اپنی بین بین — ورنہ ہوگا مورد رنج و محن
جب یہین سے وہ گئین آفات ٹل — اولیاؤں کے گئے چہرے بدل
سرخ آنکھین ہوگئین مثل شفق — کیا تھے سلطان لایعبد رحق
جبکہ حاجی باز آئے جنگ سے — مہر کدورت کے پھرے آہنگ سے
بیٹھ کر کھا کر بہم نان و نمک — دور کر کے مہر دھونے ریب شک
آکے ٹھہرے مسجد شاہی مین شاہ — لیکے سب ہمراہ مردان الٰہ
انکے آنے کی جو پہونچی خبر — منتشر بیحد ہوا وہ تاجور
بولے یون قاضی شہاب الدین اٹھکر — چلکے دیکھ آؤن مین اسکو پیشتر
دیکھ آؤن مین تو کیا انداز ہے — کیا کرامت اور کیا اعجاز ہے
طالبان علم لیکر تین چار — پالکی پر آئے وہ ہوکر سوار
بولے آیا کون نیکو بین ہے یہ — بولے سب قاضی شہاب الدین ہے یہ
ہان نہ کچھ کرنا فضیلت انکا — گفتگو کوئی نہ کرنا زینہار
پیشوائی کو اُٹھے شہ چند گام — اور کیا قاضی نے بھی جھک کر سلام
عقلمندونے کیے ظاہر علوم — اپنا اپنا جو کہ تھا علم رسوم
طالبان علم سب طرفین سے — بحث علمی کررہے تھے چین سے
بولے قاضی آپکا مشتاق ہے — ہند کا جو شاہ با اخلاق ہے
کل شرف حاصل کریگا بادشاہ — جو اجازت ہو تو آوے نیکخواہ
آپکا آنا ہے بہتر شاہ سے — دل کو رحمت ہے دل آگاہ سے
منتخب ہے عالمون مین وہ علیم — ہند مین ایسا نہین کوئی فہیم
جب وظائف سے ہوے فارغ جناب — شاہ پھر آیا تھا بعنوان شتاب
بولے یون قاضی کہ حضرت شہریار — بھیڑ سید کو یہ ہوگی ناگوار

اپنے مخصوصان کو جسدم لیجیے
ایک ایسی بات میں تھے

بیس مردم خاص کر کے منتخب
لیکے آیا بادشاہ خوش لقب

باادب بیٹھا بجالایا سلام
خاکساری سے لگا کرنے کلام

اسکی باتوں سے ہوئے محظوظ آپ
ہر بلا سے وہ ہوا محفوظ آپ

تھا کوئی باغی بڑا نخوت قرین
ایک تھا اسکی کمیں حصن حصین

فوج بھیجی تھی وہاں اس شاہ نے
تاکہ ہو مفتوح نیکو خواہ سے

تھا تردد میں نہایت شہریار
دیکھیے مفتوح ہوتا ہے حصار

یوں ہوا اس شعر کا انشا طراز
تا دعا سے ہو در امید باز

## اشعار فارسی

دلے کان نور است از جام جمشید
روان روشن ترا ز خورشید باشد

چہ حاجت عرض کردن بر ضمیرش
کسے کو را یقین امید باشد

بولے یہ سنکر کہ سن اے شہریار
گو لگا تیرا قدم اب استوار

ہونگے مقصودان اب بر و بر
تجکو ہو گی نصرت و فتح و ظفر

مسند زرین پہ مسند نشین
ملک سے لائے تھے اپنے بہترین

وقت رخصت اسکو فرمایا عطا
خوش نہایت وہ ہوا شاہ سخا

تخت پر بیٹھکر ہوا جب زیب گیر
بولا یہ سید بڑا روشن ضمیر

ہند میں بے مثل یہ آیا ہے مرد
ہے یہ افراد البشر میں ایک فرد

تین دن کے بعد پھر وہ شہریار
با مصاحب چند آیا بیقرار

شربت و روٹی ہم کھاتے تھے شاہ
پہونچے اسکی فتح کے اخبار واہ

لوگ بولے ہو مبارک بادشاہ
یہ خبر سنکر ہوا وہ شاد شاہ

یوں لگا کہنے مبارکباد یہ
اسکو دو جسنے کیا ارشاد یہ

انکی برکت سے در بستہ کھلا
جوکہ تھا مسدود وہ رستہ کھلا

اک عقیدہ سے ہوا انکو ہزار
خود ارادت میں در آیا شہریار

اسطرح بولا کہ اے پیر سعید
میرے فرزندوں کو بھی کیجے مرید

حلقۂ بیعت میں انکو لائیے
معرفت کی چاشنی چکھوائیے

انکو بھی لائے ارادت میں حضور
راز عرفان سے دیا سب کو سرور

عرض یوں کرنے لگا وہ ذی شعور
کیجیے میرے مکان کو رشک طور

کیجیے مقبول کچھ نان جوین
دور اشفاق و کرم سے ہے نہیں

بولے حضرت اسکو سن اے شہریار
اپنی آیا سلطنت پر لات مار

مجکو ہے ایوان شاہی ناپسند
مجکو ہے خاکے میں عرش بلند

تو نہ کر اصرار اس میں زینہار
پر نہیں چھوڑونگا میں تیرا دیار

وہ ہوا اس بات کو سنکر خموش
دور فرقت کا ہوا دل سے خروش

دو مہینے سے گئے زائد گذر
آپ تھے وان کرسی ارشاد پر

نور ایمان سے ہوئے پرنور سب
ہو گئی وانکی نحوست دور سب

تھا بدل قاضی شہاب الدین مرید
تھا نہایت معتقد مرد سعید

روز آتا تھا بلا ناغہ حضور
بعد دو دن کے تو آتا تھا ضرور

اپنے تصنیفات دکھلاتا تھا وہ
پر نہیں خدمت میں سر اٹھاتا تھا وہ

تھا ارشاد آپ نے کی تھی پسند
اسطرح کچھ اور تصنیفات چند

پر صنائع دیکھکر جون آرسی
لیئے چھوڑ دو احدی پر فارسی

| | | | |
|---|---|---|---|
| واحدی بھی اک قصیدہ لیگئے | چھوڑکر مضمون چیدہ لیگئے | اور قاضی بھی بفکر و چند غور | لیگئے کہکر قصیدہ ایک اور |
| دیکھکر دونون کو کہکر واہ واہ | بولے یون قاضی سے ہنسکر بادشاہ | واحدی پر فارسی اب چھوڑئیے | ریختہ علم و ہنر نہ توڑئیے |
| | واحدی نے قطعہ اک موزون کیا | روبرو قاضی کے وہ مضمون کیا | |

## قطعہ

| | | | |
|---|---|---|---|
| لشکر علم تو بہ تیغ بیان | از عرب تا عجم گرفتہ دیار | چون گرفتی عراق عرب بہت | فارسی را بواحدی بگذار |

## لمؤلفہ

| | | | |
|---|---|---|---|
| تیغ بیان سے علم کے لشکر نے تیرے آپ | قبضہ کیا عرب پہ عجم پر بھی لیکیا | زیر نگیں ہوا ہے عراق عرب تو بس | اب واحدی کو بیچئے فارس کا اقتضا |
| چھوٹے بانکے لوگ ہیں خورد و کلان | نور ایمان سے تجھے پر نوجوان | بولے یارون سے کہ بادشوخت آپ | چل کے دیکھو لو چلے ہو جو دم سبب |
| ہے لطائف اشرفی میں یون رقم | یعنی حال آمد بشاہ عجم | ایکدن بیٹھے تھے ہنگام سحر | باعلاءالدین شہ فرخ سیر |
| تھے بہم گرم کلام معرفت | دیکھتے تھے خود مقام معرفت | شیخ بولے دیکھتا ہی کچھ بشر | بولے حضرت آپ ہیں بینا بے تم |
| بولے دیکھو اسکو مدور جھیل ہے | نقطۂ تل ایک بے تمثیل ہے | اک درخت اسکے کنارے ہے بلند | دیکھو اسکو غور سے اے ارجمند |
| سوے مغرب ہے جھکی شاخ شجر | ہے وہی مسکن وہی تیرا مقر | بابہت نہضت اٹھا زجو نجو | آئے کر یہی شہنشاہ غیور |
| دیکھکر اسکی بہار سرزمین | بولے مرشد نے بتایا ہے یہین | تھا وہان و تیغ حسن قیام | ایکدن کرتے تھے سیر اسکی تمام |
| ہر طرح خود خوب کرکے سیر جھیل | یون لگے کہنے کہ یہ ہے غیر جھیل | وہ نہیں ہے جو کہ تھا میرا گمان | دیکھیے ملتا ہے وہ نقطہ کہان |
| اب یہان سے لیچلو شاہی خیام | جسکا مرشد نے کہ بتلایا تھا نام | موضع بہدوند آئے وانسے شاہ | باغ میں ٹھہرے لگے کرنے نگاہ |
| پہلے آئے تھے ملک محمود آپ | تھے محب اولیا مسعود آپ | ایک سایہ دار انبہ کا شجر | تھا درختون میں نہایت خوش ثمر |
| اسکے نیچے تھا قیام بادشاہ | آئے وان محمود با شوق اِلٰہ | آپ تھے آرام میں قبل زوال | ناگہان نکلے کہ دیکھا سبز تال |
| خوب کی لوگون نے جو اسکو نظر | سوے مغرب تھی جھکی شاخ شجر | بولے بیشک ہے وہی صافی جھیل | پیر نے جسکی کہ بتلائی سبیل |
| یون ملک بولے کہ اے عالم پناہ | ایک ہے جوگی بڑا جادو نگاہ | خوب ہے کھلتا ہے وہ پاکیزہ زمین | ہے مگر ساحر تھا بیٹھا خشمگین |
| گرد اسکے ہے مدور جھیل اب | وہ زمین گویا ہے بے تمثیل ایک | اسکے استدراج کا شہرہ ہے آج | پانسو رکھتا ہے جوگی بد مزاج |
| بولے گو جادو ہے یہ مغرور وہ | حق جب آیا ہوگا باطل دور وہ | یون ملک محمود سے نکلا کلام | شاہ جب آیا اٹھا غوغائے عام |

خوش ہوے سنکر نہایت یہ سخن — بولے خادم سے کہ جا المی لحن
آکے خادم نے بتاکید اکید — یون لگا کہنے نکل یان سے پلید
یون کہا جوگی نے یہ سنکر پیام — ہے نکل جانا مرا دشوار کام
پانسو جوگی ہمارے ساتھ ہین — جسکے زیر حکم ہر جنات ہین
ماوہ شیران سے مین لیتا ہون شیر — پنجۂ سر پنجگان بہ تیا ہون پھیر
راہ ایسے مرد کی تکتا ہو نہین — وہ نکالے تو نکل سکتا ہو نہین
ڈال جاکر جلد جوگی پہ بجوگ — چھوڑکر وہ جوگ بھاگے لیکے گو
وہ بشارت شاہ سے پاکر چلا — خود گلوری پان کی کھاکر چلا
مجکو دکھلایا کہ دکھلاؤن تجھے — حیطۂ تسخیر مین لاؤن تجھے
سن کے یہ آواز جوگی شریر — چیونٹیون کی بھیجدی فوج کثیر
فوج شیرونکی پھر آئی ناگہان — دیکھکر خادم کو بھاگے مو رسان
دیکھکر خادم نے بھی مارا عصا — مارآسا وہ عصا پہونچا لقا
پڑگیا شطرنج مین جوگی کمال — اسکا منصوبہ ہوا اسکو وبال
یون کہا خادم نے بسم اللہ چل — مات ہوکر چل مرے ہمراہ چل
ہاتھ مین خادم کے دیکر ہاتھ وہ — روبرو آیا بحسرت ساتھ وہ
تھے جہانتک ساتھ اسکے اہل جوگ — نور ایمان سے ہوے وہ نور لوگ
فیض صحبت سے ہوا زاہد وہ — تربیت پاکر ہوا عابد وہ
واہ وا دیکھو کہ کیا ہی شان ہے — یا ابھی حیوان تھا یا انسان ہے
دار پر جاکر ہوا ہی دور وہ — تار بنکر پھر ہوا ہی نور وہ
تو بھجن کرتا تھا بیٹھا رام رام — رام سے رم کر ہوا جوگی کرام
یا جپا کرتا تھا اک مالا لیے — یا کہ لکڑی لات عزی کی لیے

جاکے کہہ جوگی سے ہان جاوے نکل — چھوڑکر اس سرزمین کو بے خلل
شاہ سمنان کا یہان ہوگا محل — آج کل تو چھوڑکر اسکو نکل
کون ہو دنیا مین از جن و بشر — جو کریگا سامنے میرے نظر
سامنا میرا کرے جن یا کہ دیو — سنکے بھاگے جوگیونکا وہ غریو
جو نکالیگا کوئی اعجاز سے — تو نکل جاؤنگا اس انداز سے
سنکے یہ اسکا جواب ناصواب — یون جمال الدین کو فرمایا خطاب
اسکو جانے مین کچھ اندیشہ ہوا — ایک گلوری پان کی تب بھیجوا
آکے للکارا با آواز بلند — آ ادھر بیہودہ گوئی تا بچند
گو کہ ہو اظہار اسکا نادرست — پر یہان اب چاہیے ای مرد سست
جو نگاہ پاک پر آیا خیال — چیونٹیان بھاگین لگا کر پروبال
ایک سوٹا لیکے موٹا ہاتھ سے — آسمان پر اسنے مارا گھات سے
مارکر اسکو گرایا بر زمین — دیکھکر جوگی ہوا اندوہگین
پھیرکر بولا رخ بدحواس — لیکے چل بے مثل فرزین شاہ پاس
آگے قدمون پر وہ حضرت کے گرا — مذہب باطل سے جی اسکا پھرا
وحدہ بولا خدا ہی لا شریک — ہی محمد بھی رسول اللہ ٹھیک
اپنے مذہب بد کی جو جو تھی کتاب — سب جلائی لاکے وہ پوتھی کتاب
ایک گوشہ مین ہوا گوشہ نشین — جبکہ پائی دولت ایمان و دین
کفر کافر سے ہوا کافور کیا — ظلمت شب سے ہو نکلا نور کیا
یا پڑا تھا رشتۂ زنار مین — یا پڑا تسبیح کے اب تار مین
یا رمائن وو کتھا کہتا تھا وہ — جوگیون مین سر بسر بنتا تھا وہ
تھا کہان مندر مین بیٹھا مرد پیر — یا کہان حجرہ کی وہ کرتا ہی سیر

تھا کہان بیٹھا ہوا دھونی دیے — پا کہان چل از بیچونی کیے
لٹکے بال اُسکے گئے کیس لپٹ — لٹ گئی جوگی کی چادر ابرو مین کٹ

جوگیون مین تھا بڑا ممتاز وہ — اب ہوا داناے اہل راز وہ
کہتے ہین جوگی ہوا جسدم مرید — تھا خلائق کا بڑا مجمع مزید

حلقۂ بیعت مین اُس دن بار بار — پنج الف آئے تھے لوگ اندر شمار
بولے یارون سے چلو اُٹھکر وہان — جو گیا اُسن جاتے تھا جہان

لائے وان تشریف شاہ نیکخواہ — ہے جہان اب درگہ عالم پناہ
آکے کی تقسیم قطعات زمین — اپنے یارون پر براہ بہترین

جابجا حجرہ مساجد خانقاہ — لوگ بنوانے لگے پھر آکہ
پر ملک محمود نے باعز و جاہ — ایک بنوائی کلان تر خانقاہ

تھے نہایت وہ وسیع و سر بلند — کب وہان وہام کی پہونچی کمند
جو کہ ہر سادات تھے قرب و جوار — حلقۂ بیعت مین آئے بار بار

وہ ملک محمود اور اولاد بھی — سب ارادت سے ہوئے دلشاد بھی
تھا ملک محمود پر لطف دو چند — تھا ملک محمود کا رتبہ بلند

دو برس مین ہر مکان و خانقاہ — ہوگئے تیار حسب حکم شاہ
کا جب بنکر ہوا سب اختتام — رکھدیا حضرت نے روح آباد نام

کثرت ارشاد کا جو تھا مکان — کثرت آباد اُسکا فرمایا نشان
ایک حجرہ بھی بنا تھا مختصر — پھر یاد خالق جن و بشر

وان اکیلے آپ رہتے تھے فقط — وحدت آباد اُسکو کہتے تھے فقط
اب جہان کہتے ہین سب حجرہ خموش — ہے وہی حجرہ ہے وہ مسکن اہل ہوش

ہے مکان خاص سجادہ نشین — وان گئی بغض و عداوت کا نہین
لیکے یارونکو کبھی درگاہ سے — بیٹھتے تھے آپ پورب چاہ سے

ہے جہان بی بی بلائی کا مزار — بولے یہ دار الامان ہے بہار
مثل دریا کے بڑی ہے ایک جھیل — گھاٹ ہے اُسکا بہت چکنا طویل

کہتے ہین اب اُسکو لا علم عوام — جاہلون مین ہوگیا مشہور عام
ایک ہے قطعہ زمین ہو بے مثال — دلکشا راحت رسان ہے بے مثال

روح افزا اُسکا فرمایا ہے نام — ہے حقیقت مین وہ روح افزا تمام
بولے جو رونق یہان ہوگی وہ بین — دیر مین اس طرح ہوتے کی تحسین

یان پر آئینگے بزرگان سبق — اولیا اخیار ہر مردان حق
صالحان فی والکرم مردان غیب — یان پر آئینگے وہ سب بینائے غیب

فیض پائینگے یہان ہر شیخ و شاب — کہدیا واللہ اعلم بالصواب

## ذکر سیاحت حضرت قدوۃ الکبرا رحمۃ اللہ علیہ

ساقیا کیون سست ہے چل تیز گام — دے مئے وحدت سے بھر کے جام
سیر جہانی مجھکو ہے آفاق کی — تا کہ دیکھون صنعت خلاق کی

کلک محو صنعت خلاق ہے — بر سر سیاحی آفاق ہے
یہ لطائف مین لطیفہ ہے لطیف — ہے پسندیدہ ہر وضیع و ہر شریف

دل مین تھا جادو خیالی کیجیے — حال گنج راز حالی کیجیے
پر یہان تائید حق درکار ہے — وہ اگر چاہے تو بیڑا پار ہے

تا نکالوں بحر سے چنکر صدف ۔ گوہر اسرار لاؤں میں بکف
پیشکش اہل معانی کے کروں ۔ واقف از نہانی کے کروں
اب سنو اے سامعان نیک نام ۔ یوں رقم کرتا ہے جامی نظام
جو کہ کی ہے شاہ نے سیر جہاں ۔ آسماں نے سیر ویسی کی کہاں
رنگ رنگ عجوبۂ پروردگار ۔ چند چندیں نادرات روزگار
کی ملاقات بزرگان کبار ۔ جو ہیں کوہستان میں باعز و وقار
آپ فرماتے ہیں وہ فرخ سیر ۔ ہیں جنے دیکھے جو کہ افراد بشر
یا کہ دیکھی جو کہ مخلوقات حق ۔ یا کہ دیکھی ہیں نے مصنوعات حق
جو کسی سے وہ کروں ظاہر کہیں ۔ بعض لوگ اسکو نہ جانینگے یقیں
آپ فرماتے ہیں یوں شاہ جلیل ۔ لوگ تھے ہمراہ میرے کچھ قلیل
اک جزیرہ میں ہوا جا کر گذر ۔ تھا جزیرہ وہ نہایت خوبتر
وہ جزیرہ تھا عجائب پرکوہ ۔ ایک تھا اس میں درخت پرشکوہ
نام اسکا شجرۃ الوقواق تھا ۔ وہ درخت اعجوبۂ آفاق تھا
تھا تن آور اور نہایت سربلند ۔ اسکی جڑ پھیلی ہوئی تا دور چند
اس میں انسان تھے بجائے پھل پھلے ۔ ناف کے سب لٹکتے تھے تلے
جبکہ ہلتی تھی ہوا پر پاے شاخ ۔ بیٹھتے تھے کود کر بالائے شاخ
گفتگو کرتے تھے جو با یکدگر ۔ وہ نہ آتی تھی سمجھ میں سربسر
کہتے ہیں اک دن کیا میں نے مقام ۔ دیکھیے کھاتے ہیں وہ کیونکر طعام
تیرگی شب ہوئی آفاق گیر ۔ آگئے اڑ کر کچھ طیور دلپذیر
سب کے سب مرغان رنگین بال تھے ۔ طائران نادر الاشکال تھے
وہ لگے کھانے جو کچھ اثمار سے ۔ بیٹھ کر ہر شاخ پر منقار سے
ہم نے گرتا تھا جہاں تک چھوٹ کر ۔ اسکو وہ کھاتے تھے مردم لوٹ کر
گر پڑا ایک زمیں پر دو سہ ثمر ۔ خوب میں نے اسکو دیکھا بھر نظر
صاف تھا دو قسم کا انگور وہ ۔ صاحبی تھا یہ غلامان حور وہ
واہ کیا رزاق ہے روزی رسان ۔ کیسی کیسی خلقتوں سے بیگمان
پھر ہوئی اس بات کی ہمکو طلب ۔ موت کا ہوتا ہے کیا انکی سبب
لوگ جو رہتے تھے نزدیک شجر ۔ یہ ملا احوال کا ان سے ثمر
جب قضا سے انکی کٹ جاتی ہے ناف ۔ روح تن کا چھوڑ دیتی ہے غلاف

## حکایت

ایک ٹاپو اور پھر آیا نظر ۔ تھا کشادہ خوشنما برگ و شجر
تھا جزیرہ خوب اسکا صوف نام ۔ دشت پر اشجار گونا گوں تمام
جو وہاں دیکھا نہ دیکھا تھا کہیں ۔ یک مکاں تھا پر مکیں کوئی نہیں
گو کہ تھا اس میں ہی عالی مکان ۔ پر بشر سے تھا پڑا خالی مکان
ایکبار حضرت ہوئے جا کر مکیں ۔ دیکھیے آتا ہے کوئی یا نہیں
گوش زد ہونے لگے انسان کے بول ۔ ناگہاں پہنچے سیہ پوشان کے غول
آپ نے انسے یہ پوچھا بے ہراس ۔ کیوں ہے تم لوگوں کا یہ کالا لباس
کچھ نہ بولے رہ گئے سن کر خموش ۔ پھر دوبارہ بولے فرما کے خروش
بولے جاؤ شہر مدہوشان کو تم ۔ ہوگا واں معلوم یہ اسرار گم
سنکے حضرت کو ہوا تب اشتیاق ۔ آگئے مدہوشان میں حسب اتفاق

بعد دس منزل کے پہنچے جھنجھولے
دیکھتے کیا ہیں وہاں ہی نور نور

ایک دریچے پر جا بیٹھ کر
کیجیے نظارہ حسن بشر

ایک البتہ پڑا تھا یہ نظر
ہر عجائب سے عجب شکل دگر

ہے وہاں ہر ایک بے بہرہ مشتری
مشتری ہیں جن کے حور و پری

پر نہ چھوڑا اسم کو نور العین نے
سیر وہ دیکھی نہیں عینین نے

جو کوئی اکرتا ہے حاصل اسکی دید
عشق انکا اسکو ہوتا ہے پدید

## حکایت

کہتے ہیں یوں خسرو گردوں مقام
اک ولایت اور تھی ایلاق نام

تھا شہا بہت رونق افزا پسند
کو بکو ہر سو عمارات بلند

عورتوں کا واں نظر آیا ہجوم
مرد سے خالی ملی وہ مرز و بوم

یاں نہیں پیدائش شکل ذکور
چاندنی رہتی ہے بے ماہ ظہور

حیض سے جو پاک ہو جاتی ہیں زن
غوطہ زن دریا میں ہوتی ہیں یہ تن

واہ کیا ہی قدرت معبود فرد
آب دریا کو ہے دی تاثیر مرد

مرد و زن گو باعث تخلیق ہے
پر کہیں کچھ اور بھی تنسیق ہے

مار کوئی یاں نہیں سکتا ہے دم

تھا بسرحد ولایت رودبار
بر لب دریا تھا شہر یا نگار

جبکہ آیا شہر میں وہ شہریار
دیکھ کر حیران ہوا نقش و نگار

ظاہر آیا وقت استفسار یہ
وانکے لوگوں نے کہا اظہار یہ

جب گذر جاتے ہیں کل ایام حیض
جاکے دریا سے نہا آتی ہیں فیض

اُنسے جو مولود ہوتا ہے ظہور
وہ بجز دختر نہیں ہوتا ذکور

خالق کون و مکان رب ودود
جو کہ لایا ہے عدم سے سر وجود

گو نہیں ہے چاند پر بھی چاندنی
ہے عجب فرش زمین پر روشنی

عقل کا مرکب یہاں جاتا ہے تھم

## حکایت

کہتے ہیں وقت سفر سیلاب کے بیچ
جا پڑا ناگاہ اک میدان کے بیچ

کوئی راہی بھی نہیں ہم کو ملا
پوچھتے جس سے پتہ کچھ راہ کا

پڑ گئی تھی بھوک کی لوگوں میں ہو
پیاس سے رہتی تھی ساری بھوک بھی

تھا گلشن کا ایک سایہ دار پیڑ
کسکو طاقت تھی کہ لے اسکو کھیڑ

تھا وہ میدان صاف از انس و وحوش
مور اک آیا نظر مقدار موش

تھا یہاں حضرت کا شاہانہ جلوس
مثل آئینہ وہ امی جوں عروس

تین دن تک گام فرسا تھا بکد
برہنہ پائی ہیں تپے اُس میدان کی حد

ہمرہان بھوک کے پیاسے تھک گئے
چلتے چلتے پاؤں بھی کچھ پک گئے

صبر و استقلال میں لغزش ہوئی
سخت بھوک اور پیاس کی جوشش ہوئی

ایکدم بیٹھے وہاں زیر شجر
ماندگی راہ تا جاوے اُتر

ایکدم بیٹھا تھا پھر وہ گھر گیا
کچھ اشارہ آپ سے وہ کر گیا

چار گھنٹہ دن چڑھا ہوگا کہ پاس
مور نے آکر کیا کچھ التماس

خود چلا ساتھ اُسکے حضرت بھی چلے — ساتھ لیکر پیڑ کے لایا تلے

تھے کئی اقسام کے چالیس ڈھیر — جڑ میں تھا سوراخ مثل دلیر

اپنے یاروں سے یہ فرمایا دلیر — ہاتھ مارو اور چکھو ہو کے سیر

ہاتھ دھو کرو اللہ لیکر چلے — مور بیٹے پر کو دعا دیکر چلے

آپ سے پوچھا یہ نور العین نے — یوں کیا ظاہر شہ کونین نے

ایکدن کوئی امیر نامدار — اتفاقاً آ گیا بہر شکار

جو بچا وہ سب گیا وہ چھوڑ کر — چیونٹیونکے ہر بلوں میں توڑ کر

جانکہ بہتر رکھی چیونٹی نے چیز — کاش آجاوے کبھی کوئی عزیز

ہم کو بھی بچایا خدا نے اس جگہ — کھل گئی ہر مور کے دل کی گرہ

جان کر مجھ کو بڑا تو وہ بڑا — کر دیا ہی اور تو دوں سے جدا

دیکھتے کیا ہیں وہاں زیر شجر — جابجا ہی تودہ قند و شکر

ایک تودہ اُن میں تھا سب سے بڑا — مابقی تھا سب برابر جابجا

ایک تودہ پر بٹھا کر ایک کو — اکل کی تقسیم دے ہر ایک کو

تا مقام اولین آیا تھا مور — آپ نے رخصت کیا اسکو بزور

چیونٹیونکا ہی وہ چیونٹا بادشاہ — اور سب چیونٹی رعایا یا سپاہ

اُسکے تھا ہمراہ بیحد زاد راہ — بیٹھکر کھایا کھلایا ہر سپاہ

حکم شاہ مور سے ہو کر دلیر — یہ لگائے چیونٹیوں نے جنکے ڈھیر

کیجیے اُسکی ضیافت بانیاز — تا کرے ہم لوگ کو وہ سرفراز

جو کہ ہیں ہمراہ میں چالیس مرد — اسلیے تودہ بنایا فرد فرد

## حکایت

کہتے ہیں حضرت کہ کوہ فتح پر — وقت سیاحی ہوا میرا گذر

تیس برسوں سے توکل کی سبیل — خوب پکڑے تھے مردان جلیل

وہ بشارت آکے سب دینے لگے — آپ انکی نعمتیں لینے لگے

تھا جواہر سے وہ جوہر میں صفا — تھا نہایت آب گوہر میں صفا

رات دن جاوے چلا ہر چند راہ — ماندگی سے پھر نہیں ہوگا تباہ

کھولے بھید اور یہ اُسکا خواص — خاطر اسکو لیا با اختصاص

بعض یاروں نے کیا اُسکا طلب — دیجیے ہم کو وہ خوش سنگ شب

وا دکھا کر ملنے لگے احوال سب — جو کہ دیکھا تھا کہا وہ حال سب

پر بیان آنکا تھا بالا سے بہا — اہل دنیا سے وہی گویا تھا آڑ

واں ملے مجکو فقیروں کے گروہ — کوہ پر بیٹھے ہوئے تھے باشکوہ

آپ تھے تا اربعین جا یہ گزین — یوں ہوئی تائید رب العالمین

تھے ابو الغیث اُن سبھوں کے سرگروہ — ایک پتھر بھی دیا بالاے کوہ

بولے اسکو جو کوئی وقت سفر — باندھ لیوے کس کے بر اپنے کمر

پاس اُسکے پیاس آویگی نہ بھوک — منہ میں لیوے اُسے جاوے شہ چوک

جبکہ روح آباد آئے بے درنگ — وہ ملک محمود کو بخشا تھا سنگ

بولے تم کو خواہش ہے سو دہر — وہ ملک محمود کو محمود رہے

تھے فقیروں سے یہاں اشخاص تیس — کوہ کے دامن میں رہتے تھے رئیس

وقت افطار انکو آتا تھا طعام — روٹیاں دس ساتھ یک شربت کا جام

روز روزہ کرتے تھے افطار وہ
ایک مردِ مومن سے تھا جو ہوشیار
اسلیے اسکا ہی کو وہ فتح نام

راہ حق میں اسطرح دشوار وہ
آکے حضرت کا ہوا خدمتگزار
جو کہ ہو درویش و درویشی میں خام
ہو ہی تاثیر کو وہ فتح پیر

جو کوئی مہمان بھی آتا تھا اگر
فیض صحبت نے کیا اسکو تمام
ایک دن میں وہ کرے وان اعتکاف
کھل وہاں جاتے ہیں اسرار بشر

اسکو بھی دیتے تھے روٹی توڑکر
شخص وہ پہونچا بانواع مقام
زنگ اسکے دل کا ہو جاتا صاف

کہ

## حکایت

کہتے ہیں یوں خسرو گردوں مسیر
ذکر تھی وہ لوگ سب اک پیر کے
دیکھ کر کرتے تھے ہمکو وہ عجب
پوچھتے تھے وہ عجائب سیر سے
کیا ہی مذہب اور کس کا دین ہے تمام
کہتے ہیں بعضے کہ ہے نسناس وہ
پر روایت یہ صحیح ہی نہیں

ایک جنگل میں گیا جب ناگزیر
پر قیامت کے سے پیچھے اسیر تھے
دیکھتے تھے اور کچھ کہتے تھے سب
کس طرح چلتے ہو تم دو پیر سے
کیا یہ کہتے ہو یہ کیسا ہی کلام
پر غلط ہے اور ہے دیسو ہر وہ
اور ہی نسناس کا فرقہ کہیں
فرقہ نسناس سے ہو حق ناشناس

ایک تھا ان میں جزیرہ خوب تر
سب کے سب اک رنگ کے رنگے ہوئے
وہ نہ آتی تھی سمجھ میں گفتگو
دین و مذہب کا ہوا اُنسے سوال
تھے نباتات زمین انکی خوراک
انکے اور بعض کا اطلاق ہے
وہ خدا کو بھی نہیں پہچانتے
کہتے ہیں نسناس اسکو نیک ناس

ایک ٹانگی وان نظر آئی بشر
آکے استادہ وہ اک ٹانگے ہوئے
پر اشاروں سے کھلا باریک مو
بولے ہے کا کچھ نہیں معلوم حال
پر تناسل مثل انسان پاک
جو کہ وہ شجرۃ الوقواق ہے
کون خالق ہے نہیں کچھ جانتے

## حکایت

کہتے ہیں وقت سفر سعدی دکن
کوہ کی دامن میں تھا گوشہ نشین
وہ بیان کرتا تھا حال ہر دیار
ایک عمدہ کیا نگینہ تھا جڑا
جبکہ کرتا تھا نگینہ کو وہ دھر

ملک کا آیا نظر رشک چمن
تھا جہاندیدہ بڑا مرد گزین
چشم دیدہ نادرات روزگار
بلکہ وہ اعجاز سینہ تھا جڑا
وہ نظر آتا تھا پھر سب کو بشر

تھا بڑا گلزار کالبرگہ تھا نام
تھا معمر اور نہایت خوردہ سال
ایک تھی انگشت میں انگشتری
روبرو کرتا تھا جو اسکا مکین
تھا نگینہ کا عجب انداز وہ

ایک تھا درویش کا اس میں مقام
سات سو کا سن مگر تھا کمال
جسکو حیران دیکھ کر ہو مشتری
دیکھ سکتا تھا کوئی اسکو نہیں
وہ نگینہ تھا کہ تھا اعجاز وہ

وقت رخصت ایک بتلائی دعا
دل ہوا فرزند عبد اللہ کا
تا جہل ایام سے دانہ تھا وہ
اُسکو پھندے سے نکالا آپ نے
چاہیے توڑے وہ شیروں کی طرح

فائدہ جسکا کہ ہے حد سے سوا
قید کوئی صورت دلخواہ کا
دام ہستی میں جو دیوانہ تھا وہ
دام اُلفت کا تُڑالا آپ نے
جو کہ آویگا دلیروں کی طرح
تازہ گل تازہ شجر تازہ ثمر

حسن حسن تھا نہایت لاکلام
آپ دانہ سب گیا دانا سے چھوٹ
پھر کے آئے آپ جب بار دگر
جو ہوا اس سلسلہ میں دستگیر
شہر شہر وہ دہ وہ آباد تھا
اس لیے کہتے ہیں گلبرگہ شہر

خوبصورت مرد و عورت تھے تمام
عقل کا پھندا گیا ناگاہ ٹوٹ
چڑھ گیا پھر اس ولایت میں گذر
کب سلاسل میں رہیگا وہ اسیر
جو کہ تھا اُس ملک میں آزاد تھا

## حکایت

پاک کردے یا الٰہی میری فکر
ہر مقابر کی زیارت خوب کی
وہ نہ پایا فیض ہم نے دہر میں
ہے فقیروں کو وہاں الوان عام
روز رحمت بھی اُترتی ہے ہزار
جامع مسجد ہے اک اندر دمشق
اُسکے وہ مسجد بنائی تھی بلند
اُسکی محرابوں کا کیا کیجے شمار
بلکہ قندیلیں بھی ہیں بارہ ہزار
وہاں جو ہے چشمہ آب رواں

کیونکہ اب بیت المقدس کا ذکر
ہر زیارت با دل مرغوب کی
وہ ملا ہرگز نہ کوئی شہر میں
ہے وہاں موجود سب آب و طعام
مسجد اقصیٰ میں بکثرت بار بار
حال اُسکا اب سنو از روئے عشق
بانی مسجد وہی تھا ارجمند
اور عمارت کے سوا بارہ ہزار
مقبروں میں ہے یہ آویزاں ہوا
آب حیوان کا وہ دنیا میں نشان

کہتے ہیں یاں بھی ہوا میرا مرور
انبیا کی ہی وہاں ارواح سے
ہیں وہاں ظہور اکثر انبیا
مسجد اقصیٰ کا فرمایا طواف
پاک ہو جاتا ہے طائف اس طرح
تھا کوئی ابن امیہ نیکنام
مال [illegible] لایا تھا لاد
رکن احد میں ہیں اکثر انبیا
[illegible] ہزار
وان گئے بسیار اصحاب سلوک

مقبرے دیکھے وہ دیکھے تھے قبور
فیض پایا ہر طرح اصلاح سے
مقبرہ ہے خاص ابراہیم کا
وان ہوا تھا کچھ عجائب اتفاق
آج خود پیدا ہوا ہے جس طرح
کہتے ہیں اُسکا تھا عبد اللہ نام
صرف مسجد کے لیے با اعتقاد
کہتے ہیں مدفون ہوئے ہیں جا بجا
ہے وہی مسجد لیکن بس [illegible]
وان ملا مقصود ارباب سلوک

## حکایت

[illegible]
[illegible]
[illegible] مسجد [illegible] پہاڑ
وان ملا یا بیٹا علم حضرت نے گا

ہین جہان مین یہ جہانتک بیان — جنکی نالی سے ہین یہ اکثر روان
اسطرح بہتا ہی پانی زور سے — کیا ہی آواز اذاعت شور سے

کہتے ہین وہ مسکن ابدال ہے — فیض یہ جاری ہی ہان فی الحال ہی
وان گیا ہی جوکوئی اہل سلوک — دونون دلسے ہوگئے اسکے شکوک

سالکون نے کام اپنا اختتام — سب ہین جاکر کیا ہی وہ بسلام
وان کیا ہی ون کاشفون نے اعتکاف — راز پنہانی ہوئے کل انکشاف

جوکہ ہی کوہ نہاوند بلند — پہونچے جاکر آپ شاہ ارجمند
ایک مسجد تھی کلان نزد زیر کوہ — بانی مسجد کہ تھا مرد شکوہ

نام اسکا خلق مین الوند تھا — تھا عظیم القدر ہر دو جو وند تھا
تین الف صحابہ وان کرکے جہاد — ہوگئے مقتول وہ نیکو نہاد

ہورہی تابوت مین وہ سب کی لاش — جسطرح سوتا ہو کوئی بیخراش
روئی کے زخمون پہ پٹی تھی بندھے — دیکھ کر حیرت مین حضرت بھی رہے

جو مسافر اسکو لیتا ہی اٹھا — سن لہو ہوتا ہی جاری بہلا
بند جب کرتا ہی تب ہوتا ہی بند — گھر وان ہوتا ہی کرکے بند بند

جوکسی کا ہوگیا ہی وان گذر — فیض پایا اپنے مقدار ہنر

## حکایت

روشنائی سے قلم مین نور ہی — اس جگہ مذکور کوہ طور ہی
کہتے ہین حضرت یہ ہاکی داستان — حضرت موسیٰ کا مدفن ہی وہ نشان

خضر تھا اور مین تھا وقت ظہور — اس مین آیا ایک ابلیس غرور
مین نے پوچھا کیا سبب تھا یہ بتا — تو نے آدم کو نہین سجدہ کیا

اسطرح کہنے لگا سن کر لعین — دیکھتے عشاق غیر انکو نہین
جوکہ ہوگا عاشق ثابت قدم — وہ نہ دیکھیگا کبھی غیر از صنم

بولے گو تو عشق سے آگاہ ہی — پر یہان تو بن گیا گمراہ ہی
یون گیا ہی عاشقون پر از ازل — جوکہ رکھتا ہی کسی پر میل کل

اور وہ رکھتا ہی خواہش ور سے — اپنے عاشق سے کہے ہر طور سے
جامرے معشوق کے قدمون پہ گر — اسکو دو خطرہ اگر آویگا پھر

یا کہا اغیار سے انکار ہے — یا کہا محبوب خود مختار ہی
عشق کے دفتر سے نام اسکا کٹا — بلکہ فرمان تعشق بھی پھٹا

ہان اگر ہو عاشق ثابت قدم — گر پڑے جاکر بفرمان صنم
اپنے دل مین کچھ نہ اندیشہ کرے — عاشقی کا جوکہ ہی پیشہ کرے

آپ نے کچھ اور پوچھا راز سے — اُسنے بھی پوچھا کسی انداز سے
سنکے اسکو اور سنا کر کچھ سخن — چلدیا وان سے وہ ملعون اہرمن

## حکایت

اپنی کیفیت کوہ قدم — ہی جہان اول پیمبر کا قدم
کوہ سراندیپ کرکے گذر — پہلے آئے تھے وہین آدم نظر

آخرش رویا کیے چالیس سال / بالکسترکا ہی بعضونکا مقال
ایستادہ ہوکے خود یک پہر سے / پھیر کر منہ التفات غیر سے
بیٹھ کر رویا کیے اک غار مین / تھے یہ دل مصروف استغفار مین
اسقدر رویا کیے تھے زار زار / بہہ چلی آنسو کی چندین آبشار
انکے آنسو سے اگی ہی کاہ نیل / رنگ نیلا ہی برنگ ناگ نیل
ہی وہان کان جواہر بیحساب / جو کہ باہر ہی با مکان کتاب
ایک پتھر پر ہی نقش پاے وہ / تین گز کی ہی مصفا جاے وہ
کر مشقت اور محنت بیشمار / جا پڑا تھا وان سکندر ایکبار
زائر نقش قدم جا کر ہوا / مفتخر وہ نقش پا پاکر ہوا
راستہ بار یک تھا دشوار تر / تھا پرندہ کا بھی ناممکن گذر
وان سکندر رستے پہ کی تدبیر ایک / جا کے باندھی خوب ہی زنجیر ایک
وہ بندھی زنجیر ہی اس ڈھنگ کی / طول مین ہی تین وہ فرسنگ کی
جو کوئی جاتا ہو اسکو تھام کر / جس طرح زینہ لگا ہو بام پر
کوہ پر جاتا ہی سائر اسطرح / نقش پا پاتا ہی زائر اسطرح
رات کو ذکر علائی کی صدا / لوگ سنتے ہین برابر برملا
خواندن قرآن کی بھی آواز ہی / واہ کیا اعجاز کیا اعجاز ہی
گو نہین ظاہر مین کوئی ہی نمود / بعض درویشون نے دیکھا ہی وجود
بار ارادت کا ہوا انکے سبب / دیکھ کر ہوتا ہی انکو خوف رب

## حکایت

گر چکا سیاحی کو وہ قدم / رہبر وان ہوتا ہی بصرہ کو قلم
کہتے ہین وہ شہر ہی فرحت نگار / جو وہان دیکھی نہ دیکھی تھی بہار
ہر شجر ہوز وان کچھ ہا لیے پر لذیذ / ہر ثمر اثمار سارے پر لذیذ
وان حسن بصری بھی ہین العابدین / سعد طلحہ سب ہین خوش زیر زمین

## حکایت

عازم بغداد ہی یان سے قلم / حال کرتا ہی وہان کا کچھ رقم
غوث کا ہی مقبرہ کرخی کی قبر / اور ہین کتنے اکابر اہل صبر
جسکو ہوتی ہو زیارت وہ نصیب / انکی ہوتی ہو سعادت بھی قریب

## حکایت

ہو قلم تعظیم سے اپنا سرنگون / ہان رقم کرتا ہی حال گازرون
گازرون ہی ایک شہر پر بہار / اولیاؤن کا ہی اکثر وان مزار
روضۂ شیخ ابو اسحاق ہے / مقبرہ انکا بڑا آفاق ہے
کر گئے تھے ایک تھا روشن چراغ / آجتک جلتا ہی وہ حسن چراغ

تاقیامت گل نہوگا ہی امید

جبتلک دنیا کا یہ قائم ہی بھید
خود بخود اسکا بسر مارا گیا

ایک کوئی شاہ تھا شیراز کا
ڈوب اسکے بخت کا تارا گیا

چاہتا تھا گل کرے وہ راز کا

## حکایت

طوطی خامہ ہی شکر خاے مصر
کوہ کوئی ہے بنام بے ستون
کھود کر فرہاد نے ہی جو مقام
رکھدیا تھا جس جگہ کندہ بدنی

اسکو مصری کی ڈلی ہی جاے مصر
وان عجب ہہ ہی تماشا ذو فنون
عشق شیرین میں مرا تھا تلخکام
ہوگیا ہی وہ درخت دیدنی

شہر عالی ہی نہایت خوشنما
جو کہ خسرو عاشق شیرین تھا مرد
کھودنے کو اسکے تھا تیشہ اتار
اب سدا پھلتا ہی پکتا ہی انار

کوس بھر جاتا ہی جسکا غلغلہ
تھا وہان مسکن گزین وہ مرد فرد
کھودتا تھا کوہ کو لیل و نہار
بلکہ خون اغشتہ کچھ ہوتا ہی بار

## حکایت

ہی دل اقلام مین تازہ شگاف

کیونکہ کرتا ہی وہ سیر کوہ قاف
وہ زبرجد کا ہی کوہ با نمود

کہتے ہین یون اوبان ارجمند
آسمان ہی عکس سے اسکے کبود

گرد عالم کے ہی وہ کوہ بلند

## حکایت

مرکب خامہ پہاڑون سے اتر
اسکی ہی دیوار روئین اور سنگ
وہ نہین مرتی کوئی قوم شریر
جو کوئی ہوتا ہی ان مین خرد تر
چاہتے ہین تا کہ دین دیوار توڑ
حق تعالیٰ کی بیگا بیاری انھین
انکے دونون گوش ہوتے ہین اتر

چل سد اسکندری کی سیر کر
ہی وہ یاجوج اور ماجوج تنگ
اسلیے خلقت انھون کی ہی کثیر
قامت انکی ہونگے یک بالشت بھر
توڑ وہ سکتی نہین دیتے ہین چھوڑ
خوب بھگا دلت خواری انھین
لیٹنا اور چوڑے نہایت پر فراز

آپنے دیکھا کہ وہ سد عظیم
نوح کی اولاد سے وہ قوم ہی
جو قد و قامت مین ہین لانبے بڑے
سب کے سب دیوار مین محصور ہین
جب قیامت کا اثر ہوگا نمود
ران بھر مین سب کے سب مر جائینگے
ایک وہ اوڑھتے ہین وقت خواب

تاکہ وہ ہفت صد ہی مستقیم
قوم ہی مستحق لوم ہے
تیس گز نات نگی جب ہونگی کھڑے
وہ نکل سکتے نہین معذور ہین
وہ نکل آوینگے سب قوم عنود
جانب و زخ سفر کر جاینگے
دوسرے کو وہ بچھاتے ہین شراب

## حکایت

شہر خصلان شہر ہے تمثیل سے / خانۂ مالوف اسمٰعیل سے
انکو حاصل تھا بڑا جذبہ کمال / حال میں آتا تھا انکو وقت حال

تین من تک برگ کا ہوتا تھا سنگ / موم دل ہوتا تھا جسکا کہ سنگ
تھی بلند انکی نہایت خانقاہ / گوشہ گوشہ میں تھے حجرے بیس راہ

جو کوئی آیا مسافر یا فقیر / ایک حجرہ میں ہوا مسکن پذیر
وہ بڑے اخلاق سے آتے تھے پیش / لطف کرتے تھے مسافر پر بیش

پوچھنا انکا قاعدہ دستور تھا / بلکہ ایک اعجاز وہ مشہور تھا
لونڈیاں انکے ہاتھ بھیجینگے طعام / ماحضر جب کچھ ہوا با آب جام

لونڈیاں خدمت کرینگی سب بدل / دست بستہ ایستادہ متصل
ہاں مسافر نے جو کچھ چھیڑ چھاڑ / پھر قضا کا کرتا اگر وہ یا پچھاڑ

لونڈیاں بھاگینگی اسکو چھوڑ کر / اپنا منھ خدمت سے اسکی موڑ کر
اپنے مولا کو خبر دینگی ضرور / بیس گز لا دیگا وہ کپڑا حضور

بیس گز کپڑا وہ لے کر آئیگا / اور مسافر خود بخود مر جائیگا
اسکو نہلا کر وہیں دیکر کفن / دفن کر دینگے وہ مردان کہن

جس مسافر نے سنبھالا آپ کو / لونڈیاں سمجھینگی اپنے باپ کو
ہیں مسافر کے جدا اسمیں قبور / واں مسافر جا پہنچے مرد صبور

## حکایت

خطۂ اسکندریہ ہے بڑی / اس میں ہے آئینۂ اسکندری
تیس گز کا ہے وہ آئینہ لگا / اک منارہ پر کہ ہے مثل عصا

کشتیوں پر رات کو ہو کر سوار / جاتے تھے کفار بہر لوٹ مار
انکی آمد کا ہوا وہ سد راہ / عکس پڑتا تھا عیاں وقت پگاہ

مستعد ہوتے تھے مردم بہر جنگ / بھاگ گئے تھے چھوڑ کر اہل فرنگ
وہ اُدھر لیتے تھے سب راہ گریز / یاں ادھر فتح و ظفر تلوار تیز

## حکایت

ایک کوئی شہر ہے گرد عراق / ہے نہیں کوئی وہاں اہل نفاق
اسکو شہر اولیا کہتے ہیں سب / اولیاء اللہ واں رہتے ہیں سب

جبکہ ہمدانی علی جان تھے گئے / اولیا ہمراہ میں کچھ انکے تھے
یوں ہوئی توفیق حق انکی رفیق / انمیں سے چالیس مردان طریق

آپ کے حاصل کیا دیدار کو / فقر کے پہنچے وہ سب اسرار کو
یہ لطیفہ ہے لطائف میں لطیف / ایک سو بولے ہیں وہ مرد شریف

ہے نہیں کوئی زیادہ یا کہ کم / ایک سو ہیں اولیا سید ز عجم
ایک چلّہ آپ تھے واں معتکف / آئے عبد اللہ مرد متصف

اولیاؤں میں وہ تھے سب کے امیر
آپ کو تحفہ دیا اک بے نظیر

## حکایت

ہو کہیں کوئی بڑا ابواب کوہ
جسکی چوٹی پر ہو قلعہ پُرشکوہ
اسمیں رہتے ہیں گروہ زاہدان
آدمی کا واں گذر ممکن کہاں

باگ کوئی نے اُدھر موڑی نہیں
پر سکندر راہ وہ چھوڑی نہیں
کوئی زاہد تھا وہاں اک خوش صفات
پڑا فخر سے سکا دعا تھا کار زیت

اُسکی دعوت سے ہوئی فتح حصار
تھا بڑا درویش کامل ہوشیار
ہے بنا درویش کا اب تک مزار
فیض پاتا ہے ہر اک جسکا گذار

## حکایت

اک جزیرہ تھا جزائر سے طلسم
واں گیا تھا جب سکندر نیک اسم
تار سے آیا حکیم ہوشیار
ایک ٹاپو تھا وہاں پکڑا قرار

پھر سکندر سے کہا سُن بادشاہ
چاہتا ہے تو اگر جان کی پناہ
جو کہوں میں وہ تو کر تیار چیز
تاکہ ٹھہرا پا رہے ہو وے عزیز

جو کہ فرمایا کیا موجود وہ
اور لگا کہنے کہ اب کر دو وہ
تب بنائیں اُسنے اشکال طلسم
کیا کروں اظہار احوال طلسم

صورت اجسام انسانی تھا وہ
شکل تصویرات انسانی تھا وہ
ایک نقارہ رکھا اُسکے حضور
آپ کشتی پہ وہ بیٹھا با سرور

پس وہ نقارہ بجا خود شور سے
بہہ چلی کشتی بجا یک زور سے
جب ہوئی صبح تو عالم سے نجات
پھر سکندر نے کہا دانا سے بات

یہ بتا دانا کہ کیا اسکا سبب
جو ہوا ہم لوگ پر فضل رب
وہ لگا کہنے سنا تھا فضل رب
یہ ہوا اظہار میں یوں اسکا سبب

ایک مچھلی تھی وہاں مانند کوہ
سُنکے وہ بھاگی ہے آواز شکوہ
بہہ چلی کشتی بھی اُسکے زور سے
قوت سیلاب آب شور سے

بعض کہتے ہیں کہ تھا پر طیور
جو کیا کشتی نے دریا سے عبور
پر وہی پہلی روایت ہے صحیح
تھی بڑی مچھلی تو ہے بیکل صریح

کہتے ہیں حضرت کہ ہنگام سفر
اتفاقاً واں ہوا میرا گذر
جا کے کشتی میری لہروں میں اڑ گئی
خود بگرداب ہلاکت پڑ گئی

گو کہ وہ تھا کوس وہ رنگ طلسم
پھر مرا حافظ ہوا حافظ کا اسم
مہلکہ سے اُسکے پائی جو نجات
تھی فقط تائید رب کائنات

جسکا پکڑا ایک ٹاپو پر قرار
واں یہ دیکھی قدرت پروردگار
خوب رو بیٹھے ہوئے ہیں مہر پیہ
ہے بکل دلچسپ ہے پھر ایک نوبہ

ایک گُل بن ہے نہایت خوب تر
ہیں پُر مردہ رنگ اُسکے دونوں پر
ہر مرصع پایہ زریں ن بھی
سینہ میں ہے طرفہ یوں بھی

گو کہیں چلنے کی ہمت نہ یا کی سیر
پر کہیں دیکھے نہ ایسے خوب طیر
تین ولی اللہ خاص تھے دانائے بعید
شکل نورانی تھی پیرانہ کی سپید

دیکھ کر انکو یہ ہوتا تھا گمان — ہیں لطافت جسم میں آئینہ سان
تھا مثال اولیا انکا لباس — لطف وہ کرتے تھے مجھپر بقیاس

یہ اجازت دی پڑھو ناد علی — ہو گئے ظاہر راز مخفی اور جلی
راز عرفان سے بھی کچھ آگہ کیا — قاعدہ سے فائدہ ہم کو دیا

آفت جان کاہ سے پاکر پناہ — مین لگے کہنے کہ تھی ابھی ربانی آہ
یہ جا عل ناگہان آیا نظر — وہ تھا جنبش میں کہیں مستانہ ادھر

واں سے مڑ کر پھر ادھر آیا جہاز — یہ جا عل چھپ گیا مانند راز
گو پڑا اس جا کے در کام نہنگ — کچھ مگر آیا نہ در مقصد درنگ

## حکایت

اک ولایت میں گئے شاہ زمن — نام جسکا اور ہے سوئے دکن
جو کہ تھا راجہ وہانکا تھا ہنود — پر نہایت قدردان اہل جود

تھے جہانتک مرد عورت سب جمیل — بلکہ عورت تھی زیادہ تر شکیل
ہے عجب اس ملک میں یہ رسم بد — زین مراسم استعیذ بالصمد

شام کا جس وقت ہوتا تھا ظہور — چھوڑ کر گھر وہ نکل جاتی تھیں دور
ایک تھا کوئی مکان مختصر — عورتوں کا اسمیں ہوتا تھا گذر

اپنے اپنے تن سے لیکر تہبان — ڈالتی تھیں اس میں وہ پیرہان
اور کھڑی رہتی تھیں سب باندھی قطار — جیسے کرتی ہیں کسی کا انتظار

بعد اسکے وہ ان پہ آتے تھے ذکور — ڈالتے تھے ہاتھ اپنا باسرور
ہاتھ جسکے آگیا جسکا لباس — رات کو رہتا تھا اُس عورت کے پاس

گو کہ مادر یا کہ ہو اسکی بہن — پر نہ چھوڑیگا کبھی وہ بد چلن
آپکی راجہ نے جو پائی خبر — پیش با تعظیم آیا وہ بشر

دیکھکر حضرت نے یہ فعل زبون — ہوئے ہیں یہ لوگ اشقیا ملعون
بولے راجہ سے کہ اے راجہ سن — تو ابھی دستور بد یہ بند کن

یون کہا ہے یہ بجا ارشاد سب — پر یہ ہی احوال سابق کا سن اب
متفق ہوکر مرے جد و پدر — چھوڑ دی تھی یہ رسوم زشت تر

چھوڑ کر اسکو کیا یہ حکم عام — تا نہ نکلے کوئی انسان وقت شام
حکم وہ قائم رہا تا ایک ماہ — ناگہان پہنچی وبا قہر آلہ

کچھ ہوئے بیمار اور کچھ مر گئے — گھر کے گھر دنیا میں خالی کر گئے
رائے سے کہنے لگے یکبار سب — صاف ترک رسم سے ہے یہ غضب

آفتوں سے جبکہ عاری ہو گئے — پھر وہی احکام جاری ہو گئے
کیجیے انصاف خود اے شاہ چشت — کس طرح ہم چھوڑ دیں یہ رسم زشت

بولے سنکر کار ناشدنی ہے یہ — یہ عجب کار الوہیت ہی ہے یہ
ہے یہان گنجائش ہر نیک و بد — دم زدن کی جا نہیں ہے بالصمد

## حکایت

ایک کوئی دشت تھا قبچاق نام — ترک کی وہ قوم ہے مشہور عام
عورتیں انکی نہایت تھیں حسین — خوبصورت ماہ طلعت نازنین

ان میں تھی یہ رسم جاری سربسر
ننگے ننگے سر وہ پھرتی تھیں بشر

تھی یہ مشہور ان میں خاص و عام
بھیجا پیغمبر نے مردان تمام

عورتیں ڈالے رہیں منھ پر نقاب
یوں نہ ننگے سر پھریں بے حجاب

گو کہ جان جاوے نہ چھوٹے رسم یہ
باپ دادوں کی نہ ٹوٹے رسم یہ

شاہ نے دیکھا کہ ہوتے ہیں نفور
یہ نہ مانینگے نصیحت بے شعور

اور کچھ تدبیر اس کی کیجیے
آہنی زنجیر اس کی کیجیے

پھر کہا اسباب کچھ درکار ہے
ہیر سامان نے کہا تیار ہے

تھا جہاں سب عورتوں کا رہگذر
آ کے استادہ کیے اسکو بشر

اوپر اسکے تھی پڑی چادر سفید
ظاہر اسکا کچھ نہیں ہوتا تھا بھید

اسطرح ہر ایک نے کر کے نگاہ
ہو گئیں بیہوش خود بے اشتباہ

بولا تھی یہ حکمت رب حکیم
یوں ہوا ظاہر مگر راز قدیم

انکو پھر دیکھ کر حیرت ہوئی
منھ چھپایا شرم سے غیرت ہوئی

ایک تھا جفجاق میں مرد خدا
احمد یسوی کے خلفاؤں سے تھا

جب چلے حضرت ہوا خرقہ طلب
آپ نے بخشا بجا لایا ادب

وہ تھا پانصد سال کا پیر کہن
بلکہ سی صد سال کا بھی ہے سخن

شرط لایا سب ضیافت کی بجا
دست بستہ با ادب صبح و مسا

اک امانت کا امانت دار ہوں
مدتوں سے طالب دیدار ہوں

خضرؑ کی ہم کو بشارت ہو گئی
اور خدا کی بھی اشارت ہو گئی

جاکے حجرہ میں اٹھا لایا کلاہ
اپنے سر پر رکھ کے درویش آگہ

میں نے یہ بوالخیر سے پایا تھا تاج
تجکو دیتا ہوں میں اسکو خوش مزاج

حضرت بوالخیر سے منسوب ہے
ورد اسکا کیجیے کیا خوب ہے

جا پڑا شاہ سکندر ایکروز
دیکھ کر حیران ہوا وہ نیک روز

پیر لیسونکو طلب کر کے حضور
خود لگا کرنے نصیحت با شعور

سنکے بولے وہ رئیسان شریر
یہ نہ فرماؤ شہ تاج و سریر

ہم نہ یہ مانینگے بس جاؤ اٹھا
پھر نہ فرمانا نہ فرمانا تھا

بولا دانا سے کہ نادم سے
جانور نکلے یہ عقل خام سے

بولا کر چندے یہاں شاہا قیام
تا بخوبی ہم کرینگے انتظام

اک مدینہ میں بنا کر اک طلسم
رہگذر پر رکھدیا ہر ایک قسم

وہ بنا تھا صاف از سنگ سیاہ
تا کریں جو عورتیں اسکو نگاہ

جو کوئی عورت کہ آتی تھی ادھر
منھ چھپا لیتی تھی اسکو دیکھ کر

پوچھا اسکندر نے دانا سے بتا
کون ہے یہ دام دے اسکا پتا

دیکھ کر وہ عورتوں نے رنگ وہ
یعنی ہے روپوش شکل سنگ وہ

سنگ اپنا منھ چھپایا ہے سیاہ
ننگے ننگے سر پھریں ہم کسطرح

آپکی اسنے ضیافت خوب کی
تا بروز چند دعوت خوب کی

واں سے پھر آگے بڑھے روشن ضمیر
کوہ کی دامن میں تھا کوئی فقیر

دیکھ کر حضرت کو استقبال کر
اپنے لایا وہ مکان پر با خبر

تین دن کے بعد بولا وہ فقیر
اے مرے فرزند اشرف دلپذیر

جی میں آتا ہے کہ دوں وہ تم کو چیز
دوسرا لائق نہیں اسکے عزیز

بولے حضرت عین ہے لطف و کرم
ورنہ ہوں میں سارے کاموں سے کم

بولا اس فرزند اشرف آج یہ
ہے بزرگان سبق کا تاج یہ

تاج بخشی کر کے یہ بولا فقیر
اک باعی ہے نہایت بے نظیر

اولیاؤں میں کھینچینگے اسکا نام
ورد جو اسکو رکھے مرد کرام

اپنے یارونکو بھی دیجیے اذن عام — ورد مین اپنے رکھین اسکو مدام
اس رباعی کا بڑا ہی فائدہ — ہی قلم اس مائدہ سے عائدہ
جسکے اوپر آپ کی ہو التفات — اوسکو بخشو اس رباعی کو نبات
وہ رباعی جو کہ لکھتا ہون عزیز — یاد رکھیو دل مین یہ نادر ہی چیز

## رباعی

من بلا تو ومی قہر از تو انم کرد — احسان ترا شمار نتوانم کرد
اک رباعی اور بھی تلقین کی — آفرین کی اسکی اور تحسین کی
پاس رکھے اسکو جو بیمار رہو — دور اسکے تن سے ہر آزار رہو
گر بر تن من زبان شود ہر موئے — یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد
ہوئے ہر امراض کو اکسیر ہی — بڑھکے معجون سے بہ تاثیر ہی
خیبر سے یہ بھی رباعی خیر ہی — یاد مین اسکی نہایت سیر ہی

## رباعی

جو بانظارہ نگارم مصحف زد — رضوان تعجب کنان خود بکف زد
یہ رباعی پاک حضرت غوث سے
یک خال سیہ بران رخان طرفہ — ابدال زبیم چنگ بر مصحف زد
اسکی تاثیرات سنکر غش ہوئے

## حکایت

کوہ ہی کوئی نواحی عراق — کہتے ہین جبل القرون اہل وفاق
تھا کرامت مین بہت مشہور وہ — تھا مگر عرفان سے خود مخمور وہ
کہتے ہین اسکا تھا مجکو اشتیاق — ہو گیا دوچار حسب اتفاق
وقت رخصت اسطرح بولا فقیر — لو رباعی ایک یہ بھی بینظیر
جو پڑھے وقت عبادت باد ہ — ہو وہین بیمار سنکر شاد یہ
یاد رکھیو اسکو اگر ہی کچھ تلاش
شیخ عبد اللہ وان گوشہ نشین — کوہ کو دامن مین تھا مرد گزین
جو مسافر جا پڑا اوان پر اگر — اسکو آیا تھا بہ مقصد نظر
پوچھ کر درویش سے اسرار چند — فائدہ پاکر چلے ابرار چند
خود مصنف نے کیا اظہار یہ — ہی علاج درد ہر بیمار یہ
صحت کامل کی اسکو ہی امید — گوکہ عاجز ہون اطبا اور بید
ہو رباعی خوب پڑھکر شاد باش

## رباعی

فتنہ انگیزی ز دامن در گشتی — تیر اندازی کمان پنہان گشتی
بانو شنوان گفتا بین کین آن گشت — بادشاہی ہر چہ خواہی آن گشتی

ایک دیگر تھا وہاں مرد کرام — مرد کامل تھا جمال الدین بنام
از حقائق از معارف چند چند — شاہ سے کہنے لگا وہ ارجمند
سامنے حضرت کے جو پایا ظہور — اسکو فرماتے ہیں حضرت باشعور
وہ لگے بندر سے سب کرنے کلام — خوب بندر بھی بتاتا تھا مقام
سب کو وہ بندر لگا کرنے نظر — دیکھ کر اسکو نہایت غور کر
تو مسلمان ہو گیا وہ قوم اب — کیسے جوگی بنا کیا ہے سبب
دیکھیے بندر نے پہچانا ہے کیا — قوت اعجاز سے جانا ہے کیا
رحمت عالم نے رحمت دور کر — نور حق سے دل مرا پُر نور کر

سن رسیدہ تھا بڑا ایک برہمن — یعنی سی صد سال کا رشک کہن
ایک تھا پالے ہوئے بندر عجیب — اسکی کہتا تھا کرامات غریب
جوگیوں کے آگئے تھے اک گروہ — پاس بندر کے وہ بیٹھے بانبوہ
اک مسلمان جوگیوں میں تھا نہاں — باللباس جوگیاں مرد جہاں
ہنسکے بولا واہ وا ای مرد دین — تو مسلمانوں میں کیوں آتا نہیں
یک بیک گر میں جب کیا تفتیش حال — راست آیا سب یہ بندر کا مقال
ہم کو آتا ہے نظر گو باشمار — چشم خود بین میں ہیں چار دیا چار

## حکایت

اک پہاڑ و بن ہے کوہ بیت نام — تھا کوئی درویش کا انپر مقام
ایک مدت تک وہاں تھے خود مقیم — اور وہ رہتا تھا حضرت کا ندیم
آپنے دونوں دیے اسکے تئین — خوش ہوا وہ پاکے انعام گزین
گو کہ والی یہاں کا ہے ہندو نژاد — پر فقیر دین پہ ہے اسکو اعتقاد
آپکے آنے کی سنکر خاص و عام — ہے نہایت اسکو مشتاق کلام
جب ہوا فرمان تو وہ فرمان پذیر — آکے دیکھی حالت شہ بے نظیر
اپنے اوپر دیکھ کر فضل و کرم — یوں کہا کچھ پیر عالی ہمم
شاہ دہلی نے کیا ہے مجکو تنگ — بہر تسخیر ممالک کرتا ہے جنگ
بولے کر تم انکی اطاعت اختیار — پر نہ کچھ پرخاش ہوگی زینہار
راج تیرا یہ رہیگا برقرار — پر نہیں آویگا کوئی شہریار

آپکا سن کر وہ احوال قدوم — آکے حال بد کی حسب رسوم
آپ سے کہتا تھا شفقت کیجیے — مجکو خرقہ اور خلافت دیجیے
آپ سے کہنے لگا وہ مرد پیر — دست بستہ خود بالحاح کثیر
معتقد ہے اولیاء اللہ کا — قدرداں ہے مرد ہم آگاہ کا
جو اجازت ہو تو باعجز و نیاز — آکے حاضر ہو حضور پاکباز
تب ضیافت خوب با دلخواہ کی — باہزاراں شوق عالی جاہ کی
بولے ای راجہ بتا کیا دل میں تھا — بولا ہے نہیں تنگ شاہ ہونے سے تھا
چاہتے ہیں انتزاع سلطنت — چھوٹ جاوے تا کہ میری مملکت
بادشاہ ہو نکا نہ آویگا قدم — ملک میں پھیرے نہ کر اسکا تو غم

## حکایت

آپ فرماتے ہین جسدن یہ فقیر — پیر سے رخصت ہوا تھا ناگزیر
اک علی مردان کی مسجد تھی بلند — کہ وہان اوہام کی پہونچی کمند
ایکمست تھا وہان جاکر مقیم — روز و شب تھا عابد رب کریم
پیر نے اپنی دعا سے سن پسیر — تین دن تک خوب بے سایا تھا زلیس
حضرت بوالفتح فرحت کے قرین — معتکف اُسمین ہوے تھے مرد دین
یکدگر ہوکر مفید و مستفید — کاکورو وان ہوگئے شاہ سعید
پر نہ مانا آپ نے اُنکا کہا — کاکورو آخر گئے مثل صبا
کچھ مسلمانون کا تھا فرقہ قلیل — جابجا قریات مین ہے قال و قیل
ایک دختر دیکھکر رعنا نگار — قاضی حجت ہے ہو دیوانہ وار
سحر کا اُسکے ہوا اُنکو خلل — بنگئے خود گاؤ سینگ آئی نکل
آپکو ابتک نہ تھی اسکی خبر — ہے کہان قاضی کہان وہ گاو خر
جابجا مردم گئے بہر تلاش — جستجو سے یون ہوا اسرار فاش
بولے وہ عورت گئی ناپاک جوک — کیا عجب ہے ساحرہ بنجائے خوک
اُسکی مان یہ حال سن کر بالضرور — الامان کہتی ہوئی آئی حضور
عفو اسکے اکیے حضرت گناہ — گو کہ ہے کمبخت دختر رو سیاہ
گر نمے بخشی نے بخشد خدا — دعوتم مردود حاجت ناروا
ہو مُسے یہ قاضی کو باندھے ٹھوٹل — خیر ہے اسمین ہی اُنکو جلد کھول
مجھے کہا جیوان کہان قاضی ہوے — زال جب لائی تو شہ راضی ہوے
جاکے گھر کیا دیکھتی ہے پیرزن — ہے وہی دختر وہی اُسکا بدن
جاسے بدبو یہ پھیرا ہے یہ مقام — کاکوروجانا نہین کچھ خوب کام
کہتے ہین ابس تشکل کا کمتر نقیر — مین نے دیکھا ہے جوانمین شکل میر

تب سنا رکالون آیا ناگہان — یان عمارت خوب تھی اور مکان
تین سوا و ساٹھ گنبد تھے بڑے — ٹوٹ کر دریا مین باقی کہہ پڑے
تھے وہان بسیار خاصان الٰہ — اور عالی ہمتان نیک خواہ
نہر جاری باغ تازہ پر بہار — دیکھکر جسکو خزان ہوے فرار
اپنی نسبت سلسلہ کی ہر حیثیت — شیخ نجم الدین سے کہتے تھے درست
گو ہوے یاران حضرت سدراہ — کاکوروجانا نہین ہے خوب شاہ
عورتین تھین ساحرہ وانکی تمام — پر نہایت خوبصورت لالہ فام
عورتین جادو گری مین طاق تھین — حسن مین سب شہرۂ آفاق تھین
عاشق اُسپر ہوگئی سوجان سے وہ — کھو گئی اصلیت انسان سے وہ
باندھ کر اُسکے گلے مین اک رسن — باندھ آئی میخ مین وہ پرفتن
یار دیگر پھر کے جب آئی حضور — بولے ہے قاضی کہان ڈھونڈھو ضرور
ساحرہ باندھی ہوی ہے میخ مین — گاؤ کی ہے شاخ نکلی شیخ مین
آخرش سوّر وہ سوّر ہوگئی — فی البدیہہ شکل اصلی کھو گئی
بولی یہ دختر ہے بداختر [illegible] — ہو چکی تعزیر اسکی ناگزیر
کیجیے جو کچھ سزا اسکی ہے کم — یہ کیا ہے سخت تر اسنے ستم
بولے وہ دختر تری ناپاک ہے — ساحرہ ہے سحر مین چالاک ہے
گھر گئی روتی ہوئی گھبرا کے زال — پھونکنے منتر لگی با اختلال
بولے تو قاضی کو لائی یہ زال — جا تری دختر نے بھی پایا جمال
بولے یارو لینے کا ہی یاران مین — پھر نہ کرنا کاکورو کا عزم و ظن
اک ولی اللہ کو ملا وقت رجوع — تھا قوی جذبہ نہایت باخشوع
انبیا کی راہ پر جاتا تھا رہ — دمبدم کرتا تھا وہ اُسکی نباہ

| | | | |
|---|---|---|---|
| تھا نہیں اسکے برابر نیک مرد | پیروان انبیا سے ایک مرد | آپکو بیعت کیا تھا سرفراز | ایک خرقہ بھی دیا تھا بانیاز |
| تھا بزرگان سبق سے وہ ابس | مدتوں سے تھا وہ خرقہ اسکے پاس | شاہ سے بولا فقیر نکتہ سنج | تونی لوٹا ہی علاء الدین کا گنج |
| سب خزائن انکے خالی کر لیے | گوہر اسرار خالی کر لیے | بولے میں نے نعمتیں پائیں کثیر | ایک سو چودہ جگہ سے ای امیر |
| گھر ان میں جا بجا اکثر پھرا | پر نہ پایا اور کچھ اسکے سوا | فیض پاکر از بزرگان کثیر | میں نے نور العین کو بخشا سربسر |
| مجتمع کر نعمت کونین کو | بخشدی سب میں نے نور العین کو | جسکے اوپر ہو سکے اطلاق خیر | میں نے نور العین کو وہ دی عزیز |
| دستگیرا دستگیری کیجیے | مجکو بھی کونین سے اندک دیجیے | لائق انعام گو بندہ نہیں | پر بہ احسان عام ہی چند نہیں |
| ہی گناہوں میں بھری گو تن کی رگ | پر صنم کے در کا کہلاتا ہوں سگ | کوئی ٹکڑا اپنے خوان عام سے | دیجیے ہم کو اٹھا کر جام سے |
| | نعمتوں کنسے ایک لقمہ دیجیے | بادشاہا بدل احسان کیجیے | |

## تتمہ بیان خوارق عادات آن حضرت

| | | | |
|---|---|---|---|
| ہے کہاں تو ساقی اعجاز کار | دے کوئی ساغر کہ پھر لادے خمار | بیش ہے ذکر کرامات کریم | دے مئی جان بخش سے جام نعیم |
| آپ کی ظاہر مسیحائی کروں | جملہ عیسائی تماشائی کروں | گو کرامت آپ کی ہے لاتعد | پر بیان کا یہ بیان ہے مستند |
| حاجی منجی سے ہے مذکور یہ | ہے لطائف میں سند مسطور یہ | ایک قصبہ جو کہ چاندی پور ہے | یہ وہانکا حال ہی مشہور ہے |
| جا پڑے حضرت وہاں بہر نماز | وہ جمعہ کا روز تھا ای پاکباز | شیخ زاہد تھا کوئی زاہد بڑا | تھا بڑا محتاط اور عابد بڑا |
| تھی کرامت اسکی یہ مشہور ایک | اپنے حجرہ میں وہ گم رہتا تھا نیک | اسکے باعث مردم نزدیک و دور | تھے نہایت معتقد اسکے حضور |
| کیفیت لوگوں نے کی اسکی تلاش | ہو گئی معلوم اسکی بود و باش | زیر قصبہ جو کہ ہے دریا رواں | وان وہ رہتا تھا مصلے پر جوان |
| بیچ دریا میں بچھا کر جا نماز | وان رہا کرتا تھا مرد پاکباز | ساتھ لیکر اپنے یاروں کو حضور | پہونچے اسکے پاس دریا سے عبور |
| کر کے بیٹھے سب نصائح یکدگر | کر کے وہ تعظیم بیٹھا بیخبر | پوچھے حضرت سن تو ای درویش خوب | زہد کی ہے تیری پیراہن میں بو |
| ہاتھ اسکی پیٹھ پر خود پھیر کر | بولے زاہد جیسا ہے سربسر | تو نہیں ادھر سے بھی ای راہ عرف | آپ سے کہنے لگا وہ ناصبور |
| ہو گئی برہم بولے یہ سب رند ہیں | کیا سمجھا تھا مرد مان یہ نہیں | خود کو جاتے ہیں خفی ہی آپ پھول | انکے خوشبو میں گل جاتے ہیں پھول |
| ہے عجب دریا ڈوباتا کیوں نہیں | اسکو لہروں میں ڈبوتا کیوں نہیں | با مصلا وہ گیا دریا میں ڈوب | جس طرح سورج ہو مغرب میں غروب |

| | | | |
|---|---|---|---|
| لگ گئی ناگاہ آتش تیز تر | جل گیا سب گانو اور اسکا بھی گھر | سنکے دوڑے شیخ وہ دو کوس بھر | پا برہنہ سر برہنہ بے خبر |
| عاجزی کے ساتھ پھیرا شاہ کو | اپنے گھر منت سے پھیرا شاہ کو | آتش غیبی سے جز دو ہی گھر | تھا نہیں محفوظ و یہ ہیں دگر |
| بولے ہمیں کیجئے حضرت قیام | چلکے میں کرتا ہوں کچھ فکر طعام | جبکہ وہ تیار کھانا کر چکے | نوش جان بھی شاہ والا کر چکے |
| کچھ جبین پاک پر پاکر سرولہ | عذر وہ کرنے لگے پیش حضور | بولے حضرت جو کہ قضیہ ہوا | ہاں یہ قضیہ اتفاقیہ ہوا |
| نامبارک یہ جگہ تم کو ہوئی | چھوڑ دو اسکو کہ تا چھوٹے دوئی | وہ جگہ ہی گانو کی جو متصل | وان بناکر گھر رہو چاہے جو دل |
| | وان ہوا مسکن گزین مرد فقیر | حسب ارشاد شہ برنا و پیر | |

## مقولۂ مؤلف

| | | | |
|---|---|---|---|
| آگئی ہے اس جگہ اک بات یاد | کہتے ہیں اکثر یہ اہل اعتقاد | اچھی ہیں وضع ہو اک معمور کا | نام ہی شاہ گدا مقبور کا |
| یہ ہوا تھا واقعہ اس گانو میں | فرق اسکی ہو گیا ہے ناؤں میں | کیونکہ گدا رہی اک ایام دراز | پاکہ ہی یہ اور اسرار نیاز |
| صورت اول میں حال معتبر | صورت ثانی میں اعجاز دگر | صورت ثالث میں غلطی عوام | اسکو جانے خالق ہر خاص و عام |

## کرامت

| | | | |
|---|---|---|---|
| ساحل دریا پہ سون قصبہ ہی اک | ہی بہت آباد آبادی ہے نیک | کیجیے رونق عمارت پر خیال | کہیے اسکو لاجواب و بیمثال |
| وان ہوا ناگاہ حضرت کا گذر | جا پڑے بازار میں اسکے اگر | پھر وہاں شاہ یاران دگر | سب ضرورت کو گئے ادھر ادھر |
| جا پڑا اس میں وہاں کوئی فقیر | تھا جہاں لڑکا مقدم کا شریر | اٹھکے لڑکے نے کیا پرخون ہن | آگئے حضرت سے ہوا وہ حرف زن |
| بولے گرتا ہے جہاں خون فقیر | گانو وہ ہوتا ہے ویران ای امیر | ہے عجب بستی اگر بستی رہے | چاہیے بستی کی نہ بستی رہے |
| قصبہ آباد تھا ویران ہوا | مسکن ویرانہ شیطان ہوا | ایسی ہوتی ہے زبان اولیا | جو کہیں فی الفور کرتا ہے خدا |

## کرامت

| | | | |
|---|---|---|---|
| شہ دکن کا کرکے آتے تھے سفر | کالپی میں پڑ گیا ناگہ گذر | اسطرح یاروں نے حضرت سے کہا | خوب ہے آب و ہوا اسکی شہا |

کیجیے چندے یہاں حضرت مقام
آپ نے آخر کیا واں پر مقام
دفعتہً وہ یار رستہ سے پھر گیا
باعث ردّ طریقت ہو گیا
جو یہاں سردار ہوگا پر غرور

تاکہ لوگوں کا ہو تازہ مشام
فیض سب پانے لگے خاص و عام
آپکی نظروں سے آخر گر گیا
با حقیقت بے حقیقت ہو گیا
اپنے آقا سے پھریگا با غرور
جو کہ فرمایا ہوا اسکا اثر

تازگی آب و گل کا ہے سبب
ایک یار و نہیں تھا منظور نظر
ہو گیا باغی نہایت پر غرور
بولے کیا آپ ہوا باغی ہے یہ
وہ کرے لشکر کشی یہ سر کشی
کب ہے اس تلوار کی کوئی سپر

تازگی جسم ہے جان کی طرب
چاہتے تھے آپ اسکو بیشتر
جا پڑا راہ مسلمانی سے دور
ایسے مخلص بے خطا کے لاتعد
دائما باہم رہے لشکر کشی

## کرامت

آپ آتے تھے دکن سے ایکبار
رہ گئے حضرت وہاں تا روز چند
آگ اب آیا کریگی ماہ ماہ
ہر مہینہ اب لگا کرتی ہے آگ
جانکر اسکو کہ ہے لکڑی کی آگ

پڑ گیا گجرات میں ناگہ گذر
ایک بولا کچھ کلام ناپسند
تو نہ پاویگا کبھی یہیں پناہ
لوگ یہہ چھوڑ کر جاتے ہیں بھاگ
اینٹ میں اسکی نہ کچھ پہنچیگی لاگ
آگ سے جلتا ہے کوڑا گھاس گھر

ایک قصبہ تھا کہ نام اسکا [illegible]
بولے اسکو چھوڑ کر تو جلد بھاگ
گھر جلا اسکا جلا وہ گاؤں سب
خام کاروں نے یہ آتش دیکھ کر
یہ نہ جانا تھا زبان کی آگ ہے
پیر زبان کا ہے فرشتوں تک گذر

رونق باغ جنان رشک چمن
تو جہاں رہتا ہے لگ جاویگی آگ
چھوڑ کر وہ گاؤں بھاگے بے ادب
پختہ پختہ کل بنائے اپنے گھر
تا بہفتم چرخ اسکی لاگ ہے

## کرامت

ایک قصبہ تھا کہ نام اسکا کرید
آپ جب آئے وہی ایام تھا
زخم دل ظاہر ہوا اک کہیں
[illegible] سنکر ایک خط
حکم حق ہی تجھکو ہے جوش و خروش

تھا عجب احوال بے دید و شنید
آپ نیا کرچکا وہ کام تھا
باڑھ پر تو باندھ سا ہو خار لگا ہے بہت
آپ طغیان کو لکھا اتنا فقط
[illegible] کہتا ہوں کر اسکو گوش

بسکہ کرتا تھا وہاں طغیان آب
سب مسلمانوں نے باحال تباہ
بولے مزروعات ہونگے کسقدر
ہاں ٹھہرا آب ل پانی نہ کر
کر دیا ہے میں نے اک تجویز چاہ

کھیت و ہفتا نونکا جاتا تھا خراب
بولے آکر ای شہ عالم پناہ
بولے زائد الف سے ہیں سر بسر
اپنی حد سے بڑھ کے طغیانی نہ کر
کیجیو حد سے نہ بڑھ کر کوئی کد

آپکے خادم نے دیا خطِ جناب
ہین بحارِ معرفت کلی عمیق

اپنی حد سے ہٹ گئی طغیان آب
بلکہ لاساحل نہایت ہین دقیق
کہتے ہین ہٹ جا تو ہٹ جاتا ہے وہ

ہٹ گئی اکدم مین طغیانی تمام
جو ہین بحرِ معرفت کے آشنا
کہتے ہین گھٹ جا تو گھٹ جاتا ہے وہ

ہٹکے پانی نے کیا حد پر مقام
کہ انکے تابع ہے جہان آب و ہوا

## کرامت

تھا کہین اک مرد کوئی مرد نیک
تاکہ ہوا انجام اُسکا کام وہ
تھا جوان ہمت بظاہر پیر تھا
دل مین کہتا تھا کہ عرفہ آج ہے
واہ کیا دولت ہے مین پاتا کہین
یون لگا کہنے نہے میرے نصیب
دیکھنا کیا ہے کہ ہے بیت الحرام
اپنے دل مین پھر لگا کرنے خطور
پوے جا کرتا ہے کیا اسدم کھڑا

گرم رکھتا تھا محبت کی وہ دیگ
کر دیا جو کام تھا انجام وہ
عاشق جانباز با توقیر تھا
مومنو کے واسطے معراج ہے
آج بیت اللہ کو جاتا کہین
ہوا اگر آکر در دولت قریب
خانۂ کعبہ مین کرتا ہون خرام
اب کرونگا کسطرح پانے مرد
کسلیے حیران ہے حسرت مین پڑا

تھا کسیکو ساتھ اُسکے کچھ مرام
واسطے آتے تھے کہ وہ راتھا نگاہ
بیچتا تھا کاہ وہ شام و پگاہ
آج ہوگا حج بیت اللہ کا
بولے یہ سنکر کہ سن اے پیر حج
ہاتھ سے اپنا کیا لے راہ کو
شرطِ حج لایا بجا وہ مرد خیر
دیکھتا کیا ہے کھڑا ہے بادشاہ
پھر کہاں ہے وہ اور کہاں بیت الحرام

بس سفارش کو گئے وہ خوش خرام
ایک سائل سے ہوئے دوچار شاہ
یون بسر اُسنے کیے تھے چند ماہ
کعبۂ مقصود مین آگاہ کا
چاہتا ہے جی تیرا کرنے کو حج
ہوا اگر جاتا ہے بیت اللہ کو
تیرہ ہی تک ہے کی کعبہ کی سیر
گھر پڑا جاکر قدم پر کہہ کے واہ
تھا جہان پہلے وہی پایا مقام

## کرامت

احمد آباد آپ آئے ایک بار
ایک بتخانہ وہان تھا مختصر
لوگ بولے سب کہ لاثانی ہے یہ
مولوی گلشن یہ سنکر خبر
لوگ کرتے تھے نصائح چند چند

ساتھ مین اصحاب تھے نیکو شعار
تھا بتون کا وہ عجائب تر مقر
خوبصورت ماہ کنعانی ہے یہ
آئے بتخانہ مین وہ خستہ جگر
پر کسی کی وہ نہ کچھ سنتے تھے پند

جابجا کرنے لگے سب لوگ سیر
ایک دختر تھی نہایت رشک ماہ
ایک بولا اسکی صورت خوب ہے
دیکھ کر مورت کو صورت ہو گئے
ایک [illegible] تھے [illegible]

باغ تھا کوئی وہان پہونچے بخیر
چرخ کو رہتی تھی وہ زیر نگاہ
دیر مین مورت ہے اک حور بہشت
سنگ پر خود سنگ صورت ہو گئے
[illegible]

بوسے جاکر دیکھنے لاتا ہو نہیں — عافیت سے ہاں اگر پاتا ہو نہیں
لیکے آئے سب تیقونا و وہان — تھا پڑا وہ عاشق مورت جہان
ہوکے دیکھا اسکو پایا حال غیر — ہوکے متالم کیا دعوات خیر
بولے اے مورت تو صورت بن بنی — وہ بنی لیلی تو مجنون گلبنی
ہوگیا انسان وہ پہری بیکیا کٹھی — یہ بنا اٹھ کر بنی دختر اٹھی
پڑ گیا عالم مین غوغا اٹھ کھڑی — ہوگئی جسوقت وہ مورت کھڑی
واہ وا کیا عیسوی اعجاز تھا — قم باذنی کا نمایان راز تھا
مولوی کا کہ دیا شہ نے نکاح — ساتھ اسکے با نشاط و انشراح

## کرامت

میر خسرو شاعر ذی دستگاہ — فاضلو مین شاعرو مین بادشاہ
ایک بیٹا اسکے تھا اہل ہنر — باپ سے اسکی طبیعت تیز تر
طوطی ہندوستان احمد خلیل — عالم بیمثیل فاضل بیعدیل
ایک اسکے بھی ہوا پیدا پسر — پر غبی الذہن جاہل بے ہنر
گو پدر نے ہر طرح تعلیم دی — پر نہ اسنے ایک بھی تسلیم کی
گو بہت ساعی ہوئے جد و پدر — پر نہین اسکو ہوا کچھ بھی اثر
ایکدن وان جا پہنچے حضرت کہین — اپنے گھر وہ لیگیا مر یقین
کرکے سامان ضیافت عرض کی — یہ پسر تھا یا نہایت سے غبی
تربیت اسکی کیا مین نے بڑی — پر نہین اسکی بھی طبع اڑی
لطف سے جو آپ فرمادین نظر — کیا عجب اسکو کرے وہ کچھ اثر
ایکدم کے بعد تھا احوال دگر — وجد مین آکر یہ بولے سن پسر
بیخبر مشہور ہو تو آپ سے — کر سخن تو خود ہی بہتر باپ سے
تھا کہان بے عقل عاقل ہو گیا — ہر طرح کا علم حاصل ہو گیا
ہر مصاریع اور اشعار و غزل — کیا مخمس کیا مسدس بے بدل
وہ لگا پڑھنے با آواز بلند — پڑ گئے حیرت مین سارے عقلمند
بولے پھر حضرت کہ سن اسکو پسر — شعر گوئی تجکو ہوا ارث پدر
کسلیے اشعار تو کہتا نہیں — آشنا ان بحر سے رہتا نہیں
جبکہ حضرت نے کہا ارشاد یہ — سنکے اسنے کی رباعی یاد یہ

## رباعی

آفرین بر خلیق طبع کزوے — گوہر انگیز جوہر انشانیم
اثر تربیت بود کزوے — ہم سخن گو و ہم سخن دانیم
اہل مجلس مین ہوا اک شور — مرحبا کہنے لگے سب دور دور
سنکے مجلس سے اٹھے جد و پدر — آکے پانو پر رکھے حضرت کے سر
تھا ہر ایک کی زبان پر واہ وا — مرحبا ہی مرحبا ہی مرحبا

## کرامت

اک قلندر نام تھا سید علی | تھا بھاندیدہ مگر دیدہ ولی | پھر چکا تھا ور چرخ نیلگون | تھا بڑا سیاح مرد ذوفنون

تھا مراتب مین قلندر کیطرح | تھا سیاحت مین سکندر کیطرح | تھا فلاک گرد ان تھا اسکا طمطراق | تھا بڑا جرار طراری میں طاق

اسکو حاصل خوب تھا علم رسوم | صوفیونکے بھی تھے سب حاصل علوم | آکے حاصل کی ملاقات جناب | معترض ہوکر کیا اسنے خطاب

آپکا ہی کیون جہانگیری لقب | اسمین علوی و رسفلی بھی ہر سبب | ظاہر و باطن کے عالم مین تمام | دخل و دونون مین ہی اسکا کلام

سخت ہی اس بات کا ہمکو عجب | ذات مین ہم کیونکر ہون سب | کیونکہ اکثر اولیاے روزگار | اپنے رتبہ پر ہین اسکے سازوار

آپکو تخصیص کا کیا ہی سبب | دیکھیے اسکا جواب منتخب | بولے تم شیخ زمانہ ہو نہین | واقف رازیگانہ ہو نہین

ہی کہان تم کو علوم اہل راز | ہی تمھاری فہم سے دور و دراز | اپنے دل سے اسکی تحقیق دو کر | کیونکہ یہ دشوار ہین تجھپر امور

یون قلندر نے کہا ای مرد خبیر | گھر سے مین کرتا ہوا آتا ہون سیر | بہر دیدار بزرگان کرام | بہر تحقیقات تفتیش مقام

کہ ہم آوین باز تحقیقات سے | تا انہون آگاہ ہم اس بات سے | گر جہان سے آپ لیتے ہین مراد | سب مشائخ دہر ہین با اجتہاد

ہی تو اسم دنیوی انکا وجود | عہد کے اپنے ہین سب عارف نمود | ہان اگر ہی عالم باطن مراد | ہر ولی اپنی ولایت مین ہی شاد

بولے حضرت سن مین ہون ادنی فقیر | بارگاہ پیر کا ای مرد پیر | حضرت سے نازل ہوا ہی جو لقب | وہ لقب مجھکو دیا ہی باطرب

وہ لگا کہنے سنو عالی جناب | آپکو کیونکر ملیگا یہ خطاب | یہ کسی کامل کو بس آیا نہین | اولیا اکمل نے بھی پایا نہین

بولے جانا ہین اب آہی تجھے | کچھ نہین ہی راہ آگاہی تجھے | ثابتہ اعیان سے تو ہی بیخبر | کوئی عرفان مین نہین تیرا گذر

جبکہ سالک کرکے طی راہ سلوک | عین کو وہ ہی پہونچتا بے شکوک | ہین مراتب ثلث اسکے گوش کر | اول و دوم ہی سوم ہی دگر

پہلے ہی وہ سالک انکو صفات | جانتا ہی خوب سب آثار ذات | بعض علم عین سے وہ باخبر | ہو گیا ہی کاشف راز دگر

جانتا ہی عین سے اعیان ذات | جانتا ہی کل اسماے صفات | اولیائے جن ہین جیسا کہ غوث | اور کامل اولیا بے رنگ و لوث

دوسرا ہی سالک انکو صفات | جانتا ہی اپنا اعیان ثبات | ہو نگے وہ آگاہ ہر احکام سے | اپنے خود ازار سے اور کام سے

سن کیا ہی وہ سالکان خوش صفات | اپنے ہر احوال سے آگاہ ذات | اس طرح کے صاحب اقبال ہین | اولیا متوسط الاحوال ہین

تیسرا سالک ہی مقبول اله | جانتا ہی بعض اپنی عین راہ | سالک اہل ٹہرا ہی مرد دین | کیا ہی دنیا مین کہ وہ آگہ نہین

جانتا ہی اول و آخر تلک | کل احکام جہان راز فلک | ملکمین ہین مفصل سب نصوص | دیکھو فرماتے ہین کیا اہل فصوص

کہتے ہین عالم کی ہی مجکو خبر | ظاہر و باطن مین ہی سیر گذر | اب یہان سے اسکے استدلال کر | ملکیہ سے انکشاف حال کر

اولیاؤں سے اگر کوئی ولی　　اسطرح حاصل کیا کار جلی
ثابتہ اعیان اپنے پر بدل　　ہو حقائق سے جہان کی مشتمل

علوی اور سفلی ہیں دونوں میں شمول　　یہ لقب اسکو روا ہی اے سئول
یوں لگا کہنے کہ اے عالیجناب　　آپکا ہی یہ جواب ناصواب

اور بھی تو اولیاء اللہ تھے　　ہیں وہ عرفان سے وہ آگاہ تھے
انکو یوں الہام کیوں آیا نہیں　　کسلیے اسکا لقب پایا نہیں

بولے ہیں کہ کس مرد رفیق　　مختلف ہیں اولیاؤں کے طریق
ہر کسی کا ایک مقصد اور ہے　　اپنی اپنی راہ اپنا طور ہے

کوئی زاہد زہد میں کامل ہوا　　کوئی عاشق عشق کا حامل ہوا
اور ہے کوئی پڑا اپنا لیے راہ　　تا بہ در واللہ ہوا اسکا نباہ

اسکے تب معلوم ہوتے ہیں نصوص　　دیکھیے جب خوب مضمون فصوص
پہلے اکثر اولیاء اللہ تھے　　وہ طویل العمر خضر راہ تھے

خاک میں پنہاں ہوئے انکے وجود　　پر نہیں دل کا ملا انکو سجود
گوکہ اکثر طالبان خانقاہ　　ہیں جہان میں جابجا مشہور شاہ

پر وہی ہے عارف باللہ مرد　　جو کوئی ہے طالب معشوق فرد
دوسری اک ورس اسکی دلیل　　آپ جو دنیا میں رہتے ہیں خلیل

ہے سعادتمند وہ عالی ہمم　　جسنے تکمیل پہونچائی بہم
بعض کہتے ہیں وہ رد مند روزگار　　کفر میں کرتے ہیں وہ اسکو شمار

ثابت الاقدام ہیں وہ محتشم　　رکھتے ہیں اس راہ میں جمکر قدم
اک رتبہ پر نہیں انکو قیام　　رکھتے ہیں بڑھ کر وہ عرفان میں گام

طالب وحدت یہی اشخاص ہیں　　کیا اولوالعزمی سے باخلاص ہیں
جبکہ ہوتا ہے تجلی کا ظہور　　معرفت کا کھل گیا دل میں سرور

ایکدن میں ہو گئے آزاد وہ　　دیر کیا ممکن ہے رہے لشاد وہ
یہ خبر ہے حافظ شیراز سے　　دیکھ فرماتے ہیں کس انداز سے

## قطعہ

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود　　ز ہرچہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است
یانتک کہ کوئی توحید میں ہے صاف　　بچھے راز صنم کا انکشاف

وہ سمجھ سکتے نہیں اسموں کی قید　　جانتے ہیں شرک اسکو وہ جنید
مرد کامل طالب دیدار ہیں　　وہ بدل خواہان وصال یار ہیں

تاکریں تاریکی اجسام دور　　سینہ ہو اپنا صفا ہوں اوصاف نور
دور ہیں سب مشغلے گمراہ ہو　　جو کہ فانی ہے فنا فی اللہ ہو

## شعر

اگر فقہ تو از شعور فنا رفنا گذر　　خواہی اگر بقائے کبریا و بس لقا
کل تعلق سے الگ رہتے ہیں وہ　　غرق بحر معرفت رہتے ہیں وہ

## شعر

ہر کہ آمد بہ بحر توحیدش　　یافت در جوش آب تفریدش
لیس فی الدار غیرہ دیار　　ہر دیر حضرت وجود نثار

پالوسیت کو ہیں سالے مقام　　جسکے ہیں وہ ثانی اصحاب کرام
انکا ہے حصہ لگا تو سینے سے　　مدعا ملتا ہے انکو جینے سے

وہ کھڑے تھے ایک ساعت انتظار
تاکہ ہو بیدار وہ شیخ کبار
پھر چلے مایوس ہو کر اپنے گھر
کہتے تھے آوینگے کوئی وقت پر

بعد اسکے ناگہاں عصر سے تن
ہاں کہاں جاتے ہو ٹھہرو جان من
پوچھنے آئے تھے جو اسرار تم
بھید وہ یہ ہی سنو گفتار تم

دونوں سائل ہو گئے قائل تمام
اٹھ گئی پیری جو تھی حائل تمام

## کرامت

احمد آباد گئے گلبرگہ سے شاہ
خاطر ٹھہرے وہاں تا چند ماہ
تھا مبارک یار تھا اسلام یار
اور تھے حضرت کے چندین دوستدار

انکی خاطر سے ہوئے حضرت مقیم
کچھ دنوں تک لیکے خدام و ندیم
ایک دن کا ہی یہ ذکر معتبر
محو قیلولہ تھے وقت دوپہر

بحث دونوں یار میں آکر پڑا
مسئلہ کوئی نہایت تھا کڑا
اپنی اپنی دونوں کرتے تھے دلیل
پر نہ حل ہوتا تھا وہ راز جلیل

یہ ہوا اقرار پھر انجام کار
کیجیے حضرت سے چلکر آشکار
جو کرین ارشاد اسکو ہم کرین
جبکہ جی حلال ہی کیونکر لڑین

آگئے تا عقدہ کرین وہ انحلال
خواب مین پاکر لگے کرنے مقال
آکے کوئی وقت پہ پوچھینگے راز
منتظر کب تک رہین آوینگے باز

کہکے یہ انسے اٹھے دونوں رفیق
خضر حضرت سے یہ بولے سن شفیق
سائلو ٹھہرو سنو وہ راز اب
جسکی ہے تم لوگ کو ہمدم طلب

حل کیے خضر نے وہ راز سخن
ہو گئے قائل وہ سائل نیک فن
تھا نبالونسے زیادہ فہم تر
آب حیوان پاکہ تھا کان شکر

## کرامت

سامعو ہی سرگذشت روم یہ
ہی کرامت حضرت مخدوم یہ
تھا وہاں وہ افتخار شاہ روم
خوش نشین سب ہو گئے اہل علوم

ایک نیکو مرد تھا اسلام نام
عالم و کامل نہایت ذی مقام
کرتے تھے وہ غیبت اہل بیان
جابجا جاکر مثال واہیان

گو کہ شرعیت سے تھے کچھ بھی گناہ
پر گمان بد تھا اسکو خواہ مخواہ
دیکھکر اسکا یہ احوال فساد
آپ سے ظاہر کیا اسکا عناد

بود خود جائیگا مرد پر فتن
جو کہ لاتا ہی زبان پر بد سخن
ایک دن ظہر پڑھکر نماز بامداد
تھا وظائف میں نشہ نیکو نہاد

الامان کہتے ہوئے آئے وہ پاس
پا برہنہ سر برہنہ بد حواس
بولے ہاں یہ بد حواسی کس لیے
یہ پریشانی یہ اداسی کس لیے

بولا پہلے کیجیے عفو قصور
بعد اسکے پوچھیے جو ہین امور
کیا کہوں ہرگز کہا جاتا نہین
یہ عجب احوال ہی آتا نہین

خواب مین دیکھا نہ تھا حال خراب
جو کہ دیکھا مین نے حضرت رات خواب
سو رہا تھا قصر مین ہیم خواب
تھا پرندہ نکا نہ دیوان کچھ حساب

دس جوان ظاہر ہوئے خونخوار سے
سب مسلح یکدگر ہتھیار سے

مجکو پکڑا اور کہا ای زشت خو
غیبت اشرف کی کیا کرتا ہے تو

تن سے سر تیرا ابھی لیتے ہیں کاٹ
خون ترا ہم لوگ لیتے ہیں چاٹ

پھر لٹا کر مجکو بر روے زمین
چاہتے تھے تا کرین ذبح ہمین

اتفاقاً آگیا اک مرد پاک
ورنہ کر ڈالا تھا لوگون نے ہلاک

وہ ہوا آکر شفاعت خواہ میر
تا بچے جان حزین ہو کر اسیر

یون کہا اسنے کہ ہم اسکی خطا
سید اشرف سے لیا ہے بخشوا

وہ گئے سنکر تو ہو کر خشمناک
گالیان دینے لگا وہ مرد پاک

مین نے پوچھا کسلیے کرتا ہے سب
کیا مری تقصیر ہے کیا ہے سبب

وہ لگا کہنے کہ مردان اله
خوص مین آنکلے تو ہو امر روسیاہ

سید اشرف کا لے جاکر قدم
اپنی پیشانی رگڑ جا کر بہم

ہم تری کرکے سفارش آ گئے
خوب ہم کرکے گذارش آ گئے

جو کہ فرمایا کیا اسنے وہ سب
اب کیا جو کچھ کہ تھا کار ادب

بولے تھا دادا ترا انکا خصال
اسکی روح آکر ہوئی صرف مقال

اسکی خاطر سے کیا مین نے معاف
مثنوی نے کہدیا تھا صاف صاف

طعنۂ پاکان نہ کر ای بوالہوس
یاد رکھ اشعار مولانا کے بس

آپ تقریباً پڑھا کرتے تھے یہ
بلکہ تنبیہاً کہا کرتے تھے یہ

گر خدا خواہد که پرده کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکان برد

ور خدا خواہد که پوشد عیب کس
کم زند در عیب اہل دل نفس

نکتہا چون تیغ پولاد است تیز
گر نداری تو سپر واپس گریز

پیش این الماس بے اسپر میا
کز بریدن تیغ را نبود حیا

## حکایت

کرکے قلف خان نے نور العین کو
رنج پہونچا بادشہ کو بین کو

پر نہین اسکی ہوئی توفیق یار
تا کہ حضرت سے کرے کچھ اعتذار

قصر پر سوتا تھا اپنے ایک شب
تین آئے وان قلندر پر غضب

اپنے ہاتھون مین چھری ننگی لیے
صورت قصاب صورت بھی کیے

اسکو پکڑا اور کہا ای بے خرد
پھر تو نور العین کو بولیگا بد

جی مین آتا ہے کرون بسمل تجھے
کر دون مین اسوقت زیر گل تجھے

تو نہین یہ جانتا ہے بیخبر
سید اشرف کا ہے وہ نور بصر

کچھ نہ تھا اسکی ہلاکت مین کلام
پر بچا از عون ارواح کرام

قاضی حجت کو بہر اعتذار
صبحدم لایا تھا وہ نیکو شعار

دست بستہ ایستادہ تھا حضور
با دل خستہ پیادہ تھا حضور

بولے تیری کر چکے تعزیر جا
درگذر تیری یہ کی تقصیر جا

مجکو ہے امید از لطف صمد
میرے فرزندونکو جو دیکھیگا بد

دشمن جان ہونگے اسکے اولیا
بد اگر چاہے کہ بد بخت تجھے ذرا

جو کہ اسکے حق مین چاہیگا بدی
اسکو دنیا مین نہین نیکی بدی

ہیجدہ پشتون تلک ہے مدد
آئین مردان خدا عون صمد

# کرامت

پھر کے بنگالہ سے شاہ نیکنام — آگے گئے منیر کہا جیسے مقام
تھا سواد کانو میں فلک نگار — بر لب جو ایک باغ پر بہار

آپکا اس میں ہوا خیمہ بپا — گانون میں چرچا یہ پھیلا جا بجا
عالمان شہر کے سنکے حال — آ کرین کوئی مسائل میں مقال

تذکرہ پہلے ہوا عرفان کا لبس — بعد اصحاب والا شان کا لبس
پھر مناقب میں ہوئی کچھ قال و قیل — کہتے کہتے ہو گیا بحث طویل

اہل سنت کے عقائد کے حساب — آپ انکو خوب دیتے تھے جواب
آفریں جسکا مجلس نے بھی کی — پھر سنے حسنت کی آواز دی

بعد تمہید عقائد اے عزیز — مصطلح بولے سنہ والا تمیز
اک مناقب میں رسالہ خوب ہے — دیکھیے جو دیکھنا مرغوب ہے

ہے رسالہ میری تصنیفات سے — ہے مدلل خوب توجیہات سے
بولے وہ منگوائیے منگوائیے — ہے رسالہ وہ کہاں دکھلائیے

بولے آؤ جلد اے بابا حسین — وہ رسالہ لاؤ اے بابا حسین
انکو وہ لائے کتاب سے نکال — انکو دکھلایا کہ وہ اسکو خیال

تھا وہاں حاضر ظہیر الدین جید — اور بھی اتنا ہی تھے سب مستفید
دیکھ کر کہنے لگے سب واہ واہ — ہے یہ البتہ نہایت خوب شاہ

قاضی اسعد کہ تھا سب کا امیر — چین جبین پڑھ کر ہوا وہ مرد پیر
مرتضی کے وہ مناقب میں اڑا — گفتگو کرنے لگا آ کر اڑا

وہ لگا کرنے نہایت قال و قیل — ہو گئے آخر کو احباب طویل
اور سب عالم ہوئے انکے شریک — بولے پھر قاضی کی جھپنا ٹھیک ٹھیک

آپ کو تفصیلیہ دیکر قرار — ایک استفتا کیا پھر فشار
تا کہ طبع شاہ رنجہ کیجیے — شہر کو زیر شکنجہ کیجیے

پڑھ کے پہلے جمعہ کی باہم نماز — کیجیے دست تطاول کو دراز
یہ خبر مخبر سے پہونچی کان میں — آپ بستر دوہرے کو اُس آن میں

جبکہ آیا متصل وقت نماز — آسمان پہ چھا گیا ابر گراں
پھر لگا پانی برسنے ابر سے — پھر چلے مردے نکل کر قبر سے

غرق طوفان کنگرہ تھا کاخ کا — آسمان میں تھا گمان سوراخ کا
اک عجب برپا ہوا شور نشور — ہو گیا سب کو خیال نفخ صور

تھا سہیں باراں وہ تھا طوفان نوح — حشر و طوفان نشان کی بھی ٹوٹی روح
رعد کی آواز بجلی کی کڑک — وہ گھٹا کالی کہ لگتی تھی دھڑک

ہو گئے پانی میں اکثر ڈوب ڈوب — صورتیں تھیں ہائے انکی غروب
ایکیان مجمع کر جامع کو چلیں — ایڑیاں البتہ پانی میں ملیں

جو بدی تھی وہ ارادہ بد گھٹا — چھا گیا تھا ابر جو آخر ہٹا
جو کہ بدلی تھی لوٹن میں بچل — حق نے اسکا انکو دکھلایا بدل

پڑے کے نالے میں جو کرتے تھے فغان — کچھ نہ دی نالے نے بھی انکو امان
اُٹھیں سید خان کہ تھا ذیشان بڑا — علم کے دریا میں تھا طیران بڑا

عالم و دریا میں دیکھا ایک نشان — کوئی کہتا ہے کہ سن اے نیک ذات
سید اشرف اک ولی مرد ہے — تم نے کیا سمجھا تھا وہ اک فرد ہے

گھاٹ پر شیروں کے جاویگا اگر — پھاڑ ڈالینگے وہ تجھکو شیر نر
کسکو ہی یہ قوت بازوی جنگ — تا کہ ڈالے ہاتھ در کام نہنگ

چاہتا ہی خوبی دارین جو — عذر کر حضرت کی آگے خوب تو
خواب میں یہ ماجرا سب دیکھ کر — اپنی بی بی سے کہا وقت سحر

صالحہ تھی وہ زن مریم خصال — بولی مرنے بھی یہی لکھا ہے حال
چاہتی تھی خود کروں اظہار خواب — تمنے سبقت مجھ سے کی اسرار خواب

مصلحت ہی جلکے کر عذر گناہ — عرض اپنا کر یہ سب حال تباہ
عاقلوں کو ہی نہایت ناپسند — تا کرینگے وہ ونکے لطف خیمہ بلند

صحبت اغیار سے باہر نکل — جا کے آنکھوں میں خاک کفش مل
بولیگا وہ مہر سے تا پہونچے ولی — کیونکہ تیرا ہوا ہی گل چراغ

پر تو انفاس روشن سے اگر — ہو جہان روشن عجب اسکا نہ کر
خواب اول کا کھلیگا حال سب — اسکی استدعا سے با فضل رب

عالم رویا میں وہا ایک اور — قبول سکے سنے یہ دیکھا تھا طلوع
کوئی آیا ہی ولی نیکو خصال — سید عالی نسب فرخندہ فال

پاس آ سکے وہ زن شوہر گئے — ملتجی ہو کے بچشم تر گئے
لطف فرماکر دیے ہیں چار پھل — بیکلی دل کی گئی دل سے نکل

یاد آیا خواب سے خواب کہن — پاس حضرت کے گئے وہ مرد و زن
بیٹھے جاکر با ادب کر کے سلام — پھر کہا حضرت نے یوں کر کے کلام

کس لیے ہی آپکو یہ اضطراب — دیکھیے دیتا ہوں میں انکا جواب
بولے میرا بھی سخن ہی صاف صاف — پر نہیں جو مانتے یا اعتساف

سنکے وہ بولا کہ حضرت ہی دیت — ہیں وہ لائق آپکے ہر ایک حسبت
پر کیا ہی میں نے اسمیں ایک غور — تا کریں کوئی نہ وہ تدبیر اور

ہو کے خوش بولی یہ دیکر چار پھل — چار بیٹے ہونگے تیرے بے بدل
نام رکھیو پہلی کا طاہر ضرور — مظہر ثانی کا رکھنا نام شکور

کیجیو ثالث کا طیب پاک نام — اور رابع کا محمد پر نام
ہونگے چاروں پیروان چار یار — صاحب علم و ہنر ہونگے چار

ہو گیا موقوف جب طے شان آب — پاس سید خان کی آئی شیخ و شاب
آنکے استفتا رکھا وہ رو برو — مہر اپنی تا کریں وہ نیک خو

یہ لو سید خان بہت ہو کر ملول — ہی یہ استفتا تمہارا نا قبول
اسکو پھینکو او حضرت سی ٹلو — جتنے ہیں بیفایدہ کی ست کرو

جو کیا ایراد و صاف علی — کسلیے تم لوگ کو ہی کھل بلی
سید و نکے واسطے یہ ہیں جواز — اور لوگوں کو ہی رجب انبیاء

جو کر یگا وصف طان اور باپ کا — ہمین کیا جتا ہی نقصان آپکا
بولو ہم کو دو کتابوں سے سند — یوں نہیں مانینگے ہرگز بالصمد

بولی جامع میں لکھا ہی دیکھ لو — دیکھکر اسکے لائق چھوڑ دو
گر کیا ہی وصف میں انکے غلو — ہی نہیں کچھ اسمیں جاے گفتگو

ہی وہ مومن اور کامل بقصور — اسکے ایمان میں نہیں کچھ فتور
یہ روایت سنکے وہ ساکت ہو گئے — خوب سید خان ادب کن ہو گئے

ہو کے شرمندہ بہت انجام کار — آئی حضرت پاس پھر اعتذار
جب چلا تیر قضا سوفار سے — کون بچ سکتا ہی پھر آزاد سے

بد دعا منہ سے گئی شہ کے نکل — پڑ گیا ماتم کی جماعت میں خلل
حق میں سید خان کی یہ کی دعا — حق کرے تم کو کمال حق عطا

## کرامت

قاعدہ یہ آپ کا دائم رہا / پہر سفر اور پہر حضر قائم رہا
روز آدینہ کی پڑھتی تھی نماز / جامع مسجد میں با عجز و نیاز
ابتلا کے ئی نہ تھی مسجد نہی / جائے یہ جو آباد میں مرد غنی
اسلیے دیہات میں با امتیاز / آپ جاتی تھی وہان پڑھنے نماز
ایکدن حضرت سے جو لے جا پڑے / اور نمازیں پڑھکی مسجد میں آ رکے
سنکے آئے حال ملایان جنید / پہر بحث علم پہر تشنید
بیٹھے آکر سامنے کرکے سلام / ایک پوچھا مسئلہ علم کلام
عبد ہی مجبور یا با اختیار / امر ثالث درمیان ہی کوئی یار
ہی اگر مجبور جبر یہ ہوا / ہی اگر مقدور قدر یہ ہوا
کوئی پہر مذہب میان قدر و جبر / کیجیے اسکا بیان ای اہل صبر
بولے انکو یہ کیا ہی یان سکوت / ہی بہت دشوار نیز اسکا ثبوت
پہر ہی ظاہر صاف یہ اپنا گمان / اختیار ظاہری جبر نہان
جسطرح اسلام کرتی ہین یقین / فی المعانی جبر فی الصورت نہین
بحث وہ کرنے لگا پندار سے / کچھ نہین آگہ ہوا اسرار سے
اپنے دل مین بحث سے سمجھا یہ سود / تا ہماری ہو فضیلت بھی نمود
بلکہ وہ کرتا تھا ایسی گفتگو / خود نکلتی تھی حسد کی صاف بو
آپ دیتے تھے جواب ہر سوال / رفتہ رفتہ بحث وہ پہونچا کمال
اسکے منہ سے ایک نکلا یہ کلام / سنکے جذبہ آپ کو آیا تمام
پر غضب ہوکر یہ فرمایا کہ ہان / ابتلا کی ہی کارگر تیری زبان
بالجہر یہ لفظ نکلی وان زبان / ہوگئی باہر دہن سے ناگہان
اسکی مان سنکر یہ حالات خراب / گھر سے وہ دوڑی ہوئی آئی شتاب
گر پڑی زیر قدم بے اختیار / اور لگی رونے نہایت چیخ مار
رو کے کہتی تھی کہ ای عالم پناہ / گو کیا ہی سخت تو اسنے گناہ
پر ترحم کیجیے اس ڈال پر / اور میری اس پریشان حال پر
کوئی جز اسکے نہین دلبند تھا / یہ تو اکلوتا مرا فرزند تھا
کہکے یہ روتی تھی بڑھیا زار زار / سنکے لوگون کا ہوا سینہ فگار
آنسو انکا آپ بہلاتے تھے بنہہ / اور کہتے تھے کہ پہٹ بہکی شاہ دہیہ
بولی جھٹکر تیر ایسے آتا ہے کب / پیر زبان جا دیگی اسکے منہ مین اب
پر کرے لکنت بوقت گفتگو / نسل مین اسکی رہیگی اسکی خو
عالمونکا علم بھی جاتا رہے / ہر کوئی یادش بھی پاتا رہے
تھا لطائف کا مصنف جو لطیف / اسطرح لکھتا ہی وہ مرد شریف
بعد مدت کے ہوا میر اگذر / دیکھتا کیا ہون کہ سب ان مین بکھر
وہ زدہ بھی مرگیا تھا پیشتر / ایک مدت چھوڑکر اپنا بسیر
عالمون سے یا تھا قصبہ باغ باغ / یا کہ جغد و بوم سے تھا زاغ زاغ
صوفیون کی جناب ہی قہر آلہ / الحذر ہی الحذر ربا نگو پناہ
حق بچاوے ہم کو انکی جنگ سے / رکھے خدا محفوظ اس آہنگ سے
از طفیل آل و اصحاب رسول / یا الٰہی کر دعا میری قبول

لو مبارک تجھکو محبوبی خطاب / ڈال سایہ محبوبی ای آفتاب
آپ یہ سن کر بجا لا کر سلام / بیٹھ کر باہم لگے کرنے کلام

تھے مشائخ پانچسو اندر حرم / وجد مین سب آگئے با چشم نم
گرد سب ورنہ بیچ مین وہ شاہ تھا / حلقۂ انجم مین گویا ماہ تھا

جو کوئی کرتا تھا حضرت کو نظر / تہنیت دیتا تھا اس القاب پر

## کرامت

لیکے نورالعین کو بابا رجیند / پھر حج حضرت چلے ای ارجمند
بوالوفا خوارزمی یار وفی / بوالمکارم اور تھا تنگر قلی

شیخ الاسلام اور تھا بابا حسین / سب مریدان با ادب تمند عین
آکے بندر روم پر با شور و ساز / بیٹھے با اصحاب بالائے جہاز

طی کیے کچھ دور تک دریا کی راہ / بند سبھین ہو گئی باد پناہ
تین دن تک بند تھی بالکل ہوا / تھا ہوا پر ہوش ہمراہان کا

شاہ پر غالب ہوا مع وجد عجیب / ہمرہان تھے اک طرف مغموم سب
تھا تمام پنجگانہ کا خیال / اور باتون کا نہ تھا کوئی ملال

وقت بیہوشی بھی اسکا ہوش تھا / گویی وحدانیت کا جوش تھا
پنجگانہ با وظائف دائمی / یہ نہین چھوٹا تھا حضرت سے کبھی

ہو کے عاجز بولے سب اہل جہاز / دیکھ شاہا حتماً اس اہتزاز
ہنسکے فرمایا کہ سن با اعتقاد / جلد کر مجذوب شیرازی کی یاد

## شعر

کشتی شکستگانیم ای باد شرطہ برخیز / باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را
جب پڑھی اس بیت کو تصدیق سے / یاد شرط آئی سبھ توفیق سے

ہو گیا فی الفور بیڑا پار سب / شکر حق لائے بجا ابرار سب
دل مین جلبی ذکیا اپنے یہ غور / ہے شرائط معرفت سے ایک اور

عارفون کو چاہیے سب کی خبر / بلکہ کل حالات عالم پر نظر
بارہا حضرت مین یہ ظاہر ہوے / لوگ سکے حال سے ماہر ہوے

پیر کوئی ایسا نہین فرخ سیر / عارفان بحر کی دیتا خبر
مدتون سے مجکو اسکی ہے تلاش / دیکھیے ہوتا ہے کب یہ راز فاش

[illegible] / ایک کو دیکھا ہے استادہ حضور
بولے ای فرزند میری دیکھ تو / یہ کھڑا ہے کون تیرے روبرو

[illegible] / طلعت ہو کہ سو حاجی نظام
ہم انھین کہتے گو نہین ہین اے مرد دین / جو کہ دریا مین ہین گوشہ نشین

بولے تو ہے کون نام اپنا بتا / تو کہان رہتا ہے کیا تیرا پتا
کیا روش تیری ہے کیا تیرا چلن / کیا ارادت کیا خلافت کا سخن

جو دلی [illegible] ای سیمبر / ہے وہ ہی اندر دریا نو عد گر
یون لگا کہنے کہ ای مرد سلیم / ایک اس دریا مین ہے شہر عظیم

شہر اشرف کر کے ہے مشہور وہ / اس جگہ سے کچھ نہین ہے دور وہ
ایک رہتا ہے وہان مرد فقیر / شخص کامل ہے بڑا روشن ضمیر

اسکا دُر سحر ہی مشہور نام
سید اشرف سے ہو منسوب عام

ہین مرید اسکے بکثرت بیشمار
طالب صادق سی ہونگی دس ہزار

بولی حاجی دیکھ وہ بیٹھے ہین پیر
جسکو تو منسوب کرتا ہی فقیر

صورت پربان وہ بیٹھی تھا لباس
پاس حضرت کی وہ بیٹھا ایک پاس

ایکو کہتا ہی وہ مرد گزین
ہون خلیفہ مین ہین انکو کمترین

ایک ہین بندۂ ناکام ہی
طالب صادق کہ کیکل نام ہی

دیکھ کر وہ با ادب آیا نکل
پیرہن پہنے ہوے تھا بے بدل

گفتگو کرتا تھا ایسی طور سے
دور تھی انسان کے فہم و غور سے

## کرامت

درمیان مسجد شہر دمشق
معتکف منزل مین تھے حضرت بعشق

تھے بہت از سائران روزگار
ناظران صنعت پروردگار

تھی جماعت کی جماعت پاکباز
آئے تھی پڑھنا نکی وہ پڑھنے نماز

گاہ کرتا تھا وہ قاری سعید
ایک شب مین ختم قرآن مجید

ملگئی تھین جسکو لذات قیام
انکو تھا گویا کہ حلوی کا قوام

عید کا ظاہر ہوا ناگہ ہلال
سب گئے خُرد و کلان مسجد سے چال

کوئی کہتا تھا ہلال عید ہی
کوئی کہتا تھا بہار دید ہی

تھا تماشائی کا بھی ہر سو ہجوم
دیکھتا تھا چرخ با چشم نجوم

مطلع انوار تھی صبح جبین
کاسۂ اسرار تھا فرق مبین

زلف مشکین غیرت تاتار تھی
دیکھ کر الجھی ہوئی زنار تھی

نوک مژگان یا کہ تھی نوک سنان
ہر ابرو مین ہی گز جسکا گمان

دور خود بینی سی تھی وہ نیک بین
شوق وصل حق مین تھے فرحت قرین

غنچۂ سر بستۂ اسرار ہے
یا کلی یا حقۂ انوار ہے

سینہا صاف تھی اصداف انوار
تختۂ بلور یا انوار طور

تھے پرستار خدہ بکیران براق
تھا قدم جسکا کہ بر نیلی و قب

عارفان صاحب توقیر سے
تھے زیادہ جبلہ تقریر سے

صوفیان صاحب کا مجمع کثیر
عالم و عابد و زاہد و فقیر

پس بمصداق حدیث مصطفا
سب گئے تھے مقتدی شہ مقتدا

جسکو تھا آرام با جمعیت کا روگ
بھاگ جاتی تھی وہ سب گھبرا کے لوگ

تھی وہان مردان کامل یکسو
جامع مسجد مین تھی با وضو

چاند انگلی سے بتاتا تھا کوئی
جاکے نقارہ بجاتا تھا کوئی

کوئی کہتا تھا کہ ہر روزہ دار
روح ہو ریحان ہی باغ و بہار

روزہ دارونکی تھی چہرونپر چمک
جسکی بجلی دیکھ کر جاوی چھپک

گوہر دندان کی وہ تھی آب و تاب
شرم سے دُر عدن ہو غرق آب

ابرو خمدار محراب حرم
تھا ہلال عید مہر دید خم

دیدۂ بینا اگر کھل جائیگا
رات دن کی کیفیت دکھلائیگا

کیجیے کیونکر بیان وصف دہن
ہی نہایت تنگ میدان سخن

تھا صراحی صفا انکا گلو
قلقل مینا مین یہ تھی گفتگو

کیجیے کس طرح توصیف کمر
بال سے یہ راز ہی باریک تر

جسکو دیکھ اسکو ہو ظرفہ حمار
شو ہی پاجو نکا [illegible]

گم اگر دیتی صدائے زیر و بم
مارتی ہی چوب سکو وہ ہم
بند ہوتی ہو اگر آواز ڈھول
تو شکنجہ پر چڑھاتی ہین کہ بول

عیش کے بچھڑتا ہی جو آہنگ سے
اسکے کان اینٹھنے کو تو چنگ کے
بینوائی کا کریگا جو خیال
صورت طنبور دینگے گوشمال

نالۂ مرغان سے ہر گل زار تھا
بلبلون مین شور موسیقار تھا
تال مین مرغابیان دیتی تال تھین
پر بطون مین پردہ ہای جال تھین

جامۂ غم راگ سے سیتار تھا
خود نمایان پردۂ اسرار تھا
جبکہ کرتی تھی بلند اپنی لے آب
طبلۂ افلاک ٹیڑتی تھی تھاب

شور و دار اسے گیا وار ادہل
دائرہ سے مہر و مہ آئی نکل
زہرۂ زہرہ ہوا یا جو مشق
بجنے لگے تھے منتری سب اہل حق

شور قرنائی کا تیز ہی کا تھا غل
سنکے جاتا تھا دل عشاق کھل
سوز مین آئی ملائک بھی آتر
ساز پر گرنے لگی ان کی نظر

انگلیان سکی نہین مضراب عیش
رنگ تھی مرتا سے رباب عیش
تھا بسا لگین سے مانہ اسکی گھڑی
ساز مین فرحت کی تھی بوٹی چڑی

غلغلہ یہ مین کے شاہ ارجمند
وجد مین کی آسکے آواز بلند
تھا تفکر آپکو تا ایک پاس
پھر یہ فرمایا کہ جب آیا حواس

بیسوین رمضان سے لیکر ایکبار
مجکو ڈالا عالم غیبی مین بار
یاد مجکو یہ نہین ہی بانیاز
یا پڑھی ہی یا نہین میں نے نماز

عرض ہارون نے یہ کی ہی پاکباز
آپ سے کوئی نہین چھوٹی نماز
بولی ہین کہ کہہ ہی شکر خدا
وقت اکبر میں نے پایا وا ادا

بہ طفیل سرگروہ اولیا
مجکو سب انعام حق حاصل ہوا

## کرامت

تھا رفیع الدین کو روزہ کا قلق
قلب پر ہی کسکے شاہ مرد حق
بولے آکر ای شہ نیکو سیر
آپ مین کس انبیا کے قلب پر

بولے مجکو بھی تھا یہین اشتباہ
قلب پر کسکے ہو نمین ای نیکخواہ
پاس نجم الدین کی پہونچا با پیام
بھیجکر تنگر قلی کو نیز کام

بولی اسکو دیکھکر وہ بیتاب
ہی جبین پر تیری نور آفتاب
خوش ہی تیرا عابد خورشید رو
سنکے حیرت مین پڑا یہ بھید رو

بولا وہ خوش ہی مگر مشتاق ہی
فرقت دلبر نہایت شاق ہی
بولی کیا کرتا ہی مرد خود پرست
جاننا یہ بھی تھا کچھ راز لست

پوچھی کہ ام انکی یہ طرز گفتگو
اسطرح بولا کہ ای فرخندہ خو
دیکھتا ہی اپنی منھ کو بیدرنگ
شیشۂ مختلف سے مین نگ رنگ

بولے دیکھو نہین ہی انکی خبر گی
دیکھتا ہی روشنی مین تیرگی
چرخ پیر گا ہے اگر کرتا نظر
کوکب اسرار پاتا جلوہ گر

اسکے آئینہ مین اتنا زنگ ہی
دیکھتا خود مین نہین وہ رنگ ہی
سنکے یہ تنگر قلی والنسی چلا
آکی حضرت سے کہا سب ماجرا

شاد ہوکر بولے ہی شکر الٰہ
قلب عیسی کی ہو نمین وہ وا
بو الوفا کہتی تھی سرانداز سے
تھی مسیحائی عیاں اعجاز سے

زندگی سی ہو جو کوئی نا امید
یا کوئی مجذوم یا داغ سفید

یا کہ ہو دیگر کوئی آزار سخت
یا کہ مردہ یا کہ ہو بیمار سخت

سب کو ہوتی تھی شفا اعجاز سے
تھی مسیحائی نمایاں راز سے

## کرامت

یہی عجائب ایک حال و شوق
جب وہ ہاں تھا وہ شذار باب عشق

صحن مسجد میں کیا تھا خود جلوس
ایک زن آئی وہاں مثل عروس

مازندران میں گئے تھے اتراک سے
اعتقاد انکو تھا مرد پاک سے

ایک تھا فرزند اسکے دلپذیر
مر گیا ناگاہ وہ ماہ منیر

انکو لائی روبرو زاری کنان
بولی یا عیسی کرو زندہ جوان

سنکے فرمایا کہ ہی کار عجب
کار عیسی کا کریں ہم سے طلب

بوسلے مقبولان درگاہ آلہ
کم نہیں عیسی سے ہیں بے اشتباہ

دیکھ کر اسکا نہایت اضطراب
دیر تک محو مراقب تھے جناب

بعد ساعت کی اٹھا کر پاک سر
قم باذن اللہ کی بولے خبر

ماں تو روتی ہی ای فرزند کو
اٹھ کر اپنا پردۂ اسرار کھول

جان تھی گویا گئی مذبوح سے
روح تن سے ملگئی تن روح سے

یا پڑا مردہ تھا یا اٹھ کر چلا
ماں ہوئی خوش جب پسر خوش تن چلا

شہر میں اسکا پڑا غوغا بڑا
مجتمع آکر ہوا چھوٹا بڑا

بولی حضرت دیکھ کر یہ ازدحام
لیچلو یارو یہاں سے اب خیام

اپنی اوقات میں ہوگا خلل
چاہیے یاں سے کہیں جانا نکل

## کرامت

ایک تھا اہل ارادت ہوشیار
نام جوہر تھا مگر تھا داغدار

تھا بدن میں اسکی کچھ داغ سفید
سب وہ اکر کے ہوا تھا نا امید

تھا خراسان میں یہ دستور قدیم
اس طرح کا جو کہ آتا تھا سقیم

اسکو دیتے تھے وہاں سے وہ نکال
دیکھ کر جوہر لگا کرنے مقال

جو اجازت دو تو شہ نیکو عمل
میں خراسان سے ابھی جاؤں نکل

گو کہ بندہ قابل خدمت نہیں
پر گوارا آپ کی فرقت نہیں

رشتۂ جان یہ جدائی دیگی توڑ
یہ قدم اقدس نہیں جاتا ہے چھوڑ

علم میں بھی اہل استعداد تھا
شاعروں میں بھی بڑا استاد تھا

اس لیے تھا آپ کو محبوب وہ
تھا نہایت آپکو مطلوب وہ

وہ لگا رونے نہایت چیخ مار
اسکے رونے سے ہوئے سب اشکبار

بولے بارہ پینی کہ لاؤ جلد آب
منھ کا اپنے آپ نے ڈالا لعاب

بولی پی لی ایک قطرہ اور بل
سب بدن میں جو پھیلا ہی خلل

سب مرض جاتا رہا یکبار وہ
دور اسکے ہوگئی آزار وہ

## کرامت

آپ آتے تھے بھجولی سے بناز
پڑھ جمعہ کی پڑھ کر رکعات نماز

بولی یاں آتی سیادت کی ہے بو
کوئی ہے سید یہاں پاکیزہ خو

بولی آتا ہے یہاں سید جمال
روز یہ اب ہے سیادت کا جلال

آکے دیکھا اور لائی اعتقاد
روز وہ آنے لگا نیکو نہاد

جی میں آیا تھا کہوں میں دور سے
تا سنے فریاد کوئی غور سے

بولے تو تم کو مبارک ہو امیر
ہوگی تیری خوب اولاد کثیر

ہوگا سید صاحب مال و منال
تو ازیں اندیشہ ہا ہرگز منال

ایک بڑھیا تھی نہایت خوردہ سال
ایک بیٹا اسکا تھا پر نونہال

آئے لیکر سیر دونوں تا حضور
رو کے کہتی تھی وہ زال بے قصور

بچے زندہ دم اعجاز سے
اے مسیحا سے نرا آواز سے

یہ کوئی ساعت کا مہمان ہے ترا
جان میں آتا سمجھ اسکو مرا

پہلے مجھ کو مار تب بیمار کو
پا کہ اسکے دور کر آزار کو

بولی میری عمر اے شوریدہ حال
ہے زیادہ اسکو بھی بیس سال

جان لب تھا ہو گیا پھر تندرست
چاق ہو کر وہ اٹھا تھا گو کہ سست

ناگہاں پہونچے سکندر پور میں
بیٹھے آکر قریہ معمور میں

تھا جمال الدین وہاں سید لطیف
وہ چلے بہر ملاقات شریف

بعد مدت کے ہوا تازہ دماغ
کھل گیا گویا کہ اسدم قفل باغ

بولی ہے گذری مری دو بیست
ایک ہوتا ہے مگر فرزند نیست

ایکدن تھا آپکو حال قوی
آکے قدموں پر گرا وہ متقی

اب نہ کر آگے کسی کی التجا
تجکو ہے درویش اشرف کی دعا

وہ گذارش اور دعا نذر کر چلے
آگئے وہ سید والا گھر چلے

تھا قریب مرگ وہ بیٹا علیل
زیست کی باقی تھی ایام قلیل

ہے مری بنیاد گانی کا یہ پھل
یہ پسر میرا ہے یکتا بے بدل

تھا بہت عیاں کو اسکی دیکھکر
بولے عمر اسکی ہوئی یا دلبر

سن کے اسکو اور روئی چیخ مار
مار کے چلی زال کہہ پروردگار

رو کے قدموں پر گری بے اختیار
اسکو رونے سے ہوئے سب اشکبار

حق نے بخشی اسکو اپنی بیس برس
زندگی اسکی رہی پھر سال دس

زال بھی خوش ہو کے حضرت سے چلی
دیکھ کر بیٹے کو پھولی جون کلی

## کرامت

اپنے یاروں کو وہ والا نسب
کرتے تھے وقت معین پہ طلب

پیر بلاتے تھے جو دونوں کو اگر
نیم شب کو یا بہنگام سحر

وجد آیا آپ کو اور وہ ڈرے
مضطرابی دیکھکر بیٹھے پرے

پا کہ نور العین یا شیخ کبیر
آپ سے کہتے تھے حکایات دلپذیر

لیکے آئے ایک شب اسلام کو
آکے حضرت کے بٹھایا روبرو

نکلے پھر خرگاہ سے بے اختیار
آپ کو پایا خراماں مست وار

ہوگئی یک پاس شب اس مین بسر | بولے حضرت شکر ہے رب سحر
سنکے چہیران ہوئی شیخ کبیر | نور العین و شیخ الاسلام فقیر

کوئی یارو نہین تھی تاب کلام | پوچھنے جو کھول کر باب کلام
بڑھ کی نور العین نی ہوکر دلیر | جا کی پوچھا شیخ نی احوال شہیر

بولی ہے ماہ رجب کی اولین | سات سو سنتر ہے سال ہجرتین
چل بسا دنیا سی غوث روزگار | مین ہوا تھا کو وہ پرسے سے دوچار

ہر بزرگان زمانہ دی قرار | اُنکی عہد کی ہوئی شب ستگا
ہر کسی کو وہ نہین عہدہ ملا | مجکو فرمایا ہے خالق نے عطا

چاہتا ہے جسکو دیتا ہے کریم | ہے وہی وہاب ذو الفضل العظیم
سلسلہ کر جسکا ہوا تھا یہ سبب | یاد ہی مجذوب شیرازی کی اب

## فرد

شکر خدا کہ ہرچہ طلب کیدم از خدا | بر منتہای ہمت خود کامران شدم
یہ سخن سنکر ہوئی سب با خروش | واہ وا کرنے لگے یکبار خوش

بولی مجکو ہو گیا پھر حکم سب | جسکا مین چاہون کرون ان عزل و نصب
جب کفن کا کر چکے سب اہتمام | تب جنازہ کا کیا مجکو امام

ہر جنازہ غوث کا پڑھتا ہے غوث | اور کسی کا کچھ نہین ہوتا ہے لوث
لاکی دی مجھ کو کلید روزگار | اور بٹھلایا مثال شہریار

جا رہے ہم لوگون نی وہ نعش فقیر | جا اُٹھا پایا تھا با مداد قدیر
یہ فقیر و عبد مالک عبد رب | ایک تھا اوتاد بھی نیکو لقب

تھا جہان مدفن وہان یہ پیر زا | دفن کر کے آئی ہم سب جا کسالہ
قبل اسکے نہین تھا بندہ امام | عبد مالک تھا مرا مشہور نام

غوث کی بائین بہ بستا تھا سدا | عبد مالک تھی تو سب اولیا
غوث کا ہم کو ملا جب سے مکان | ہو گئی تبدیل سب تب سے مکان

داہنی تھا غوث جو کہ عبد رب | وہ مقرر ہے ہماری جا اب
دلہنی اوتاد نی پایا مقام | تھا جہاں اوتاد ہے ابدال عام

تھا جہان ابدال اب اخیار ہے | تھا جہان اخیار اب ابرار ہے
تھے جہان ابرار نجبا ہو گئی | جا لئی نجبا آپ نقبا ہو گئی

اور نقبا کی جگہ کل مومنین | اسطرح سب کو ملا عہدہ وہین

## کرامت

روم کا احوال یون مرقوم ہے | یہ بیان حضرت مخدوم ہے
ایک مدت تھا وہان وہ بادشاہ | چند بار وہ گئے بنائی خانقاہ

ایک خانقاہ اسکے متصل | آپ کرتی تھی وہان راحت بدل
جو کہ تھا بر تخت مولانا جلال | [illegible]

جب ضیافت کا ہوا وہ خواستگار | دی مشائخ عصر کی دعوت پکار
اُن مین تھا اسلام کو شیخ متین | پر نہایت اُسکو تھا حضرت سے کین

آپ سی اُسکو تھا ناحق کا الفولہ | گو ملی الفت سی تھا وہ بیر ور دلہ
تھا خیال خام یہ اُسکو بدل | تا کری مجلس مین حضرت کو خجل

| | | | |
|---|---|---|---|
| کیجیے کوئی سوال سخت تر | تا جواب اسکا نہ کچھ آوے نظر | یہ تصور کرکے وہ نیکو خرام | آئے دروازہ تلک جب چار گام |
| شکل عرفہ ناگہاں آئی نظر | انکی صورت سے نکل کر وہ ورنہ | پھر اُسی صورت پہ صورت ہو گئی | ایک صورت بصورت ہو گئی |
| دیکھتا تھا ماجرہ حیرت میں تھا | ہاتھ ملتا تھا کھڑا غیرت میں تھا | آپ نے الٹا کیا اشعار یہ | روبرو اُسکے کیا اظہار یہ |

**شعر**

| | | | |
|---|---|---|---|
| ولی کان آئینہ صورت گرست | صد ہزاران صورتے زو بردرست | صورت عالم چہ باشد کاندرو | عرش و فرش و ہر چہ بینی روبروست |
| آکے در پر شاہزادہ روم کا | چوم کر لایا قدم مخدوم کا | لا کے ٹھہرایا بڑی اکرام سے | آپ متوجہ ہوا اسلام سے |
| سامنے آئی ہیں جو شکلیں نظر | پوچھ لو جو پوچھنا ہو کچھ خبر | وہ ہوا ششدر نہایت خوف تھا | جیسے خس گویا گر پڑا پیش خاک |

**فرد**

| | | | |
|---|---|---|---|
| چنان ہیبت افتاد در جان او | کہ گویا دریدند پیچان او | وہ اٹھا مضطر گذارش کے لیے | شاہ کو لایا سفارش کے لیے |
| جھکو ڈالا شاہ نے زیر قدم | بولے عفو اسکی یہ کی تقصیر ہم | پھر نہ ایسا کیجیو کار دگر | صوفیوں سے کیجیو کوئی نہ شر |

**غزل**

| | | | |
|---|---|---|---|
| ببین در سوی شان اے چشم انکار | کہ محرومی ہمی بیدار این کار | نگو یکتا از آنکہ تنہا می نشیند | کہ تنہا می شود تنہا پدیدار |
| ظہور ذات حق را در مظاہر | ہمیں تمثیل می باید کہ انکار | چو ذات او ندارد حد تعین | صد و در کثرت از وحدت پدیدار |
| اگر باید ترا تمثیل دیگر | نشان آئینہا بر روی دیوار | ہمہ آئینہا مختلف رنگ | مربع از مسدس نوع بسیار |
| جو اہر مختلف آئینہا را | کہ ہر یک عکس دیگر کرد اظہار | برآید چون چراغ وای نگ رو | در آید ہر آئین صورت یار |
| چو نسبت این کنی صدف العین گردد | فنہو فی گفتہ اند اصحاب اسرار | جمال خویش را این ہمچو ثمر فی | ولی یک دل نگو کین ہست تکرار |

**کرامت**

| | | | |
|---|---|---|---|
| کہتے ہیں حضرت کہ سن نیکو شعار | جبکہ سیلان میں ہوا میرا گذار | عرصہ کی بارہ دن کے جا کر شاہ سے | پر خطر تھی اور چلیے راہ سے |
| بولے چاہیگا اگر رب غفور | ڈر نہیں ہوگا باسانی مرور | راہ میں آکر پڑا اک غار | قعر دوزخ کا تھا گویا یادگار |
| سانپ بچھو ان میں ہے خونخوار تھے | کالے کالے مار زیر غار تھے | جانتا تھا جو کوئی جاتا نہ تھا | اُسکے رستہ پر کبھی آتا نہ تھا |

ناگہاں پہونچے وہاں روشن ضمیر
آپ نے ایما کیا سوئے عصا
صوفیوں نکے منکروں کا تھا گروہ
صوفیوں سے جو کہ ہوتے ہیں اہور
قیل ان لاالہ ذو ولد
لوگ کہتے ہیں خدا ہی ذو ولد

غار میں گویا لگا طوفان کا تیر
اژدہا بنکر عصا نے کھالیا
آپکے ہمراہ تھا ناحق تیز وہ
کارخانہ سحر کا ہی یا کہ زور
قیل ان الرسول قد کھنا
اور کہا ہے ہی رسول ایک خدا
ہی بھلا ہم کو کہاں راہ دگر

ایک نکلا اژدہا آتش وہاں
مثل موسی جو بشارت ہو گئی
دیکھ کر کہنے لگے اعجاز یہ
کیسی نے آپ سے آکر کہا
ما لجی الله والرسول معا
کب خدا یا کب رسول کائنات
چھوڑ کر اس راہ کو جاویں کدھر

منھ کو پھیلائے ہوئے تا آسمان
غار کی وہ شکل غارت ہو گئی
سحر ہی جادو کا ہی انداز یہ
آپ نے موقع وہیں پاکر کہا
من لسان الورا فکیف اتا
ہی زبان خلق سے پائے نجات

## کرامت

تھا مرید خاص اک پیر علی
دل میں اسکے پڑ گیا کوئی فساد
بولے ہی اس خانوادہ سے وہ رو
بعض یاروں سے وہ لایا انتہا
ہو کے نا امید کر عزم سفر
جا کے اسنے یہ کیا اظہار حال
سنکے یہ ہو کر وہاں سے نا امید
کر کے محنت اور کوشش بھی زیاد
سید اشرف نے کیا جو بند در

کر چکا تھا طے مقامات جلی
ہو گیا ساقط تمامی اعتقاد
یاں نکالو اسکو ہی یہ شخص بد
تا کراویں شاہ سے عفو خطا
جانب ہمدان چلا بے بال و پر
بولے وہ سنکر کہ اس کا ہی برا حال
جانب مکہ چلا وہ روسفید
انکی خدمت میں تھا وہ تنکو نہاں
اسکو ہم کھولیں یہ ناممکن ہی خبر
آخرش دونوں طرف سے رد ہوا

ثابتہ اعیان سے آیا نہ تھا
بے ادب ہو کر لگا بکنے فضول
تب نکالا اسکو یاروں نے بزور
گو ہوے وہ یار اگر عذر خواہ
تھا وہاں مرد خدا سید علی
سید اشرف نے کیا حیدر کو بند
شیخ نجم الدین سے وہ جا کر ملا
بولے نجم الدین کہ سن اے ناصوا
بلکہ بیرونے زمین کوئی نہیں
اسکے حق میں یہ سفر بھی بد ہوا

راز اسکا خوب تر پایا نہ تھا
آپنے انکی سنی پر نا قبول
وہ ہوا حیران وہاں سے منفعل ہو
پر نہیں اسکے ہوئے عفو گناہ
واقف اسرار مخفی و جلی
کھول ہم سکتے نہیں اسکی تمنا
ایک مدت تک نہیں پھر ملا
کسلیے کرتا ہی یہ محنت خراب
تا کرے مفتوح اسکو مرد دین

## کرامت

ایک تھا گوہر علی کوئی مرید
تھا بڑا با آبرو خوشخو سعید
جا پڑا درگاہ بازار ہری
تھیں جہاں کی عورتیں شاک بیگی

دل کے لینے میں نہایت چست و چاق
سب کے سب افاک خونریزی میں طاق

گو کیا تو یہ بھی استغفار بھی
اور اسی دم آپ سے اظہار بھی

دیکھیے بازار میں جاتا ہی خر
رہے زیبا پر یہ کرتا ہی نظر

بو کہ کف پا کر ہوا گوہر خراب
کر کے سرگوشی ہوا ہی آپ سے تاب

سب فقیروں لی یہ سنکر حکم شاہ
کھینچکر اسکو نکالا روسیاہ

ہم سکے پلہ پہ ہوے در تہیم
کھل گئی زنجیر ابواب قدیم

ایک نے ان میں سے وہ بولا کلام
حسب بشریت ہوا سرزد یہ کام

آپ نے سنکر لیا منھ اس سے پھیر
اور لگے کرنے نصائح تا بہ دیر

تھے جدا ہر کام پر ہر ہر ندیم
زلة الاصحاب پر در تہیم

اب یہ خود بینی کی حلقہ میں پڑا
سلک سے اپنی کروں اسکو جدا

آستان پاک سے ہو کر جدا
درد ہجران میں تھا کچھ دن مبتلا

سب قلندر نے کہا اے بادشاہ
عفو کر دیں آپ اب اسکی گناہ

انکی خاطر سے وہ کی اسکی معاف
کی تھی جو تقصیر حضرت کی خلاف

## کرامت

جب ہوا انتھا نہ کا سیلانی گذر
وقت سیاحی بہنگام سفر

وان نہ تھا کوسوں تلک بستی کا نام
بلکہ بستی کیا نہ تھا ہستی کا نام

دیکھ کر یارو نکا بیحد اضطراب
بولے لاؤ پارہ آہن شتاب

لا کے اسکو رکھدیا اسنے حضور
دیر تک دیکھا کیے اسکو بغور

بولے جا بازار کو با تسکین
بھوک کے مارے نہیں لوگوں کو چین

جنس لا اسکی تو اسکو بیچ کر
تین دن تک تاکہ ہو کاٹی بسر

جب گیا بازار وہ با تسلیم
دیکھتا کیا ہی وہاں در یتیم

اپنے دل میں ہو کے حیران صبح ندیم
یوں لگا کہنے کہاں در یتیم

کیا سبب جو آپ آئے اسطرف
کیا سبب پھرتی ہو خود درہ بکف

آتی جاتی ہو جہاں جسکی پلک
جو کہ مانگا وہ ملا زیر فلک

جو اگر چاہی کریں اسکے خلاف
مار کر اسکو کروں میں صاف صاف

گاہ گاہ ہے میں بھی بہر کار سیر
سوق میں آتا ہوں خفیں اے مرد خیر

ایک جنگل ملگیا تھا لق و دق
دیکھ کر جسکو ہوے کے رنگ فق

تین دن رہے چلے بی زاد سب
بھوک کے مارے ہوے ناشاد سب

ایک تھا کوئی قلندر مرد نیک
اسکی پاس آہن کی تھی زنجیر ایک

زر خالص ہو گئی زنجیر وہ
وہ نظر تھی یا کہ تھی اکسیر وہ

جلد جا بازار ہی یاں سے قریب
پانچ ہوگی یا کہ ہوگی نقش جیب

جو بچے پانی میں اسکو ڈالیو
یہ خدا کا کام ہی مت ٹالیو

ہاتھ میں درہ لیے ادھر ادھر
شوق میں پھرتا ہی مثل شیر نر

ہم کو گھر آئی تھی حضرت چھوڑ کر
تاکہ ملک دین رکھو وان پر نظر

بولی تم کو حکم تھا یہ شاہ کا
ہو نہ ناظر اولیاء اللہ کا

سوق (بازار ۱۲) کا محتسب دیا ہی احتساب
اسلیے درہ لیے ہوں میں جناب

سوق میں آتے ہیں اکثر اولیا
بہر حفظ خلق بہر کار بلا

جسکو تو آیا ہی اپنا کار کر
ہونگے بیٹھے منتظر اے خوش سیر

سنکے اسکو جنس بھی وہ لیکے مول　　جو بچا پانی میں ڈالا اسکو کھول
دل میں یہ تنکر قلی کہنے لگا　　مفت میں یہ زر شاہ کا ضائع ہوا
جبکہ دل میں اپنے یہ لایا خطور　　آپ نے معتب کیا ہو کر نفور
رازق مطلق کو جتلاتا ہے تو　　پرورش دنیا کی جتلاتا ہے تو
کرکے نور العین کو اپنا پناہ　　آکے حضرت سے ہوا وہ عذر خواہ

آپکی خدمت میں وہ حیران نگار　　جنس لیکر آگیا وہ ہوشیار
کام آتا زر کسی محتاج کے　　مفت پانی میں گئی زر آج کے
تجھکو بس اس کام سے کیا کام ہے　　اسکا عالم خالق علام ہے
آپ نے اسکو نکالا دور تر　　تین دن کے بعد آیا وہ بشر
پھر ہوا اپنی جگہ پہ برقرار　　دور حضرت کے ہوا دل سے غبار

## کرامت

آپ کعبہ کو چلے بہر طواف　　لیکے خود ہمراہ میں احباب صاف
اترے شمس الدین دمشقی کے وہ گھر　　تھا قرآن مدرسہ بالکہ گر
خود پکانے وہ لگے انکو سیر　　تا کلائی جل گیا دست بغیر
بولے اسکا کیا سبب ہے جو جلا　　بولے سب خادم بھی یونہی جلا
اسکو بس داغ ولایت جانیو　　ہو کہ میں کہتا ہوں اسکو مانیو

کرکے طے دو تین منزل جلد تر　　پہونچے آکر پہلے دریا خضر نگر
انکی مدعو وہ رہی تا روز چند　　شوربا حضرت کو تھا بیحد پسند
ہاتھ انکے تا کلائی جب جلے　　جب نکل آئی تو مطبخ سے ٹلے
بولے آگے آ مرے چشم و چراغ　　ہے یہ بیجا تیرے ہاتھوں کا داغ
ہاتھ انکا لیکے اپنے ہاتھ میں　　دم کیا صحت ہوئی اک بات میں

## کرامت

پاس حضرت کے کوئی آیا کہیں　　فلسفی تھا پر بظاہر پاک دیں
وہ ہوا حیرت میں یہ سنکر کلام　　کسطرح مجکو یہ پہچانا ہے عام
بولے تو سنی ہوا ہے شکر رب　　وہ تہ دل سے ہو گیا تیرہ تعب
وہ لگا کہنے خدا آگاہ ہے　　یہ بلاشک اولیاء اللہ ہے

ایکدم بیٹھا تھا وہ شوریدہ حال　　بولے تو ہے فلسفی باطل خیال
اپنے مذہب سے ہوا دل میں خجل　　لاکر ایمان خود بخود وہ منفعل
سخت حیران ہوکے قدموں پر گرا　　اپنے بد مذہب سے جی اسکا پھرا
رکھے دنیا پر دیا خود اسنے تھو　　کرکے بیعت لی پکڑ راہ سلوک

## کرامت

جبکہ حضرت اور چراغ ہند بھی　　یکدگر بیٹھے تھے دونوں متقی
رہزنوں نکلے ناگہان پہونچے گروہ　　تھی خلائق جسکے ہاتھوں سے ستوہ

خوب تھی آگاہ سب اسکی سپاہ — تھا پیادہ وہ مرغ پھر بادشاہ
تھا پیالہ مین کھا جو وہ گنج — وہ بھی تھا تبدیل سن ای نکتہ سنج

جب ملا ارباب کا اسکو ثبوت — ہوگیا وہ وصل حی لاہوت
خدمت حضرت کیا تا اجتبا — مخلصو نہین ہوگیا اسکا شمار

## کرامت

آپکا معمول مدت تک یہ تھا — دیر کو پڑھتے تھے خود حضرت عشا
تھی عبادت اسکی خود مد نظر — کیا حضر مین کیا سفر مین سر بسر

مکہ جاتے تھے کہ دریا تھا راہ — آپ کشتی پر ہوئے اسوار شاہ
آپ تھے شش ماہ بالائے جہاز — ایک آیا خوب طوفان دراز

اہل کشتی سب کے سب تھے بیقرار — تھا قیامت کا نمونہ آشکار
تین دن حضرت تھے استغفار مین — لوگ کشتی پر تھے استقرار مین

مٹ گئے آثار جب طوفان کے وہ — تذکرے کرنے لگے عرفان کے وہ
تین ثلثون مین ادھر کا کام تھا — ثلث آخر مین ادھر آرام تھا

ناگہان بولا خروس با مراد — سب تھے بیدار مردان جہاد
دیکھ کر یاروں نے سرخی شفق — بولے حضرت دیکھئے سوئے فلق

بولے کیونکر اسکو حق شائع کرے — محنت درویش جب ضائع کرے
غالباً دیکھو نہ ہوگی بامداد — صبح سے آئی نکل شب ہوگئی شاد

فرض سنت واجب و مستحب — سنت پڑھی حضرت نے با اوراد شب
جو دعا پڑھتے تھے خود بعد نماز — اسکو بھی سب پڑھ لیے با امتیاز

جبکہ آئے بستر آرام پر — ظلمت شب سے نکل آئی سحر
بولے یاروں سے کہ یاران جگر — اب نہ کرنا دیر تا وقت سحر

جب بنا کی تھی نہ نیت تخت شاد — اسکے اندر کچھ نہین آیا فساد

## کرامت

تھا مشہور روم جب وہ شہر یار — ایک تھا کوئی وہان بد روزگار
تھا نہایت آپ سے بد اعتقاد — وہ برا کہتا تھا پیچھے پیر نہاد

جبکہ مجلس مین وہ آیا عیب گو — شیخ قطب الدین ہے یون عیب گو
واقعہ مین واقعی دیکھا ہے کل — چرخ سے آئی بلا ایک ہین اجل

شکل ہیبت ناک ہے جثہ بکفت — اتری بر وہ نگہ مین وہ صف بصف
مین نے پوچھا مجکو بتلاؤ نشان — کون ہو تم لوگ آئے ہو کہان

بولے ہم سب ہین بلا تک ای فقیر — ایک رہتا ہے یہان مرد شریر
سید اشرف سے وہ رہتا ہے نفور — اسکا ایمان کھو دینگے ہم ضرور

حکم ہے اللہ کا کیون چھوڑ دین — نیت ہے جان جاکر اسکا توڑ دین
تاکہ وہ دارین سے جاوے گذر — عیب گوئی کا ملے اسکو ثمر

عیب جوئی سخت ہے ہر عیب جو — مولوی روم کی سن گفتگو

## مولانا روم علیہ الرحمۃ

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد — میلش اندر طعنۂ پاکان برد
ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس — کم زند در عیب معیوبان نفس

پیش این الماس بے اسپر میا — کز بریدن تیغ را نبود حیا
خلق ایسی خلق پر کوئی نہ ہو — کوئی دم آدم سے بد گوئی نہو

لکھتے لکھتے یہ قلم کالا ہوا — صفحۂ قرطاس گل لالہ ہوا

## کرامت

ایکدن موجود تھا سید علی — واقف اسرار مخفی و جلی
آپکی دعوت امیر نیک نے — حیلۂ تازہ کیا تب ایک نے

تا کرے اسوقت میرا امتحان — کر گیا داعی ہے وہ اپنا بیان
جا کے جو اقسام پکوائی برنج — پاک بھی مشکوک بھی دونون برنج

رکھ کر اک سینی مین دونون طعام — رکھدیا لاکر حضور ذوالکرام
یون لگا کہنے کہ اے شاہ جہان — کھائیے میرا حضور نوشجان

بولی بسم اللہ کرتا ہون مین نوش — فرقوا بولی نہایت کرکی جوش
وہ لگا ہلنے طبق مین یکدگر — ہوگیا آدھا ادھر آدھا ادھر

بولی وہ مشکوک ہی تیری لیے — خود جدا رزاق نے دونون کیے
تا کرے حق اپنا ہر کوئی قرار — حکم وضع الشی [illegible]

## حکایت

ایکدن قاضی رفیع الدین بغور — دل مین کہتے تھے براہ نیک طور
یہ تھی نجم الدین کی تاثیر نظر — جانور مین بھی وہ کرتی تھی اثر

شاہ پر خطرہ ہوا معطوف وہ — نور باطن سے ہوا مکشوف وہ
سنکے فرمایا کہ بلی ہے کہان — جو کمال الدین نے پالی تھی یہان

سامنے بلی کو وہ لائے بلا — دیکھ کر اسکو در عرفان کھلا
ہوگیا تبدیل اسکا رنگ رو — شیر نر گویا کہ نکلا جنگجو

شکل ہیبت ناک اسکی دیکھ کر — روح نکلی تن سے با عزم سفر
یہ ہوا کلمہ کا بلی مین اثر — آدمی کی جیسے لگتی ہے نظر

وہ نظر کیونکر نہ ہو تاثیر گر — ایک نکلا ہی وہ ترکش سے تیر
زخم کاری جو لگا بلی گری — اٹھ گئی وہ طبع جبلی خود بھری

اک پہر تک جو پڑی خاموش تھی — پھر تھی بلی جبلی ہوش تھی
آکے قدمو پر گری حضرت کے لوٹ — لگ گئی اسکے جگر مین ایک چوٹ

گرد اصحاب کے پھرتی تھی کبھی — حلقۂ وجد مین گرتی تھی کبھی
جب ہوا مجلس مین کچھ ذکر الہ — بیٹھکر سنتی تھی خود کرکے نگاہ

آمد مہمان سے وقت بیشتر / جو کہ آتا تھا وہ دیتی تھی خبر
آپ بھی پاتی تھی وہ وقت طعام / جسطرح پاتے تھے جملہ خاص و عام

جسکو فرماتے کہ لا اسکو بلا / اسکو لاتی تھی بلا کر برملا
جسکو بکتی تھی وہی بلی ندا سے / جو کہ دیتی تھی صدا اعجاز سے

ایکدن ناگاہ اک آیا گروہ / تھا مسافر کا گروہ حق پژوہ
جو کہ بلی نے دیا آواز تھا / پھر عدد سے ایک بڑا اعزاز تھا

جبکہ آیا وقت تقسیم طعام / ایک کا کھانا ہوا کم لا کلام
یون کہا یاروں نے اسدم آنکر / سیدا بلی بڑی ہے بیخبر

قدوۃ الکبرا نے بلی سے کہا / آج تو نے کیا ندا میں کی خطا
سنکے یہ بلی نے وان جاکر شتاب / تھے جہان پر سب مسافر شیخ و شاب

سونگھکر ہر شخص کو اک شخص پر / کر دیا پیشاب اسنے بیخطر
تب کہا حضرت نے وہ ہے بیخطا / مرد تھا بیگانہ ہم میں دیکھو جا

کشف یہ بلی کا جب ظاہر ہوا / وصف سب کے ہر اک ماہر ہوا
آکے قدموں پر گرا انسان وہ / دہریا تھا لا کر ایمان وہ

یون لگا کہنے کہ شاہا چاہیے / سیر کی دنیا کی میں نے برملا
نیک و بد ہر شخص سے جا کر ملا / پھر کسی سے ہر طرح آکر ملا

پر کسی نے کچھ نہیں جانا مجھے / آپکی بلی نے پہچانا مجھے
وہ ہوا اسلام لا کر پس مرید / ہو گیا کامل مثال بایزید

آپ نے لکھکر خلافت اسکی نام / کر دیا مرشد پئے ہر خاص و عام
پھر کہا سنو کہ خراسان کو تو جا / صاحب ارشاد ہو گمراہ کا

اب سنو تم حال بلی کا تمام / میں لطائف سے بیان کرتا ہوں عام
بعد نقل حضرت غوث زمن / چند مدت تک ہی وہ خوش چلن

ایکدن آیا مشائخ کا گروہ / انکی دعوت تھی بصد شان و شکوہ
شیر شکر تھا برنج اسمیں تمام / ایک پاتا تھا وہ کڑاہی میں طعام

مار اس میں سقف سے جاکر گرا / زہر آلودہ ہوا کھانا برا
عارفہ بلی ہوئی اس حال سے / دیتی تھی آواز اپنی قال سے

کوئی اسکے بھید سے باہر نہ تھا / جس سے کہتی تھی وہ بیتاب تھا
آخرش ناچار ہو کر وہ سنور / جا گری اس ظرف میں اپنے خود بزور

کیونکہ تھا وہ زہر آلودہ طعام / غالبا کھاوے نہ کوئی نیکنام
عارفہ تھی کاملہ تھی وہ غریب / پارسا عفت گزین حق کی قریب

صاحب سجادہ کو پہونچی خبر / جب چلی بلی الہی تا بہ سیر
اس کڑاہی میں بلی در بار / ہو برنج شیر و شکر خوشگوار

یون کیا ارشاد نور العین نے / جان دی اس گربۂ بیچین نے
ہم نفقیر و نیز تصدق ہو گئی / عشق میں فقرا کے جانسے کھو گئی

بس اسے تعظیم سے تکفین کر / دفن کر دو ارا الامان میں جلد تر
کر دیا مدفون وہاں جا کر مگر / طرح کی بلی سگ قطمیر پر

قبر اسکی ہے زیارت گاہ شیر / مستفیض اس سے ہیں مردان دلیر
آج ہوتا ہے وہاں پر ازدحام / فیض پاتے ہیں سبھی ہر خاص و عام

## غزل

مرحبا کیا مقام بلی کا / بن گیا خوب کام بلی کا
جا بجا بلبلوں میں پھرتی تھی / اب ہو کیا احتشام بلی کا

سگ قطمیر سے ہوئی بہتر ـ شیر شرزہ غلام علی کا
چشم واکر عزیز تو دیکھے ـ ہے جہان میں قیام علی کا
عشق میں چل کے ہو گئی اسیر ـ کشتۂ اشرفی ہے نام علی کا

## تذکرۂ قدوۃ الآفاق برگزیدۂ کونین حضرت شاہ حاجی عبد الرزاق نور العین قدس سرہ العزیز

چل سمند خامہ چالاک و چست ـ بیٹھے بیٹھے جی بہت ہوتا ہے سست
کوئی دے ساقی تو ساغر چین کا ـ ہو زبان پر ذکر نور العین کا

زبدۂ اصحاب لب الکاملین ـ عمدۂ احباب قطب العارفین
وہ غیاث المومنین پشت و پناہ ـ وہ وحید العصر عالی دستگاہ

نور چشم سید گردون حشم ـ شاہ خوبان خسرو نیکو شیم
وہ قبول درگہ خلاق ہے ـ نام نامی عبد الرزاق ہے

سید اشرف کا ہے نور العین وہ ـ بندۂ حق بادل کونین وہ
سید اشرف کا ہوا جب دم مرگ ـ جانب دار الخلافت جو گیو

وان سے حضرت نے کیا عزم عراق ـ آئے شہر جبل حسب الاتفاق
جو کہ تھے سادات وہ انکو خوش نہاد ـ آپکے اوپر تھا انکا اعتقاد

سب کے سب آکر ہوے شہ سے مرید ـ ہو گئے عباد زہاد و سعید
ایک مدت تھے وہان حضرت مقیم ـ ہاتھ میں آیا وہان در یتیم

ایک تھے سید سراپا شکل نور ـ نام تھا سید حسن عبد الغفور
انکا فرزند وہیں وہ فرزند تھا ـ بند میں عشاق کے دلبند تھا

آپکے اوپر دل عاشق ہوا ـ عاشقوں میں عاشق صادق ہوا
پاکر بوئے گیسوئے عنبر سرشت ـ یاد آیا سنبل باغ بہشت

زلف پیچان نے دکھائی پیچ و تاب ـ آکے وہ الجھا ہوئی مشکل ناب
چھوٹنے کی گو بہت تدبیر کی ـ پڑ گئی پانوں میں کڑی زنجیر کی

جو کہ کرتا تھا نصائح یا کہ پند ـ عشق اسکو اور ہوتا تھا دو چند
دل میں اسکے گڑ گیا تیر سلوک ـ کھل گئے جملہ امورات سلوک

کھینچتا ہے جسکو خود اللہ آپ ـ چھوڑ دیتا ہے وہ خود مان اور باپ
کھینچتا ہے جسکو خلاق بلند ـ بند میں وہ رہ نہیں سکتا ہے بند

جو کہ ہو دیوانۂ زلف نگار ـ اسکو ہے زنجیر سلسلہ بہار
دیکھ کر یہ حال اسکے باپ نے ـ آپ سے کی عرض آکر آپ سے

یہ اسیر شیدا ہے اسکو لیجیے ـ تربیت ہر طور اسکی کیجیے
آپکو دیتا ہوں میں فرزند یہ ـ تھا ہماری زندگی کا قند یہ

اسکے اوپر جو کہ تھے میرے حقوق ـ میں نے بخشے انکو از راہ وثوق
یوں نہیں آکر بادل خستہ جگر ـ رو کے وہ کہنے لگی حال پسر

میں نے خوش ہو کر دیا فرزند یہ ـ پاس حضرت کے یہی خورسند یہ
بولے خوش ہو کہ ہاں میں نے لیا ـ بیٹھنے کو تخت دل اپنا دیا

یہ مرا فرزند نور العین ہے ـ یہ ہمارا مقصد کونین ہے
لیکے متبنی بنایا جانشین ـ تربیت کرنے لگے اسکو یہیں

عفو اسکے کیجیے جو ہو گناہ
ہو بری و بیت نہایت عذرخواہ
انکی خاطر سے کیا غصہ فرو
ورنہ وہ دارین میں جاتا تھا کھو

## حکایت

ہیچکا بیٹا آپ کرتے تھے بیان
بسکہ تھا سنجر کا انکے اعتقاد
اتفاقاً مر گیا فرخ سیر
راہ میں دیکھا کھڑا ہے وہ فقیر
تب ہوا اس بات کا انکو ملال
دیر تک رگڑا کیا سر قبر سے
انکو چاہا مار ڈالیں بیمحل
وہ جوان زندہ ہوا ہاں بالیقین
دیکھ کر سنجر ہوا حیران کمال

تھا کہیں اک مرد کامل ناتوان
آپ خود آتا تھا سنجر بامراد
جانشین اسکا ہوا اسکا پسر
اسطرح بولا کہ شیخا تو خبر
کچھ نہ ہو میرے پاس کا آیا خیال
تا کہ وہ قیدی رہا ہو جبر سے
آستین سے شیر دو آئے نکل
قید سے اسکو چھڑا شیر ونکے شیر
ہے عجب قدرت خدائے ذو الجلال
عاجزی کا ہے مرتبہ بلند

یوں بیاں کرتا تھا وہ نیکو خصال
تھا وہ بندہ جب تلک زندہ رہا
قید ہو کر تہمت چوری میں ایک
پر نہ لوگوں نے سنی فریاد کچھ
ہو کے رنجیدہ گیا پھر آپ سے
انکو لائی صورت قیدی سیاہ
ہو گئے دونوں کھڑے تھوڑی جگہ
تیغ کے شیروں نے منہ اپنا موڑ کر
گر پڑا جاکر قدم پر با قلق
کر گیا وہ رحم مرد ارجمند

تھا کہیں اک اور کوئی باکمال
خدمت کامل میں تا زندہ رہا
پاس سنجر کے وہ آیا مرد نیک
باندھ کر لائی سپاہ اسکو فنا دیکھ
جاکے رگڑا منہ کو قبر باپ سے
پاس سنجر کے سیاہ رو سیاہ
چاہتے تھے انکو ڈالیں چیر پھاڑ
باز آئے اُن سبھوں کو چھوڑ کر
ارحم ایہا المقبول حق

## حکایت

کہتے ہیں ہم وہ ولی اللہ ہیں
ہم جدا اُنسے نہ ہونگے زینہار
پیشیاں خام دل سے دور کر

اپنے فرزندوں کو ہم ہمراہ ہیں
از سر آغاز تا انجام کار
اولیاء اللہ ہیں زندہ بسر
وہ خدا سے خوش خدا اُنسے خوشی

زندگی سے تا بایام ممات
اولیا مردہ اگر زندہ کہے
یہ کہو کلمہ نہ انکی شان میں
نص قطعی میں یہی ہے آگہی

ہم نہ چھوڑینگے کبھی انکا ساتھ
ہو وہی مردہ کہ جو مردہ کہے
لا تقولوا ہے لکھا قرآن میں

## حکایت

ایکدن تھا آپکا حال عجیب
اور سب اصحاب بیٹھے تھے قریب
انکو دیتے تھے سبکو خوش خبر
[illegible]

آپ فرماتا ہی نور العین شاہ
لطف سی میری طرف کر کی نگاہ

کچھ نہیں ہی کیا تجھ سی دریغ
تیری قبضہ میں ہی کونین کی تیغ

ہر فریقہ میں کوئی بیشک و ریب
ہوگا ان میں سی کوئی مرآت غیب

سنکے پہنا ہی بشارت نور عین
گر پڑے زیر قدم با شور و شین

پا بہ زنگان سعی با حال سے
بخشنے نور العین کو اقبال سے

آل و اولاد سی اسکی کہیں

بولی میں نے تجکو سب کچھ دیدیا
باطن و ظاہر میں جو کچھ پاس تھا

اور کی جو نے دعا میری قبول
ہوگی انکی اولاد تیری ذی عقول

بلکہ ایسا بھی کوئی ہوگا جوان
ہونگی انمیں سب کے سب ذی نشان

لکھتے ہیں مکتوب میں شاہ دین
نعمتیں جو کچھ کہ تھیں مجکو ملیں

جو کہ میں نے دی ہی جسکو کوئی چیز
تا قیامت کم نہ ہوگی ای عزیز

مرتبہ پا ہو وہ جانیکا نہیں

## حکایت

ایکدن خدمت میں تھا پارہ سعید
کر رہا تھا حفظ قرآن مجید

کر چکا تھا علم شرعی بھی حصول
کر چکا تھا حاصل علم اصول

سب کے سب قاری ہی جو چھوٹے بڑے
پانچ پشتوں میں نہیں کوئی اڑے

سلسلہ میں نوبخشیہ کے یارہ
حافظ قرآن ہوے سن تسعما

یاد کرتا تھا قراءت بات وہ
اک برس تھا شاغل اثبات وہ

بولی اسکو جانو میری پانچ پشت
گو کہ گذری ہی سنین ای مرد درشت

ہم کو آن سی ہی قراءت میں سند
تھے جو قاری ہی سنائی مستند

ہم نشین ہم عمر تھے سب ایک ایک
علم میں کامل عمل میں مرد نیک

## حکایت

ایکدن حضرت کے آگے برملا
تذکرہ علم لدنی کا ہوا

انکو ہی اظہار یہ آسان ترین
انکے اوپر راہ یہ مخفی نہیں

تربیت کا میری کچھ آیا اثر
چاہیے اس بات کو کہنی نظر

دل میں اپنی خوب اسکو ٹھان کر
بولی نور العین سی یون آن کر

انکو ہی سب خواہش راہ سلوک
دور اسکو کیجیے جو ہیں شکوک

چاہتا ہوں میں کہ تیرا کچھ اثر
تربیت کا اپنی دیکھوں سر بسر

ہو کہاں طاقت کہاں میری مجال
آپکے آگے میں دکھلاؤں کمال

بولے درویشوں کو سمع غیب ہے
کشف اس اسرار کا لاریب ہے

فکر یہ تھی خسرو کونین کو
کچھ اثر میرا ہی نور العین کو

ہاں اگر دیکھوں کہ ہی ابتک خلل
کچھ دوا اسکی کروں جائے نکل

ایک مرید ہے یہاں میر علی
کار کرتا ہی با خلاص دلی

آج تک اسپر کسی نے اک نظر
کی نہیں غفلت کبھی انکی گذر

بولی یہ سنکر جہاں ہی آفتاب
کیا بھلا ذرہ وہاں دکھلائے تاب

یہ نہ ہوگا مجھ سی یہ دشوار ہی
صدق مجکو اس لیے انکار ہی

آپکے اسرار پر معذور وہ — جو کہ فرمایا کیا منظور وہ
ہو گئے آخر تابع فرمان شاہ — اسکو کھلائی وہ تاثیر نگاہ

تاکہ میزان ولایت میں تلے — تا تصرف باطنی اسکا کھلے
ہو گئی آخر سلوکوں کی جذب روح — کھل گئے جو کچھ کہ تھے واں سے فتوح

تھے مراقب میں وہ کچھ کم ایک پاس — کھل گیا میر علی کا پھر حواس
اس تصرف کا ہوا ظاہر نشان — ہو گیا وہ بلبل باغ جنان

کھل گئے امی پہ ابواب علوم — عارفوں میں پڑ گئی ناگاہ دھوم
گو کہ تھے موجود اکثر عالمان — سب کے سب تھے منکران صوفیان

آن سے فرمایا کہ یہ لوگو سنو — صاف تھا میر علی او دوستو
جانتے تھے اسکو امی لوگ سب — آکے پوچھو جو کہ ہو جسکو طلب

جسکو ہو جس علم میں شک کچھ — اسکے آگے وہ کرے اظہار کچھ
جو نہ دی اسکو جواب باصواب — ضامن اسکا میں ہوں ای عالی جناب

آکے وہ اکبارگی سائل ہوئے — سنکے یہ سخن اٹھ کے قائل ہوے
ہیئت افلاک اشکال و صور — منطق و حکمت معانی پوچھ کر

ایک کا دیتا تھا وہ دس دس جواب — با کمال خوبی و راہ صواب
اوج پر جسدم بڑھا وہ شاہباز — آ گئے پرواز سے وہ بازباز

فہم کے تو تک گئی کٹ بال و پر — گر پڑی خاموش ہو کر وہ بشر
وہ ہما جس پر کہ ہو سایہ فگن — کیوں نہ وہ ہوتا ہو سلطان زمن

لوگ سب اسکے تماشائی ہوے — اسکا غوغا سنکے غوغائی ہوے
اسطرح حضرت کرو مجھپر کرم — جسطرح اسپر کیا لطف اتم

ہو گیا اکدم میں مالامال وہ — ہو گیا دلال ہر اشکال وہ
یہ نہیں کہتا ہوں میں بیباک ہو — بندۂ مملوک ہوں جیسا کرو

ہوں میں بلبل وہ ہی گلشن ترا — حافظ میرا ہی کہ ہو دامن ترا
میں نچھوڑونگا تجھے اب تب تلک — مدعا میرا نہ ہو گا جب تلک

نفس امارہ نے مارا راہ ہے — وہ بڑا دشمن شقی بدخواہ ہے
جاہ غم میں اسنے ڈالا مجکو آہ — المدد ای مالک مصر آگہ

جو کہ ہے اک مایۂ عقل و تمیز — نام سبکا ہے عزیز اشرف عزیز
ہے عدو اسکا جو نفس سنگدل — کر رہا ہے اسکو از بس تنگدل

ظلم سے اسکے تو لے اسکو بچا — کر مری مقبول یارب یہ دعا
اک نظر میں ہو گا مالا مال وہ — اہل عرفاں صاحب اقبال وہ

دل سے وہ رکھتا ہے تجھپر اعتقاد — اسکو دل کی بھی بر آوے سب مراد

## تذکرۂ اصحاب و احباب نیکو سیر

ایک اصحابوں میں تھا شیخ کبیر — مورد الطاف سلطان فقیر
اور یاروں پر نہ تھا اتنا کرم — بلکہ نور العین کو بھی تھا الم

ہو گیا تھا انسے اسدم رشک دول — جبکہ آیا تھا اک سیلاب میں گر
وجد میں آیا تھا وہ نیکو شعار — دیکھ کر کچھ موسم فصل بہار

وجد میں کرتا تھا قطع راہ وہ — ہوش میں آتا تھا خود ناگاہ وہ
گاہ صحرا کی طرف جاتا تھا وہ — گاہ مسجد کی طرف آتا تھا وہ

کچھ دنوں کے بعد بنگالہ سے اب
آپ آئے ہیں یہاں جو بادب

مجھ کو ہی محبوب خود نام اودھ
بلکہ ہے صحیح صفا نام اودھ

ہے کے روح آباد وہ روح طب
آ ترے مسجد مین بفضل لطف رب

سنکے حضرت کا کلام دلپذیر
کیفیت حاصل ہوئی اسکو کثیر

ہوش مین آکر ہوے خلوت گزین
ایک ہفتہ تین دن تک تھے وہین

لیگیا خادم پکڑکر پھر وہان
لاکے خلوت مین کیا اسکو نہان

الغرض یونہین ہوئی خلوت تمام
اسکو پہونچایا بانواع مقام

تربیت اسکو مریدونکی دیا

اور آپ آتے تھے انکی یاد مین
گاہ فرماتے تھے روح آباد مین

دو ستون کی اس جگہ آتی ہے بو
دلکو راحت ہے بدن کو آرزو

بعد اسکے شیخ شمس الدین جوان
آکے حضرت سے ہوے گوہر فشان

ناگہان پہونچی حرارت کچھ بدل
پی کے پانی ہوے خوش و مستقل

ہو گئے جسدم قوی الحال وہ
آئے خلوت سے نکل خوش قال وہ

بند کرکے اسکا دروازہ بزود
باہر آیا وہ نکل مرد ودود

بوے شمس اشرفی ہے شمس ہے
بلکہ گر مین اتحاد و عکس ہے

تاکہ دکھلادین انہین ایسے ادا

## دیگر

سید عثمان آپ نیکو ذات تھا
قدوۃ الخلفاء والسادات تھا

سلسلہ اسکا تھا از گیسو دراز

راز عرفان آپ اسکو بتلاتے تھے آپ
معرفت کا طور سکھلاتے تھے آپ

جو کہ تھا عالم مین فرد سرفراز

## دیگر

ایک تھا شیخ سلیمان نامور
تھا خلیفو مین نہایت معتبر

آپ فرماتے تھے یون ارشاد مین
ہے وہ کامل صحت اسناد مین

نسخۂ حصن حصین چھوڑا یہان
نسبت با بارتن جوڑا یہان

پائی جاتی ہے محدث سے سند
تھا محدث بھی بڑا وہ نیک جند

اس طرح کا ہند مین لکھا ہے ہم
تھا سلیمان جس طرح کا محترم

سلسلہ اسکا بہ تصحیح خبر
ہے وہی بابا رتن سے سربسر

## دیگر

زبدۃ الاصحاب تھا معروف وہ
جا بجا معروف تھا موصوف وہ

چاہیے لیوے پکڑ راہ سلوک
تاکہ دنیا کی نکل جاوین شکوک

خواب مین آیا نظر یک شب
کوئی کہتا ہے کہ سن اے باادب

تیری درد لا دوا کا بھی علاج
ہاتھ مین ہے اسکے سن با ابتہاج

تو نہ گھبرا دلکو تسلی کر سرور
دیکھ خود آتا ہے ہادی جو حضور

کر چکا تھا جبکہ تحصیل علوم
چاہتا تھا جیسے وہ تنہا ہجوم

آپ تب ہی تھے اپنے پیر پاس
فکر سے معروف تھا بیحد اداس

ہے تری مقصود کی بہتر کلید
ہاتھ مین پیر کے سن اسکو سعید

بولے بتلاؤ کہاں وہ ہے مسیح
بولے آتا ہے کوئی دن مین صریح

بعد جسکے خود بخود پہونچے حضور
یہ خبر سنکر وہ آیا جون پور

| | | | |
|---|---|---|---|
| جسطرح آیا ہوا فوراً مرید | حق ریاضت کا بجالایا مزید | آپ نے اسکو بھی اک خرقہ دیا | اور خلافت کی سند بھی کی عطا |
| | حق میں شمس الدین کے جو کی تھی دعا | اسکی حق میں بھی وہی ہوئی بھلا | |

## دیگر

| | | | |
|---|---|---|---|
| بعض سادات اجلا سے ہے نقل | تھا جو ابراہیم سلطان اہل عقل | اپنے دل میں وہ ہوا اندیشہ تازہ | تھے جنید و شبلی آگے پاکبازہ |
| دیکھیے ہوتا ہے میری وقت کون | وقت مشکل جو کرے امداد و عون | خواب میں اسکو دیا تا گہہ نظر | اس زمانہ میں بہت ہیں باخبر |
| کم نہیں وہ از جنید و بایزید | صبحدم کر آذری انکی تو دید | ہو کے متوجہ سو معروف شاہ | صبحدم اُٹھ کر ہوا وہ رو براہ |
| آمد سلطان کی جو پائی خبر | چلدیے خلوت کا کر کے بند در | اس طرح آیا نکل زجو ئیوہ | تھا نکلنے کا وہی باعث حضور |
| قصبۂ الدمیو مسکن کیا | خانۂ تاریک کو روشن کیا | آپ فرماتے تھے دائم یہ سخن | ہیں ولی مکتوم یہ معروف من |
| | اولیا کا راز کب ہووے عیاں | پردہ اخفا میں رہتا ہے نہاں | |

## دیگر

| | | | |
|---|---|---|---|
| شیخ رکن الدین تھا رکن پاکباز | تھا مخاطب بخطاب شاہباز | تھا باصحاب ثلاثہ اہل طیر | ملک عرفان کی کیے تھا خوب سیر |
| جب کیا تھا آپنے ثانی سفر | اور ولایت کو گئے بار دگر | شیخ رکن الدین بھی تھا ہمراہ میں | ساتھ رہتا تھا وہ یوسف چاہ میں |
| تھا نہایت آپ کے مد نظر | اور لوگوں سے زیادہ لطف پر | سلسلہ اسکا تھا او حضرت کا ایک | اسلیے مخصوص تھا وہ مرد نیک |
| تھا قیام الدین کا بھی سن سلسلہ | جیسے تھا انکا ملا اسکا ملا | فی لہورہ مشہور ہے اسکا وطن | تھا گھر انکی ہی کنارے وہ چمن |
| آپکے دل میں یہ گذرے تھے خطور | بھیجے اپنا بھی وہاں مسکن ضرور | پر نہ فرمایا پھر اسکو اختیار | شیخ رکن الدین کو وہ بخشا بہا |

## دیگر

| | | | |
|---|---|---|---|
| تھا اصیل الدین مخاطب جرہ باز | آپکے یاروں میں تھا وہ سرفراز | جب ریاضت کر چکا تھا وہ امیر | تب خلافت کا دیا تاج و سریر |
| | بھیجے بنگالہ میں ہی اسکو بتا | تا وہاں جا کر وہ آباداں ہوا | |

## دیگر

| | | | |
|---|---|---|---|
| تھا جمیل الدین سپید باز ایک | تھا باصحاب ثلاثہ مرد نیک | ظاہر باطن کے جب پائے تھے راز | تب خلافت سے ہوئے تھے سرفراز |
| اسکو تھی از حقائق کی خبر | یوں نہ تھے آگاہ اصحاب دگر | ایکدن کا ذکر ہے امی بانیاز | بیٹھے تھے دریا میں بالائے جہاز |

| | | | |
|---|---|---|---|
| کچھ ہوئی کھانے کی اس میں احتیاج | پر نہ تھا موجود کشتی پر اناج | پس اشارہ آپنے تھوڑا کیا | خود بخود موجود کھانا ہوگیا |

## دیگر

| | | | |
|---|---|---|---|
| قاضی حجت کہ تھا مرد خلیل | عقلیہ کہتا تھا نقلیہ دلیل | قاضیوں میں قاضی القضات تھا | شخص سنجیدہ تھا نیکو ذات تھا |
| حسب توفیق اله العالمین | آپکا آکر ہوا خدمت گزین | معرفت کی راہ سے آگہ ہوا | شرط لایا سب خلافت کی بجا |
| | آکے متوطن ہوا اس میں حبیب | ہی جو روح آباد کی موضع قریب | |

## دیگر

| | | | |
|---|---|---|---|
| شیخ عارف عارف باللہ تھا | در شریعت در طریقت شاہ تھا | کرچکا تھا وہ ارادت نیک خواہ | تھا ریاضت میں بحکم بادشاہ |
| سالکانہ کرچکا جب راہ طے | تب دیا خرقہ ارادت اسکو ہے | ہر طلیعہ سے خوارق کی ظہور | جو ہوئی کیا میں کہوں اسکے امور |
| | ایک شمہ بھی اگر املا کروں | دفتر دیگر مگر انشا کروں | |

## دیگر

| | | | |
|---|---|---|---|
| بوالمکارم زبدة الاصحاب تھا | آپکا اصحاب و اولی الالباب تھا | جامع اوراق ملفوظات ہے | کاتب اجزائے مکتوبات ہے |
| ہیں حقائق خوب سب انمیں رقم | اور نسخوں میں یہ ہم دیکھا ہے کم | اکثر انکی اور تصنیفات ہیں | یک عروہ اور دیگر لمعات ہیں |

## دیگر

| | | | |
|---|---|---|---|
| بوالمکارم شیخ ہروی ایک تھا | ابتدا میں میرزادہ نیک تھا | تھا اندر میں نبیرہ تیمور کے | حضرت صاحبقران مشہور کے |
| جبکہ تھی حضرت بہاء الدین کے پاس | گھر تھا وہ میر علی کے خوش لباس | سنکے حضرت کی خبر وہ مرد میر | ہو گئی یاد ام الفت میں اسیر |
| پشت پا مارا بر وی سلطنت | چھوڑ کر خدمت میں آیا نکہت | علم ظاہر میں تھا گو ماہر تمام | ہو گیا تھا آپنے یہ اذن عام |
| کر ریاضت کر ریاضت ای فقیر | تاکہ ہو مفتوح ابواب قدیر | تھا دلی الاچین کے وہ اتراک سے | ہو گیا وہ پاک ملکر پاک سے |
| طے ہوئی تھا بارہ برس سے راہ رو | تھا طریقت میں نہایت گرم رو | تا مکاشف کشف سارے ہوگئے | اوج پر اسکے ستارے ہوگئے |
| فقر میں جسدم کہ وہ کامل ہوا | آپکے الطاف میں شامل ہوا | انکو پہنایا خلافت کا لباس | وہ بھی الطاف میں لیکر کے پاس |
| بوالمکارم انکا فرمایا لقب | شیخ ہروی تھا ہوا اینام اب | پھر سمرقند اسکو بتلایا مقام | کر دیا ان شیر بن باق خاص و عام |
| طالب حق جو کوئی آیا کرے | شربت دیدار حق پلایا کرے | وہ گیا واں جسکو دیکھی اک نظر | ہو گیا وہ اولیائے باخبر |

## دیگر

تھا ردولی میں صفی مرد جوان — علم میں بھی طاق او صافی زبان

اُسکی تصنیفات سی ظاہر ہی سب — ہی نہیں کچھ حاجت تحریر اب

یہ ارادت کا ہوا اُسکی سبب — خواب میں ناگاہ دیکھا ایک شب

کرکے استقبال لایا اُسکو وہ — عاجزی اپنی جتایا اُسکو وہ

اسطرح بولا وہ مرد نیک خواہ — گو کیے اوراق کو تو نی سیاہ

یہ سخن سن کر لگا مانند تیر — کیفیت پاکر کہا اے مرد پیر

اسطرح بولا کہ اے مرد یقین — چاہتا ہی جسکو رب العالمین

اسطرح کہتا ہی خضر راہ سے — جاملادے اولیاء اللہ سے

عارفوں کا پیشوا اے پیشوا — گمرہوں کا رہنما ہو رہنما

صحبت صالح غنیمت جانیو — جو کہیں ارشاد اُسکو مانیو

جب ردولی میں پسرایا م جنید — خیمۂ شاہی ہوا آکر بلند

دیکھکر بولے صفی کو آئیے — اے صفی صافی صفائی لائیے

قرب سے کرتا ہی اپنے سرفراز — اُسکو ملتا ہی کوئی پاکباز

با صفوت وہ صفی ہوکر مرید — مرحبا کہتے تھے اُسکو ہر سعید

تا چلیگا یوں اُسکو سلوک — تلخی ایمان کی نکلیں سب شکوک

گو کیا تھا یا بہت ہی سعی تلاش — ہر نہیں جھکو ملا وہ خوش معاش

اُسکے سینہ میں لگادی ضرب نے جھنجھوڑ — لکھا گئی شیرینی تبرک توڑ توڑ

ہو تیری اولاد کی حق میں دعا — حق سی کرتا ہوں میں ہر دم التجا

خاطر آجا بس فی ان تک تھی فہیم — اُسکو بتلایا کیسے راہ قدیم

خلعت خرقہ کبھی پہنایا اُنھین — اور پہنانا کبھی بتلایا اُنھین

جامع علم معانی و اصول — حاوی آداب فقہ و منقول

آپ فرماتی تھی یہ وہ ذو فنون — ہند میں کوئی نہوگا شخص یون

مرد نورانی کوئی آیا ہی پاس — با شکوہ و شان شاہانہ لباس

ہاتھ میں گویا لیی ہو اک کتاب — ہی فقہ میں وہ کتاب انتخاب

وقت وہ آیا کہ ریش اسکی سفید — دلکو دے تو روشنی اے با امید

جس میں آیا ہی فقیری تیجیے — دستگیرا دستگیری کیجیے

ابھی راز قرب سی آگہ کرے — اُسکا دل روشن مثال مہ کرے

تجکو دیتا ہی بشارت یہ فقیر — ایک آتا ہی یہاں روشن ضمیر

جلد آیا چاہتا ہی وہ خضر — آب حیوان کا دکھاتا ہی اثر

اہل وحدت میں موحد فرد ہی — اولیاؤں میں بڑا وہ مرد ہی

جامع مسجد میں فرمایا نزول — خواب کی آمد ہوئی اُسکو حصول

ملکے باہم کہکے سب تفتیش حال — بولی جسکو چاہتا ہی ذو الجلال

سنکے اسکو صاف وہ نیکو نہاد — صاف سب اپنی کہی وہ اعتقاد

بولی خادم سی کہ جا اے ذو فنون — لا تو شیرینی اسکا شیرین منھ کرون

کرکے آیا کو بکو وہ جستجو — دست بستہ آکے بولا روبرو

آپ خود اُٹھکر گئے لائے نبات — ڈھونڈھ آئے تھی جہاں پائی نہ بات

بولی لو انوار حاصل ہو گئے — ہو مبارک آپ کامل ہو گئے

علم سے انکا بھرا سینہ رہے — چرخ کا جبتک کہ آئینہ رہے

ابتدا سی انتہا تک راہ کا — جاکی دکھلایا نشان اللہ کا

دل سے آئی پھر وہ زمین شتاب — مجتمع آکر ہوئی سب شیخ و شاب

شیخ اسمعیل طفل شیر خوار
تھا فقط چالیس دن کا طفل زار

بولے حیانو یہ پسر میرا امر بد
گو کہ ہی چالیس دن کا یہ شہید

تھا ردولی میں وطن کو چھوڑ کر
اپنے بیگانے سے رشتہ توڑ کر

اور یہاں کر کے ریاضت چار سال
ہو گیا درویش کامل باکمال

آپ فرماتی تھی تقریبًا یہ بات
طی کیے یارون نے کل انوار سات

جب کیا انکی بہی کوشش کمال
مہلکہ سی لائی تب انکو نکال

اور ردولی میں جگہ تجویز کی
تھی نہایت جای باتوقیر کی

یہ لکھا اسکا سماء الدین نے حال
ہم سے وہ کرتا ہے شاہا خود جدال

جو کہ بارہ دنسی عمری کچھ کد کرے
دو جہان سے اسکو خالق رد کرے

کچھ دنون کے بعد وہ مرد فقیر
ہو گیا آنکھوں میں لوگوں کی حقیر

تقاہ کو پایا جو امر خیر پر
لاکے ڈالا اسکو انکے پیر پر

عالموں میں تھی سماء الدین کی دہوم
اسکے اوپر تھا خلائق کا ہجوم

دم الفت میں ہوا آکر اسیر
اسکے روح آباد ہمراہ خفیر

دیر کچھ انوار سبعہ میں ہوئی
چند کامل سے کیا رفع دوئی

پر ہوا وقفہ فقط اندر دو بار
اک مکان میں اور سماء الدین سا

انکو پھر حکم ریاضت ہم دیا
بھی اجازت اور خلافت ہم دیا

تھا وہاں درویش کوئی بیدرنگ
وہ سماء الدین سے خود کرتا تھا جنگ

پڑھ کے یہ مضمون ہوئے حضرت خفا
بولے حق سے یہ ہماری ہے دعا

لکھ کے یہ پاسخ روانہ کر دیا
کچھ اشارہ عارفانہ کر دیا

## دیگر

شیخ خیر الدین سدھوری اہل خیر
تھا حقیقت میں بڑا مرد دلیر

یہ ہوا انکی عقیدت کا سبب
تھا مسائل چند میں پیچ و تعب

مولوی علام الدین سے پوچھ کر
رہ گیا خاموش ہو کر منتشر

آپ نے عقدے وہ انکو کھول کر
کہہ دیے سب جان موتی تول کر

تب رہے با خدمت میں پھر وہ چار سال
حق ریاضت کا ادا کر کے کمال

جب خلافت کا دیا تھا اسکو تاج
آپ کی تھی بیعت میں بارہ خوش مزاج

ایک انمیں قاضی سدھا بھی تھا
شیخ سدھا بھی تھا انمیں دے سر

ایکدن کرتا تھا خیر الدین وضو
حال ناگہہ اسکو آیا ایکسو

پانی لاتی تھک کر رہ گیا
جو غسالہ تھا وضو کا بہہ گیا

میں نے دیکھی ہے عجائب ایک سیر
پانی کرتا ہے بہت اسراف خیر

بلکہ گر انسے ہوئی دید و شنید
ور او وہ اسکو نوش ہر دم شنید

عالمان دہر سے پوچھا کیے
جا بجا ہر شخص سے پوچھا کیے

پر کسی سے وہ نہ عقدہ حل ہوا
شہ سے مستفسر یہ وہ بیکل ہوا

شیخ خیر الدین کو خود تسکین ہوئی
از سر نو اسکو تلقین ہوئی

لائق خرقہ ہوا وہ خرقہ پوش
آپ نے اسکو دیا خرقہ بہوش

ساکنان خطۂ مذکور سے
سب وہ تھے اثنا عشر میر ور سے

شیخ شمس الدین تھا وہ با صفا
تربیت انکی سپرد اسکے کیا

آب خادم دم بدم لاتا تھا پھر
وہ وضو ہوتا نہ تھا اتمام پر

دیکھ کر بولا کوئی انکا سے
صاف آکر فقر و فاقہ سے

بولی ہے حالت میں فرزند گزین
آپ دریا و من کی کچھ پروا نہیں

| | | | |
|---|---|---|---|
| | جو گرادے وہ تمامی آب جاہ | ہے نہیں اسراف یا اسمین گناہ | |

دیگر

| | | | |
|---|---|---|---|
| جو کہ تھا قاضی محمد نیک طور | ماہر ہر علم رہتا تھا سدا حضور | آپکا یاروں مین تھا مقبول یار | تھا مریدوں مین خلیفونمین شمار |
| پھر گیا تھا جب وہان پر اتفاق | لوگ سب آئے تھے با صد اشتیاق | گھر کو استقبال خیر الدین کے ساتھ | لیگئے تھے اُنکو سب تمکین کی ساتھ |
| اُن مین قاضی محمد محترم | راہ مین آکر ملا چوما قدم | اور وہ شاگرد تھا مخدوم کا | افتخار عالمان روم کا |
| پا بہ پیش تھا پکڑی آپ ایک | دوسرا اُنکی تھا خیر الدین نیک | چاہتا ہی اپنی جو بندہ کو رب | اولیا کی پاس پہونچاتا ہی تب |
| دریافت کا کیا گھر لکے باز | سب ہوئے مشکور اصحاب نیاز | طالب حق وہ ہوئے وقت سحر | معرفت سے سب ہوئے وہ بہرور |
| خدمت عالی کیا پھر اختیار | ساتھ مین ہی لگا لیل و نہار | جبکہ جائس ہو گئے آبا شاہ تھا | قاضی مذکور بھی ہمراہ تھا |
| تھے جہانتک وانکی منصب کی بڑے | حلقۂ بیعت مین خود آکر پڑے | واسطے تعلیم اسرار دلی | شیخ خیر الدین کو سونپا تھا جلی |
| صوفیانہ کر کے خود کوشش حصول | ہو گیا انکو نمین حضرت کی قبول | آپ سے پایا خلافت کا لباس | اولیا ؤنمین ہوا وہ حق شناس |

دیگر

| | | | |
|---|---|---|---|
| بو محمد سالک راہ یقین | ساکن سہسور عرف اُنکا معین | تھا خلیفونمین بڑا مقبول وہ | آپکے یاروں مین تھا موصول وہ |
| جب گئے سہسور سے جائس جناب | آئے خدمت مین وہ انکی شیخ و شاب | اپنے فرزندونکو لاکر روبرو | حلقۂ بیعت مین ڈالا ایک سو |

دیگر

| | | | |
|---|---|---|---|
| ہے شہرونمین بو المظفر طاق تھا | عالمون مین شہرہ آفاق تھا | تھا خلیفونمین نہایت نیکخو | مولد و مسکن تھا اُسکا لکھنؤ |
| تھا زیادہ اُنکی اوپر لطف عام | اور لوگونپر نہ تھا اتنا تمام | لکھنؤ مین اُسکی خاطر روز چند | تھا وہان حضرت کا خیمہ سر بلند |
| آئے تھے جبتک مطاہر وان نہین | آپ تھے تا چند سجادہ نشین | اک قصیدہ کر کے موزوں لیے وہ | لے سکے آگے مطاہر نیک خو |
| پڑھ کے فرمایا کہ سن ای نیکبخت | ذات پر تیری ہے بس ختم سخن | آفرین سن کر بجالا کر سلام | با ادب بیٹھا لگا کرنے کلام |
| شیخ خیر الدین تھے ہمراہ رکاب | اپنی تصنیفونکی دکھلائی کتاب | تھے مناقب مین قصائد چند چند | سب مطاہر کو دکھائے بند بند |
| دیکھکر بولے یہ حضرت بالیقین | حاجت اصلاح کچھ اسکو نہین | مصرعۂ مستانہ جو شانہ ہی یہ | فرد فرد اشعار مستانہ ہی یہ |

دیگر

مولوی جامی علام دین
پہلے جانشین جب وہ آئی خوش لقب
بیٹھکر کرنے لگے ذکر جلی
تھے مسائل سات حل ہوتے نہ تھی
سوئے بنگالہ تھا جانے کا خیال
رات کو پھر زیارت نیک خواہ
وہ نہ بولا تھا کہ بولے آپ یہ
کیجیے لطف و کرم کی اب نگاہ
میرے دل کو کچھ نہیں اتنا ملال
جو مسائل سات تھے اشکال وہ
عذر کرتا تھا عنایت کیجیے
آخرش لیکر اکابر کے گروہ
آپنے آخر کیا سب کو مرید
اسطرح کہنے لگا اپنا وہ حال
تا ارادت کیجیے اسنے حصول
جلد آتا ہی کوئی دن میں وہ پیر
یاں پہ ہے عزم ارادت چھوڑ کر
حافظ قرآن ہے اور قاری ہے وہ
لکھکے یہ اور آپ بیٹھے خود خموش
جبکہ پہونچے قرب ایام وصال
کرکے محنت اور مشقت چند سال

عالمومنین تھا بڑا باریک بین
یہ خلافت کا ہوا اُسکو سبب
دور جاتی تھی صدا اُنکی چلی
عالمونسے منفصل ہوتے نہ تھے
تاکہ ہون شاید وہان وہ انحلال
مقبرہ مین آئے بدرالدین کے شاہ
ہم ہین غمخوار جو کچھ فرمائیے
بادشاہا کر مری عفو گناہ
آپ ہو اُلو وہ مرغ بدفعال
حل کیے حضرت نے سب اشکال وہ
اب تمہارا رفع شکایت کیجیے
سامنے آیا نہایت باشکوہ
ہوگئی ہر شخص کو خواہش مزید
منقضی شاہا ہوئے ہیں تین سال
پھر نہ فرمائی سلیمان نے قبول
اُنسے بیعت کیجیو مرد فقیر
اُنسے بیعت کرلو رشتہ توڑکر
کوئی علم دین نہین جاری ہے وہ
منتظر اسکے تھے وہ سب حق نیوش
آپنے سونپا کہ لو بابا کمال
لائق خرقہ ہوا بابا کمال

آپکے یاروں مین سنجیدہ تھا وہ
ایک تھی جاگہ وہان کوئی پلید
مولوی بولے یہ سنکر ایک شب
سالہا پوچھا کیا ہر ایک سے
کہکے پھر ہم زیارات قبور
مولوی بولے یہ شہ کے پاس سے
ہوکے نادم گر پڑے زیر قدم
بولے کو وہ نکی ہم ایسی کان کان
ہوگی باہم پھر زیارات قبور
مولوی کو ہوگئی نقش نگین
بولے وہ جاتا رہا تیرا گلا
پھر بیعت خود ہوئے آکر کھڑے
آپکے لایا ارادت مین وہ نیک
مین سلیمان کی گیا ناگاہ پاس
یون لگے کہنے کہ تم اشخاص سب
ہو نگہبان وہ تمھارے حال کا
بڑھ کے ہم لوگونسے جانو جنید پیر
ہے قراءت ہفت مین ہر ہفت خوب
آپ پہونچے پھر تصدیق کلام
سب مریدونکی ہدایت کیجیو
جب چلے گھر اسکو نائب کر چلے

پھر خلیفو نہین پسند یہ وہ تھا وہ
آپ بیٹھے اسکو فرماکر پسند
یہ کہاں کو آئی غوغائی ہین سب
حل ہوا لیکن نہ کوئی نیک سے
سوئے بنگالہ چلون فرقت سے پھر
کون صاحب ہین خوش اطوار سے
اور کہا ہین لائق تعزیر ہم
خود سنا کرتی ہیں کیا مجھکو سناؤ ان
وہ چلے سب بیکھ کر باصد سرور
اعتقاد اُنکو ہوا اسن کر دین یا
کچھ نہ تھا تیرا گلا میرا گلا
کیکے فرزندونکو پھر چھوڑ کے
اہل قصبہ کی اکابر ایک ایک
اور بھی تھے کچھ اکابر حق شناس
سید اشرف کی ہوئی تفویض سب
ہو بڑا احمال وہ اثقال کا
آنکھین ہوا اسکو سمجھو مرد عزیز
سید عالی نسب پاک از عیب
آپ وہ آنہ تک باہر تھا مقام
اس جگہ ظاہر ولایت کیجیو
آئے روح آباد خوش اختر خطے

ساتھ یاروں کے وہ بازار ہند
جاکر لوگوں سے کہا اے باوقوف
وقت یہ جب آکے وہ طالب ہوا
ہو کے برہم اسنے کی آخر دعا
جل گئے ناگاہ مردم چار الف
دوسرے بولے اسکو دیکھ کر
خانماں انکے کیے تونے خراب
تھا پڑا جیدی بباب خانقاہ
رکھ کے اسکو سر پہ طشت آتشین

روز کرتا تھا ہدایت اور پند
ہم کو نہیں سرکار دعوت کا ظرف
منقلب لوگوں کا تب قالب ہوا
جو کوئی کرتا نہیں وعدہ وفا
سینکڑوں گھر جل گئے اشرار الف
خشمگین ہو کر یہ سن اے بے خبر
دو مرے سامنے سے چل شتاب
منفعل محجوب عاجز عذر خواہ
لائے نور العین حضرت کے قریں
گو رہیگا اسکا ایمان برقرار

ایکدن دعوت کسی کی اسنے کی
بولے وہ وقت ضرورت لیجیو
پھر گئے وہ لوگ سب اقرار سے
ضبط ہو جبط اسکا ہر تو ہے عمل
پھر مشوش ہو کے وہ اپنے بدل
پھر بیٹوں کو جلا کر تو چلا
لائق بخشش نہیں تیرا قصور
ساعی بیٹا کر کے نور العین کو
بولے درویشوں کی ہی انداز سے
پر یہ ہوگا خوار با خویش و تبار

فکر یا بجتاج کی اس کو ہوئی
خوب تم دعوت کی صورت کیجیو
پیش آئی نا گہاں انکار سے
آتش نہیں سے وہ جاتا ہے جل
آیا رہ آباد نادم منفعل
پھر یہاں آباد دعا کر تو چلا
جا ابھی آگے سے میرے دور دور
آکے وہ حاضر ہوا خود نیکخو
عذر خواہی آپکے اعجاز سے

## دیگر

تھے خلیفوں میں خلیفہ ایک تھا
ایکدن کوئی مہم آکر اڑی
راستہ تھا گو نہایت پر خطر
آبلے پاؤں میں آئے تھے نکل
دونوں کفشوں کو بنا کر تاج سر
اس گھڑی سے ہو گیا مسرور حال
کل ملک غیروں کا تھا محتاج وہ
جس طرح اسکا بھرا ہے ایکدن
رکھ تو میرے دوستوں کو بامراد
ہر کا سر پر نہ عمامہ رہے

عبد باوہاب سید نیک تھا
کار تھا دشوار مشکل تھی بڑی
پڑ گیا ناچار حکم شاہ پر
کفش بھی ٹوٹی وہم کا بھی خلل
کو بکو پھرتا تھا وہ بے بال و پر
مفلسی اسکی اڑی مثل خیال
آپ خود حاجت روا ہے آج وہ
یوں نہیں میری بھی بھرپور ایکدن
رکھ تو میری آل اور اولاد شاد
پاک اپنا سر بسر جامہ رہے

وہ بہت کرتا تھا خدمت آپکی
بولے جا دہلی تو اے مرد سلیم
کچھ نہ اپنے دل میں وہ لایا تھا ڈر
یہ دگرگوں حال اسکا دیکھ کر
یوں نہیں پھرتا تھا رکھی چالیس دن
تھا کہاں محتاج یا زیب تاج
جسطرح حاصل ہوئی اسکی مرام
دہر میں جبتک ہو شکل جان ہو
تا فنا یاد خدا مونس رہے
از طفیل آل و اصحاب رسول

جسطرح کرتا ہے بیٹا باپ کی
حال یہ لیکر سوے عبد الکریم
جا کے لایا پاسخ اسکا جلد تر
اسکو حضرت نے دیے کفش دگر
جا بجا بالائے سر وہ مستحسن
دست بستہ روبرو ہے احتیاج
کیجیو ہم کو بھی اے رب شاد کام
ہر طرح محفوظ آباد ان رہو
دور مکر و زور دل سے بس رہے
از طفیل نور چشمان بتول